

اشفاق احمد

# من چلے گا سودا

پاک سوسائٹی



www.paksociety.com

بخارے کی ہانک

اسی اور اسے میری کے وجود میں آنے کا تعلق ان دو قیمت اور نقل کاروں سے ہے۔  
جن میں سے ایک کا سرچشمہ قصوف اور حرکان ہے اور دوسرے کا منبع مائیں خاص خود پر توکس اور  
توکس میں سے بھی کو اتم تھیوری کے ساتھ رہت ہے۔

کوئی تیار نہ رہے تیار نہ رہے ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ میں نے اس کو تیار کرنے کے لئے ہاتھ لگایا ہے۔ اس کے جواب میں ایک شخص نے کہا کہ میں نے اس کو تیار کرنے کے لئے ہاتھ لگایا ہے۔ اس کے جواب میں ایک شخص نے کہا کہ میں نے اس کو تیار کرنے کے لئے ہاتھ لگایا ہے۔

ذہن کے نگر خانے کی مکی دیوار سے ڈھونڈ کر سوچتے ہوئے اور دفتر میں سائنسی کتابوں کی دھڑ دھڑک کر رہنے ہوئے ایک بات اندر اندر باہر نچوڑا ہوا جھڑیل کر جھڑیل ہوئی قسمی کہ اصل حقیقت حق ہوئی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ غلطیوں کے علاوہ ازلہ الگ الگ نظر آتے ہیں ایک ہی نکل کا حصہ ہیں۔ صوفیوں کا طہا یک ایسا ہی ہے کہ عرفانی علم ہے جسے تو عقل و ادراک اور دلیل و برہان کے ترانہ میں تو لا جا سکتا ہے اور حق القاطع میں بیان کیا جا سکتا ہے اس کا وہی علم کے اندر جدید فزکس کی بنیاد پر ہی شہرہ اپنے نئے شعبہ مقام سے گزر رہی ہے اس کو بھی گہرے مراقبے اور ذرا یکٹ حسی ہمہ گیری اور ذاتی مشاہدے سے اسی طرح آگیا جا سکتا ہے جس طرح جدید آلات سے فزکس کے مفروضات جانچے جاسکتے ہیں۔

جب فرانس کے پروفیسروں اور باطن کے مسافروں کے تجربات میں ایک حوالہ  
ہم آجکی کا احساس ہوتا ہے تو حیرانی اس میں نہیں ہوتی کہ اس قدر قریبی مشاہدہ اور ایسی ہم آہنگی کا  
امکان کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔ یہ وہ حلقہ امور کا ہے جس میں یہ ہم آہنگی اور ایسی مشابہت  
کے لیے پیدا ہوئی اور اس کے پیچھے کون سی عوامل کار فرما ہیں۔ جوں تو دعویٰ کے سرور پہنچا جاتے کے  
لیے صرف مولیوں اور سائنس دانوں نے ہی کوشش نہیں کی بلکہ شاعروں، فنکاروں، مصوروں، لکھنوں،  
مستشرقین اور ہائے تعلیم نے بھی کچھ توجہ دلائی ہے اور جی دقت باطن کی ہیں لیکن یہ ساری  
باطن دعویٰ اور کائنات کی فکر سمجھ کر توجہ سے تعلق رکھتی ہیں اس کے اندر کا کھد کھد نہیں ہوتا۔



توانک Scientist نے کہا: "نہیں۔"

پھولے سائنس دان نے کہا: "تھوٹک یو سر! آپ کے کہنے سے اور آپ کے تجربے سے معلوم ہو گیا کہ الیکٹرون تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔"

پروٹونز حاسائنس دان بولا: "بالکل نہیں!"

اسائنٹ سائنس دان نے کہا: "بھگ گیا سر! الیکٹرون جلتے نہیں! ساکت و صامت رہے ہیں!"

یوز سے سائنس دان نے کہا: "ہرگز نہیں۔"

"تو پھر سر!" پھولے نے ہلکاتے ہوئے کہا: "بات واضح ہو گئی سر کہ وہ حرکت میں رہتے ہیں!"

یوز سے سائنس دان نے کہا: "ہرگز نہیں۔"

لیکن صوفی اور سائنس دان میں اتنی طویل ہم سفری کے باوجود اور ایک ہی منزل کی گھونٹ میں پڑنے کے باوجود جو ایک کتابیں فرق ہے وہ یہ ہے کہ تصوف میں زندگی کا چلن ہی علم کا تغیر بن جاتا ہے اور حیات سے ماوراء تجربات میں سے گزرنے والا فرد سادے کا سارا تغیر و تبدل ہو جاتا ہے لیکن سائنس دان ان مادی وادرات سے متاثر نہیں ہوتا اور ایک معروضی انداز میں دیکھنے کا دیکھا کھڑا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے سائنس دان ہلکے سادے پڑے پڑے سائنس دان اپنی قائم کردہ تعمیراتیوں کو تہذیبی ثقافتی روحانی اور اجتماعی رنگ عطا نہیں کر سکے۔ حیرت کا مقام ہے کہ ایک سائنس دان اپنی ذہن سوری کے قہر میں ڈوب کر کایا کلیپ نہیں ہوتا بلکہ اہل گھلا الگ مارو کر "کو کو کو" کی طرح زندگی گزار جاتا ہے۔

اس وقت ہم علم و دانش کے بہت اونچے معیار پر ہیں لیکن ہماری زندگی ہماری تہذیب ہماری انسانیت اور پوری معیشت کی جھکاؤ اور وہ اس بات پر ہے کہ ہم منطقی، متوازن، پر خاش کر، عذاب انگیز اور خاک، ریلوں پر نظر ثانی کر کے انہیں معاہدہ حدیث کی رحمت آمیز اور شفقت انگیز مثل میں داخل کرنے کی جرأت کریں۔ اس عہد میں یہ ہے تو بڑا مشکل کام لیکن انسانی ہمت کے لیے اس کا توجہ دینی جانی تھا بہت ضروری ہے۔

اشفاق احمد

دستاں سرانے

121 سی ڈال 550



## قسط نمبر 1

### کردار

حبیب بن یحییٰ بصری :	بغداد کا ایک بوڑھا پھونس۔ بیٹے کا عاشق
ام سلمہ :	یحییٰ بصری کی بیوی۔ بوڑھیا۔ عمر ستر سال دیکھوں سے چھلنی لیکن رضائے الہی کو ماننے والی
اسامہ :	عمر تیس کے لگ بھگ۔ نوجوان کے چہرے پر صبر اور استقامت واضح ہے
ارشاد :	گہرے اضطراب سے اطمینان کی جانب سفر کرنے والا
ارشاد کی والدہ :	ایک آسودہ حال مرد 'عمر پچاس کے قریب
لبھا خا کر دپ :	عمر ستر کے قریب۔ دنیا سے وابستہ۔ بیٹے کی محبت میں گرفتار
موہچی رمضان :	ساتھ برس کا بوڑھا۔ مضبوط جسم کا مالک۔ خوش دل کارکن
چہ دہا عبد اللہ :	عمر چالیس پینتالیس۔ کھلی کھلی شخصیت 'معرفت کے راستے کا مسافر
ڈاکٹر محمد حسین :	عمر پچاس کے قریب۔ نظروں میں عزم 'آواز میں دہدہ 'پڑ سکون' طمانیت سے لبریز
مہارانی مینا دتی :	عمر چالیس برس۔ خوبصورت تھو مند۔ رز شناس۔ آنکھوں میں دانش
مومنہ :	راجہ گوپی چند کی سوتیلی ماں۔ خوبصورت 'دلی پکلی
کبیر خان :	خوبصورت لڑکی۔ ابھی ہوئی۔ زندگی کے دور اسے پر حیران و پریشان
غذرا سلمان :	عمر پچاس کے لگ بھگ۔ کامیاب امیر آدمی 'ارشاد کا دوست
شبلیع :	فصیحہ دارا میر عورت۔ بڑی شان 'بڑے مان والی
	جواری شکل کا امیر بزنس من۔ ارشاد کا دوست

(نوٹ: موہچی رمضان 'چہ دہا عبد اللہ 'لبھا خا کر دپ اور ڈاکٹر محمد حسین کے رول ایک ہی شخص کو مختلف میک اپ کے ساتھ کرنا ہیں)

## سین 1 ان ڈور شام کا وقت

(پرانے بغداد کے ایک چھوٹے سے محن لور ایک کمرے پر مشتمل گھر کے باہر ایک خوبصورت نوجوان بغداد کے درویشوں کا لباس پہنے آتا ہے اور بہت ہی ہولے سے دروازہ بجاتا ہے۔

کٹ کر کے اندر جاتے ہیں تو کوٹھڑی میں ایک سوکھا لہیا بالور ویسی ہی سوکھی اس کی بڑھیا موجود ہے۔ وہ زمین پر اپنے درمیان دھواں اٹھتے شوربے کی قاب رکھے بیٹھے ہیں اور اپنے اپنے قاشتوں سے شوربہ پی رہے ہیں۔ دستک سے چونک کر بابا کہتا ہے)

حبیب: جب سے اسامہ گیا ہے اس دروازے پر ایسی ہی ہوا چلتی رہتی ہے۔۔۔ گویا دستک دے رہی ہو۔

ام سلمہ: کچھ نہیں۔۔۔ سب تیرا وہم ہے بچی بھری کے بیٹے۔ ان دنوں کوئی ہوا نہیں چلتی نہ پروانہ نہ پتھر۔

حبیب: پھر شاید دستک ہوا ام سلمہ!

ام سلمہ: جس دروازے پر پچھلے چودہ برس سے دستک نہیں ہوئی وہاں اب کدھر سے ہوگی۔

(انھہ کرانگی سے دسترخوان پکڑنے لگتی ہے تو دستک پھر ہوتی ہے۔ ری سے کھینچے ہوئے دسترخوان کو وہیں روک کر گردن دروازے کی طرف گھماتی ہے۔ اب کی بار دستک ذرا زیادہ زور کی ہوتی ہے۔)

ام سلمہ: کون ہے؟

اسامہ: میں ہوں۔۔۔ میں اسامہ!

حبیب: اسامہ!

ام سلمہ: اسامہ کون بھائی؟

اسامہ: تمہارا بیٹا!۔۔۔ اسامہ بن حبیب بن بچی بھری!

ام سلمہ: ہمارا کوئی بیٹا نہیں بھائی۔ جسہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔

حبیب: ام سلمہ!

ام سلمہ: ہمارا ایک ہی بیٹا تھا سب سے پہلے ہم نے اسے خدا کی راہ میں وقف کر دیا۔ اب

ہمارا کوئی بیٹا نہیں۔

اسامہ: میں وہی تو ہوں اماں اسامہ۔۔۔ اسامہ بن حبیب۔۔۔ چودہ برس بعد تم سے ملنے آیا ہوں۔

ام سلمہ: اپنی چڑھتی جوانی میں ہمارے بیٹے نے خود ہم سے درخواست کی تھی بھائی کہ مجھے اللہ کے رستے کا مسافر بننے کی اجازت مرحمت فرماؤ۔

حبیب: اس وقت ہم نے بخوشی اسے اجازت دے دی تھی۔

اسامہ: میں وہی اسامہ ہوں اماں اور تم سے ملنے آیا ہوں۔

ام سلمہ: ہم بچی بھری کے گھرانے کے لوگ ہیں بھائی! ایک مرتبہ چیز دے کر واپس نہیں لیا کرتے۔ ہم اسے خدا کی راہ میں وقف کر چکے اب ہمارا کوئی بیٹا نہیں۔۔۔ تجھے غلط فہمی ہوئی ہے۔

(پھر زمین پر قاب کے سامنے بیٹھے ہوئے اور اپنی دونوں آنکھوں کے نیچے سے

دو آنسو تیزی کے ساتھ چٹکی پر اڑاتے ہوئے کہتی ہے)

ام سلمہ: ہواؤں کے بے طور چلنے سے کان تو بجھتے ہی ہیں آج ذہن بھی بجھنے لگا اور بڑی دیر کی اور دور کی آوازیں آنے لگیں۔

(جب حبیب بادل خواستہ قاب سے ایک چمچ بھر کر منہ کی طرف لاتا ہے تو کٹ

کر کے دکھاتے ہیں کہ اسامہ نے ایک مرتبہ پھر دروازہ بجانے کو ہاتھ اٹھایا ہے

مگر روک لیا ہے۔ ذرا سار جھکا کر اپنے باپ کے دروازے کے پٹ کو بوسہ دیتا

ہے اور وہاں سے چل دیتا ہے)

درازو

صبح کا وقت

آؤٹ ڈور

سین 2

(بہت صبح کا وقت ہے۔ ارشاد کی گاڑی نہر کنارے جا رہی ہے۔ فٹ پاتھ پر ایک

خاکروب جھازو پھیر رہا ہے۔ ارشاد اپنی گاڑی روکتا ہے۔ اس میں سے دو

اور خاکروب کے پاس جاتا ہے۔ جب دو خاکروب لمبا سے ہاتھ ملاتا ہے کچھ دیر

کے لیے تصویر سٹل ہوتی ہے۔ پھر دونوں کچھ باتیں کرتے ہیں۔ اس دوران

گیت جاری رہتا ہے۔ پھر ارشاد ہاتھ ملا کر اپنی لمبی سیلاکار میں سوار ہوتا ہے۔



کھڑکی کا شیشہ اتار کر پھر خاکروب کو سلام کرتا ہے۔ وہ آشیر باد کے انداز میں ہاتھ اٹھا کر جواب دیتا ہے۔ اس دوران گیت جاری رہتا ہے۔)

تیرے من چلے کا سودا ہے کھنا اور میٹھا  
کٹ

### سین 3 آؤٹ ڈور دن چڑھے

(وزیر شاہی مسجد یا ایسی ہی کوئی آباد جگہ۔ کسی تھڑے پر ایک موچی بیٹھا اپنی لگن میں جوتی سی رہا ہے۔ اس کا ہاتھ پھرتی سے چلتا ہے۔ ایک فاصلے سے پیدل بھیڑ کو چیرتا ہوا ارشاد آتا ہے۔ اب وہ اشاروں میں اپنی مشکلات بیان کرتا ہے جیسے وہ موچی کو اپنی ساری زندگی کے حالات سنارہا ہو۔ موچی رمضان آئندہ سے جوتا سیئے جارہا ہے۔ وہ توجہ نہیں دیتا اور کبھی کبھی سر ہلاتا ہے۔ پھر وہ کام چھوڑ کر توجہ دینے کے انداز میں ارشاد کو دیکھتا ہے۔ ارشاد کا چہرہ جیسے معرفت کی پھوار پڑنے سے کھل اٹھتا ہے۔ پھر وہ حیران حیران مرشد کی شکل دیکھتا ہے۔ لمحہ شل ہوتا ہے۔ گیت جاری رہتا ہے)

کٹ

### سین 4 آؤٹ ڈور دن

(ایک پرانے کھنڈر میں ارشاد آنکھیں بند کیے دیوار سے سر لگائے بیٹھا ہے۔ بکریوں کے گلے سے بندھی گھنٹیوں کی صدا آتی ہے۔)

ڈزالو

### سین 5 ان ڈور دن

(یہ سین راجہ گوپی چند کے عہد کا ہے۔ ایک پرانے سے کٹ آؤٹ درجے میں مہارانی مینا دتی بیٹھی ہے۔ بہت سی خوبصورت لڑکیاں قہال میں دیئے سہائے





آنے پر مودب کھڑا ہو جاتا ہے۔ اب بھی اس نے اپنی پشت دیوار سے لگا رکھی ہے اور اس کی آنکھیں بند ہیں۔)

چراغِ عبد اللہ: (سپراپوز) تو کیا جانے معرفت کیا ہے! تجھے کسی نے بہکا دیا ہے۔ نہ تو نے کچھ دن حکومت کی نہ زندگی کا لطف اٹھایا۔۔۔۔۔ چھتیس پکوان کھانے والے کو جوگ سے کیا کام یہ راستہ دشوار بھی ہے اور کنھن بھی۔ جھڈو فتح کر داپس چلا جا۔

(ارشاد دیوار سے لگا لگا بیٹھ جاتا ہے 'جیسے اندر سے ڈھے گیا۔)

آواز (چراغِ اہل): جوگ کا پہلا قدم تب اٹھے گا جب غصے کو ختم کرے گا۔۔۔۔۔ فرور کبھر راکھ بنا کر حکم حکومت داؤ پر لگا دے گا۔ یہ رنگ اتار پھینک 'پھر جوگ کی سوچنا۔

(اب چراغِ اہل اپنی چھتری زور سے زمین پر مارتا ہے۔ ارشاد اپنے زانوؤں کے گرد دونوں بازو سہاگل کر کے یوں بیٹھا ہے گویا یہ چھتری کی ضرب اسی کے تن پر لگی ہو۔ منظر چند ٹائٹل کے لیے ساکت ہوتا ہے۔)

کٹ

علی الصبح

ان ڈور

سین 7

(دریچے میں ارشاد کی ماں کھڑی ہے۔ اس کے بال سفید ہیں لیکن کانوں میں بالے اور گلے میں ہار ہے 'سر پر متعیش کیا ہوا روپہ ہے اور وہ چہرے سے بہا رانی بنا دیتی لگتی ہے۔ اس کے چہرے پر آنسو ہیں۔ وہ کھڑکی سے باہر دیکھتی ہے۔ کچھ لمحوں بعد پھانک کھلتا ہے۔ کیمرو ماں ہی کے پوائنٹ آف ویو سے دیکھتا رہتا ہے۔ کار اندر آتی ہے۔ پھر ارشاد اس میں سے باہر 00 ہے۔ اس دور ان بے مددیم آواز میں صبح کی اذان ہوتی ہے۔ جس وقت ارشاد کار سے اترتا ہے 'اس وقت کیمرو اس کے چہرے کو کلوز اپ میں لپیٹ کر رہتا ہے۔ اس کے چہرے پر چند قطرے گرتے ہیں۔ وہ اوپر دیکھتا ہے گویا جانا چاہتا ہے کہ یہ بارش کہاں سے آئی ہے۔)

## سین 8 ان ڈور رات

(درد شد چنگ پر کہنی سے مل لینا ہے۔ اس کے چنگ پر جہانجا صوفیائے کرام کی  
تہا میں بکھرنی ہوئی ہیں۔ وہ کہنی کے بل بیٹ کر پڑھنے میں مشغول ہے۔ گیت  
جاری ہو رہا ہے)

حیرت من چلے کا سودا ہے یہ کھانا اور منھا  
مٹ

## سین 9 ان ڈور صبح کا وقت

(تاشی کی میز پر چھوٹی سی ریت گھڑی پڑی ہے۔ گھبرہ اسے کلوز اپ میں لیتا ہے  
اور سکرین پر چند لمبے صرف یہ گھڑی دکھائی دیتی ہے۔ گھڑی کے کلاز اپ کے  
بعد گھبرہ فریک بیک کرتا ہے۔ ماں اور ارشاد شاد شتے کی میز پر ہیں۔ ارشاد ساتھ  
ساتھ کچھ پڑھنے میں بھی مشغول ہے اور ماں کی باتیں بھی سن رہا ہے۔)

ماں میری بات سن، شاد!

ارشاد (نوشٹ کھاتے ہوئے ساتھ پڑھتے ہوئے) سن رہا ہوں ماں۔

ماں کیا پڑھ رہا ہے تو؟

ارشاد ایک پرانی کہانی ہے ماں۔۔۔ آٹھ سے بہت سال پہلے کی۔ ہمارے ملک کے اس حصے کی  
شعبہ حجاب کہتے ہیں۔

ماں کیا ہے اس میں؟

ارشاد راجہ گوپی چند کے جوگ لینے کا واقعہ ہے ماں!

ماں کیا تو کوئی انجی سی کتاب نہیں پڑھ سکتا۔ سیاست کی۔۔۔ ہسٹری کی۔۔۔ انٹرنیشنل انفرز  
کی کتاب۔۔۔ کوئی جاسوسی ناول۔۔۔

ارشاد یہ تو سب سے بڑی داستان ہے ماں۔۔۔ اس میں دل کا جو ریکڑا جاتا ہے اور اسے  
اپنی تھمائی ٹنگ جاتی ہے۔

ماں ٹھوڑے ہیں۔۔۔ جی اہل حال کھاتا ہے۔ ارشاد!

ارشاد نہیں، انجی سی کتاب۔



ماں: جب میں فریخ دندہ میں گھڑی ہو کر تہاری رہو کیجی ہوں ارشاد تو وقت محکم کر سکتا ہو جاتا ہے۔ یوں لگتا ہے ایک ہل صدیوں میں گزرا۔ کبھی تہارے ساتھ ایسے ہوا؟

ارشاد: (حیران ہو کر ماں کو دیکھتا ہے) میرے ساتھ تو ہر روز اسی طرح ہوتا ہے ماں۔ جب میں کامران کی بارہوری ننڈوں کے نیلے اوور سو بخود رڈ کی گلیوں کو دیکھتا ہوں تو میری دید کے ایک لمحے نے صدیوں کے زمانے کو پکار رکھا ہوتا ہے۔۔۔ ایک ہل کی ٹوک پر صدیوں کے پردے ٹہراتے ہیں۔

(یت گھڑی کو اٹھاتا ہے۔ کمرہ آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر صرف اس کے ہاتھ کا کلوز اپ لیتا ہے۔)

ارشاد: (آواز سپراپوز) یہ دیکھ ماں ایت گھڑی لمحوں میں گری ہے۔ لیکن کبھی کبھی یہ رک جاتی ہے۔۔۔

(اب اعلیٰ سے گھڑی کو سیدھا کر دیتا ہے۔ ریت گرنا بند ہو جاتی ہے۔ تصویر مثل میں بدل گئی ہے۔ آواز جاری رہتی ہے۔)

اور وقت رک جاتا ہے فرد کے لیے کبھی کبھی گردہ کے لیے کبھی پوری ہستی کے لیے کرنا فرض کے لیے۔ بگ بیگ اگلے کہتے ہیں پہلے وقت نہیں تھا۔ پھر ایک زور کا دھماکہ ہوا اور وقت چل نکلا۔

ماں: اب تو اور اور طرح کی باتیں کرنے لگا ہے ارشاد!

ارشاد: (مسکرا کر) اب تو مجھے لگا ہے کہ وقت صرف رکتا نہیں کبھی کبھی یہ پیچھے کو بھی ٹھکسے لگتا ہے۔۔۔ کبھی ایک سی جہت میں صدیاں آگے نکل جاتا ہے۔۔۔ کبھی اسی جگہ واپس آ کر پیچھے کہیں اور نکل جاتا ہے۔

ماں: (بیاد سے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتی ہے) دیکھ ارشاد یہ سب کچھ۔۔۔ تنہائی کی وجہ سے ہے لیکن میں تیری تنہائیاں پر نہیں کر سکتی جتنا تو بیاہ کر لے۔

ارشاد: شکر کہ ماں ایک بار اللہ نے خود مرگہست کے چکر سے نکال دیا۔ ایکسہا ہر بیاہ کر لوں! تو بھی کمال کرتی ہے۔ میں پرورش کا فن جسک جانتا ہوں اس روز روز بونے کو پانی نہیں دے سکتا۔ میں شادی کر لوں۔۔۔ ایمے کرنے کے بعد پھر پانچویں جماعت میں داخلہ لے لوں۔

ماں: یہ سب کچھ ہیں مرگہست محمد۔

ارشاد: کبھی کبھی تو وقت رک جاتا ہے لیکن ہمیشہ نہیں رک سکتا۔ مرگہست تو حق من و حق من سے



(ڈاکیہ پلٹ کر نہیں دیکھا۔ ارشاد جمہوریت پر مبنی ہے اور کارشاد کر کے لے جاتا ہے۔)

مکت

سین 11 آؤٹ ڈور دن

(ایک بہت بڑی فیکٹری میں ارشاد کی کار آتی ہے۔ دائیں بائیں چوکیدار اور پورٹر سلام کرتے ہیں۔ وہ لمبے راستوں پر سے ہو کر فیکٹری کے مختلف حصوں میں جاتا ہے۔)

یا ک سوسائٹی

سین 12 دن

(کچھ دیر ارشاد فائیکوں پر سائن کرتا ہے۔ پھر سب کچھ دیکھ کر خالی الذہن ہونے کی کوشش میں گھومنے والی کرسی سے پشت لگا کر بیٹھا ہے۔ دروازے پر دستک ہوتی ہے۔ پھر تھوڑا سا دروازہ کھول کر مومن اندر بھاگتی ہے۔)

مومن: اے آئی کم ان سر؟

ارشاد: (بدولی کے ساتھ) آئیے۔ آئیے!

(مومن قدرے خوفزدہ انداز میں آکر کھڑی ہو جاتی ہے)

مومن: سر آپ نے میکر فری کے چاب کے لیے اشتہار دیا تھا۔

ارشاد: (اب وہ بنور مومن کو دیکھتا ہے) ٹھیک۔

مومن: مئی آپ نے اشتہار میں کہا تھا کہ امیدوار خود ان پر سن آپ سے ملے۔۔۔ اسی لیے میں۔۔۔

ارشاد: بیٹھے۔۔۔ تعلیم؟

مومن: جی۔۔۔ ایف ایس سی کا احسن ریسلٹ ملے پائی تھی۔

ارشاد: لیکن ہم نے تو تمہارے کو ایلی کمیشن مانگی تھی۔ آپ کا پانچواں پانچواں؟



مومنہ: سر میں۔۔۔ بانیو ڈیٹا تو نہیں لاسکی (گھبرا کر) وہ سر اس سے پہلے میں ایک ایڈورٹائزنگ ایجنسی میں بطور ماڈل کام کرتی تھی۔ یہ۔۔۔ یہ۔۔۔  
(جلدی سے گھبرا کر پرس کھولتی ہے اور کچھ تصویروں ارشاد کو دیتی ہے۔ وہ تصویروں پکڑتا ہے۔)

ارشاد: ان تصویروں کا میں کیا کروں؟

مومنہ: سر میں بی بی کامیاب ماڈل تھی۔ آپ دیکھیں تو سہی تصویروں کو پورے آٹھ سال میں نے کام کیا ہے۔ پھر سر ایک لڑکی میرے ساتھ جلیس ہو گئی۔ (اقتد) سر ہم لوگ اتنی جلیس کیوں ہوتی ہیں؟

ارشاد: (ذرا ٹیلیکس ہو کر) تو آپ نے کبھی Secretarial Job نہیں کیا؟

مومنہ: (سر جھکا کر) نہیں سر لیکن آپ میری تصویروں دیکھ لیں پلیز۔ ان میں سب کچھ موجود ہے۔ ساری کوالیفی کیشن۔۔۔

ارشاد: بی بی۔ کیا نام ہے آپ کا؟

(کیمرو تصویروں پر آتا ہے۔ مومنہ ماڈل گرل کے عتف پوزوں میں نظر آتی ہے۔)

مومنہ: مومنہ۔۔۔ مومنہ عدیل!

ارشاد: ہمارا یہ کام کچھ آسان نہیں ہوئے اس میں کئی قسم کی Skills آنا ضروری ہیں۔

مومنہ: میں سیکھ لوں گی سر!

ارشاد: ٹائپنگ میں کتنی پیئڈ ہے؟

مومنہ: ٹائپنگ سر۔۔۔ مجھے ٹائپ کرنا نہیں آتا سر۔

ارشاد: کبھی کمپیوٹر پیئڈل کیا ہے؟

(مومنہ گھبرا کر نفی میں سر ہلاتی ہے۔)

ارشاد: Any experience with account?

مومنہ: سر میں سیکھ لوں گی بہت جلدی۔ لوگ مجھے بڑا اٹھلی جنٹ سمجھتے ہیں۔

ارشاد: آپ ضرور اٹھلی جنٹ ہوں گی لیکن آئی ایم سوری مومنہ!

مومنہ: سر ایسے نہیں نہیں میرے تین بچے ہیں، اور وہ کہہ جائے مجھ کو کیا ہے مجھے جاب کی غنت ضرورت ہے۔

ارشاد: کہہ جا







ستلیا۔۔۔ راجہ بھرتی ہری کے دل میں جاگا۔۔۔ لیکن آئی ایم سوری میں آپ سے  
ابراہیم کو ہم کی بات تو نہیں کرنا چاہتا۔

(دراز کھو D ہے اور کچھ سو سو کے نوٹ نکال دے۔)

اگر آپ مائنڈ کریں تو۔۔۔ پلیز۔۔۔ تھوڑی سی مدد۔۔۔

مومنہ: (اٹھتے ہوئے) سر ضرورت تو مجھے بڑی ہے لیکن پتہ نہیں کیوں ابھی مجھے شرم آتی  
ہے۔ اگر کسی روز حالات بہت ہی خراب ہو گئے تو میں سب سے پہلے آپ کے پاس  
آؤں گی۔۔۔ مجھے آپ کو دیکھ کر اعتماد سا آ گیا ہے۔

(مومنہ اٹھ کر جاتی ہے۔ ارشد اس کے جانے پر اٹھ کر سرو قد کھڑا ہوتا ہے۔)

کٹ

### سین 13 ان ڈور چند لمحے بعد

(ارشد کے بیداروں میں اس کی ماں آتی ہے۔ وہ تلاش لینے کے انداز میں پہلے  
اس کے سر ہاتے سے دیکھتی ہے۔ پھر ڈریسنگ ٹیبل کے دراز کھولتی ہے۔ پھر  
کپڑوں والی الماری کی کھسکیاں لیتی ہے۔ آخر میں چابی پر پڑی کتابوں کو الٹ  
پلٹ کر دیکھتی ہے۔ اس کے بعد رائف جیٹ پر بیٹھ کر فون ملاتی ہے۔)

ہیلو اہل ذرا شجاع صاحب کو بلانا (وقفہ) ویلو۔۔۔ وعلیکم السلام۔۔۔ ارشد تمہاری طرف تو  
نہیں آیا کہ میں نے کیا کھلی تھیں دینی ہے؟ یہ تم دوست ہی کسی کام کے نہیں۔ (وقفہ) بیٹا  
میری عمر ہے کہ میں اسے باندھتی پھروں۔ تم لوگ پکڑو حکم کر شادی کر دلاؤ اس کی۔۔۔  
میں کب بدراض ہوں گی بھائی۔ میں تو اللہ عا میں دوں گی تم لوگوں کو۔۔۔ اس کی سیم نہیں  
آنے گی لندن سے۔۔۔ کبھی نہیں شجاع۔۔۔ بھئی طلاق ہی سمجھو۔۔۔ ہاں بھئی پھنساؤ  
کہیں۔۔۔ اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ ٹھیک ہے میں گھر ہی ہوتی ہوں کسی وقت بھی آجاتا۔

کٹ

### سین 14 ان ڈور کچھ دیر بعد

(ارشد اپنی فزنی کلا کی کے ساتھ ٹاکر ہے۔ گھٹ ۵ ہے)

تیرے من چلے کا سودا ہے۔۔۔۔

وہ اپنے دائیں ہاتھ کو کھولا ہے۔ اسی ہاتھ کے انگوٹھے سے پوروں پر کچھ گنت ہے۔ پھر وہ گھونسنے والی چیز پر بیٹھ کر انٹرکام ملاتا ہے۔

ارشاد: ذکی صاحب پلیز! (فون کا چرنکا کان سے لگائے وہ کچھ سوچنے کے انداز میں فون سے ہلکے تصویریں سیٹاتا ہے۔ گیت جاری رہتا ہے) ذکی صاحب! ابھی آپ کے آفس کے سامنے سے ایک خاتون گزرے گی۔۔۔۔۔ ہاں بہت سی عورتیں گزرتی ہیں۔ اس نے خالبا زرد رنگ کا لباس پہن رکھا ہے۔ خاتون۔۔۔۔۔ لڑکی نہیں۔۔۔۔۔ خاتون۔۔۔۔۔ اس کا نام سونم عدیل ہے۔ اسے اپنے ستور آفس میں ایڈجسٹ کر لیں۔ پھر وہی بات۔۔۔۔۔ کوئی کوالیفی کیشن نہیں ہے۔ آپ اسے کوئی مناسب جاب دیں۔۔۔۔۔

This is not my headache

(فون کو فنگ کر رکھتا ہے۔ قوالی کی آواز سپراپوز کیجئے:

میں ہاں کجی تے میں رڑ جاتا۔۔۔۔۔

سر پکڑ کر بیٹھ جاتا ہے۔)

کٹ

سین 15 آؤٹ ڈور رات

(ہاں کار میں جارہی ہے۔ ایک جگہ دو ڈرائیور کی پچھلی سیٹ کو تھپتھا کر روکنے کے لیے کہتی ہے۔ یہ جگہ ریڈ لائٹ ایریا سالگتا ہے۔ ہاں باترتی ہے۔ اس نے چادر لودھ رکھی ہے اور اپنے آپ کو اس میں لپیٹ رکھا ہے۔ وہ بازو میں چلتی ہے۔ اس وقت نسوانی آواز میں کوئی گیت بجاتا ہے اور اسی پر گفتگو وہیں کی آواز اور طبلے کی قہاں اسے بازو کار تک دیتے ہیں۔)

کٹ

سین 16 آؤٹ ڈور کچھ دیر بعد

(ہاں بی بی ج جی جی ہے۔ بی بی جی جی جی ہے اسے ایک لٹاش بین ہے جس نے

یونگی کا سوت اور نکلے میں سوتے کا بڑا ٹکڑا رکھا ہے۔ قاضی بینک میں کو سلام کرنا ہے۔ وہ ہٹکا سا سر ہلا کر جواب دیتی ہے۔ اور اوپر کھینچتی ہے۔ گیت جاری رہتا ہے۔ اب آخری سیر می ٹکڑا اس کا ہاتھ چپکا ہے۔ اسے ایک ناچنے والی کے پاؤں کی چلت پھرت نظر آتی ہے باقی کمرے کا کچھ نظر نہیں آتا۔ جس وقت میں آواز دیتی ہے کہ خیر پر ناچنے والی کے پاؤں سناکتا جاتے ہیں اور گانا بند ہو جاتا ہے۔)

ماں۔ نو بہار! کیا یہ شادی تیرے کو ختم پر آتا ہے؟  
 آواز نو بہار: (اچھٹس رک رک کر جواب آتا ہے) تو نے تھکنا ہے ایں..... (غیلے کی قہا پ کے ساتھ)

میں پرکار کتنی ہوں بچہ مولانا عام ہے۔ جس پانی میں آگ لگاتی ہوں یہ میرا کام ہے۔ جس راستے میرا ایک بار گزر ہو جائے وہاں سے محبت جوں اڑ جاتی ہے جیسے پارا آگ پر دیکھتے سے اڑ جاتا ہے لیکن اڑنا مجھ سے پاس گزر کر کیا جیسے پانی پھٹتی سے گزر جاتا ہے۔۔۔ دیکھو ہاں۔۔۔ اسے ستافن نہ کر۔۔۔ تو بھی میری طرح تھک جائے گی اور کھو متی رہے گی جیسے چاک پر مٹی تھک تھک کر گرتی ہے پر کھو متی ہے۔

(عقد مطلق پر تہائی بجتی ہے۔ ساتھ ہی گیت رواں ہوتا ہے۔)

تیرے من سے چلے گا سورہ  
 ناسخہ ہوئے دو قدم مگر میں پر آئے ہیں۔

سین 17      آؤٹ ڈور      دن

(۱) اک خانے کی افرا تفری۔۔۔ مختلف گھر گھر لٹافوں پر مہربانی لگا رہے ہیں۔ لیبرو  
بار بار لٹافوں پر مہربانی لگاتے دیکھتا ہے۔ مہربانی گھر گھر میں دکھائی جاتی ہیں۔  
اب ایک روبرو سے مرشد داخل ہوتا ہے۔ وہ ایک کڑی کے پاس جا کر رکن  
ہے۔ یہاں گھر "سین" ہے مہربانی لگا رہا ہے۔ مرشد چار کھڑا ہوتا ہے۔)

ارشاد حضرت امام علیؑ : اے لوگو! میں تم کو بتا رہا ہوں کہ تم کو کونسا کام ہے ؟



ارشاد: پتہ بھی آپ خود لکھ دیجئے آقا!  
 محمد حسین: دیکھو ارشاد اکبنا آسان کرنا مشکل۔۔۔۔۔ پہلے طریقے سے واقفیت حاصل کر پھر قدم  
 رکھ۔ غصہ چھوڑ۔۔۔۔۔ تکبر ختم کر۔۔۔۔۔ حکم حکومت پر قلم پھیر۔۔۔۔۔ پھر پتہ لکھ دوں گا مگر  
 بھی لگا دوں گا۔۔۔۔۔ تصدیق کروں گا خود۔

ارشاد: لیکن کیسے۔۔۔۔۔ کیسے؟ طریقہ بھی تو بتائیں حضور!

محمد حسین: دور راستوں پر قدم نہ رکھ۔۔۔۔۔ سووئی چھوڑ دے۔۔۔۔۔ راستہ ایک ہی بھلا بھائی۔ بدگمانی چھوڑ  
 ۔۔۔۔۔ سو بدعات نکل۔

ارشاد: آپ نکال دیجئے سرکار!

محمد حسین: ناں بھائی ناں۔۔۔۔۔ فیصلہ تیرا اپنا ہو گا۔۔۔۔۔ پتہ ہم لکھ دیں گے۔۔۔۔۔ تو نے تو اپنے لفظ پر  
 اتنا کھلم لکھ رکھا ہے کہ کوئی جگہ ہی نہیں۔ ہم سر تاواں کہاں لکھیں۔ مگر کہاں لگانویں۔  
 (یکدم جیب سے رومال نکال کر ارشاد اپنا چہرہ ڈھانپ لیتا ہے۔ سارے میں  
 ہنس نکانے کی آواز غالب رہتی ہے۔)  
 کت

## سین 18 ان ڈور رات

(میں پنگ پر لیٹی ہے۔ ارشاد ایک پھوٹی پلیٹ میں کچھ گولیاں اور پانی کا گلاس  
 لے کر آتا ہے۔ وہاں گولیاں تھپتھپاتی ہیں۔ اس دوران باتیں ہوتی ہیں پھر ارشاد پنگ  
 کے ساتھ لگی کر سی پر بیٹھ کر کہانی سنانا ہے۔)

میں: ارشاد!

ارشاد: کیسی سی؟

میں: تو کہہ رہا ہے جی؟

ارشاد: یہ آپ کے قدموں میں۔

میں: قدموں میں تو رہتا ہے لیکن آپ کہہ رہا ہے؟

ارشاد: یہ آپ نے پاس رکھا!

میں: ابلی نہیں ہے سہاگ۔

ارشاد: ابلی راجہ کوئی چہ تھا۔۔۔۔۔ اس کی سول سوراہیں تھیں۔۔۔۔۔ اس کے چنن دن کو

دیکھ کر اس کی ماں رانی بیٹاتی کچھ تھی صبر نہ رہا بٹے جوگے لے لے۔۔۔  
 فقیر یا اختیار کر لے کہ اس پر نہ کاچندوں۔۔۔ نہیں رہتے۔

(یکدم اندھ کر تپ جانے لے اندھ میں انہیں نہیں تھیں یہ نہیں کہہ سکتی۔ وہ اس کی  
 ماں نہیں ہو گی۔ ارشاد۔۔۔ بھلا وہی کب فقیر ہونے کی اہدات دے سکتی ہے۔ نہیں  
 ارشاد۔۔۔ وہ وہی نہیں ہو گی ماں نہیں ہو سکتی۔ کوئی سہتی ہو گی۔

بس وہی توہیں تھی جس نے راستہ نہیں دکھا دیا ہے کہ نصرت کرو۔

نہیں وہاں نہیں تھی۔۔۔ ماں نہیں تھی۔۔۔ نہیں ارشاد نہیں۔

(ارشاد چاہتا ہے۔ ماں سر جانے کے سے کتاب کال کر رہی ہے۔)

ڈاڑھو

سین 19  
 آؤت ڈور  
 دن

(ارٹا کا میں سوار ہے۔ گیت کی دھن میں رہی ہے۔ جسے من پلے کا سوار  
 ۔۔۔ کار ٹیکسری میں داخل ہوتی ہے۔ یہ شہر ہوتا ہے۔)

سین 20  
 ان ڈور  
 دن

(ارشاد بڑے جذبہ میں بیٹھا ہے۔ دو دو سے پروٹک ہوتی ہے۔ ہر سونہ  
 تھوڑا سا دروازہ کھول کر پوچھنے کے انداز میں سر اندھ کرتی ہے۔)

سرسے آئی کم ان؟

آپے

اس میں بھاری سی تیرہ جاتی ہے ساتھ ساتھ آتی ہے۔ ان سے ہاتھ میں  
 آئی ہے۔)

میں آپ کا حق پر ہمارے مٹی تھی۔

میں وہاں لے

میں نے آپ کی مٹی کی مٹی میں۔ آپ نے سنا۔

ارشاد: (خیال عارفانہ کے ساتھ) اچھا۔۔۔ کب؟

مومنہ: آپ کو پتہ ہے سر! آپ ہی نے تو نوکری دلوائی ہے مجھے۔

ارشاد: میں نے؟ اچھا ایسے ہی سکی۔

مومنہ: میں یہ کیک لائی تھی جی آپ کے لیے بیک فورسٹ!

ارشاد: آپ کا بہت بہت شکریہ، لیکن میں کیک کھانا نہیں۔ ڈاکٹروں نے منع کر رکھا ہے۔

مومنہ: تھوڑا سا کھالیں سر۔ بالکل تازہ ہے۔ باقی آپ اپنے سرفش کو بانٹ دیں۔

ارشاد: معصومہ! آپ کیک تم گھر لے جانا اپنے بچوں کے لیے۔۔۔

مومنہ: سر میں سننے اس دن آپ سے جھوٹ کہا تھا۔۔۔

ارشاد: کیسا جھوٹ۔۔۔؟

مومنہ: سر میرا صرف ایک بچہ ہے۔۔۔ میرا خیال تھا کہ اگر میں تمہارے بچے کہوں گی تو آپ مجھے

نوکری دے دیں گے۔

ارشاد: سوچ میں ایک بچہ بھی ہے کہ نہیں؟

مومنہ: (مسکرتے ہوئے) نہیں جی ایک تو ہے اور جو سیریکس کی تیاری کر رہا ہے۔

ارشاد: (اٹھ کر جانے لگتی ہے)

ارشاد: بھائی یہ کیک لے جائیے۔

مومنہ: آپ اسے اپنے پیالے کو دے دیجئے سر! اور بانٹ دے گا۔

ارشاد: کھیک پڑا

مومنہ: یو آر دیکم سر!!

(جاتی ہے اور دروازے سے لوٹتی ہے)

مومنہ: میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں سر مجھے قسمت کی کچھ آگئی ہے۔

ارشاد: اچھا!

مومنہ: جب آدمی اللہ سے جھگڑنے لگتا ہے تو بہت زور کے ساتھ تو پھر اس کی قسمت بدلتی

جاتی ہے۔ اور جب وہ ہر جگہ جیتے ہوئے لگتا ہے تو کبھی جیتے ہوئے لگتا ہے۔

ارشاد: تو اچھا ہے لیکن ہر بات آزمائش اس کی دلی ضرورت ہے لیکن کبھی کبھی جھگڑنے

کے خطرہ کا نتائج بھی اچھے آتے ہیں معصومہ۔

مومنہ: پلیز سر! مومنہ!

(مومنہ دروازہ پر دست کرتی ہے پھر لوٹتی ہے)

مر کیا آپ اس دن کی طرح میری ایک اور یاد کر سکتے ہیں؟  
(دراؤ کھلتا ہے) کس قدر؟

ارشاد

دو ہزار دسے دیکھئے سر ایشی تجھ کو ملنے ہی آپ کو لوچ دوں گی۔ سہارے سے سہارے۔  
دیکھیں گے۔۔۔!

مومنہ

ارشاد

(دراؤ سے فوٹ نکال کر سہارے پھینکتا ہے)

تھینک یو سر۔

مومنہ

کن

سین 21 آؤٹ ڈور شام کا وقت

(سوئٹنگ پول میں ارشاد تیز رہا ہے۔ پھر وہ باہر نکلتا ہے۔ لارہ ہاتھ رو بہ چہن کر رہی  
ایک خوبصورت بھڑکی تلے بیٹھتا ہے۔ یہاں اس کا دوست کبیر خان بیٹھا ہے۔  
دونوں جوی پیٹے لگتے ہیں۔)

یوں نہ مری ہر کرتے رہو ارشاد! الزام چھوڑو! نجوا سے! نف۔۔۔ ات اذاتے گفت!  
لیکن میں نجوا سے نہیں کرتا ہے۔ میں کر سکتا ہے۔ نہیں کرنا چاہتا۔  
اسی سے تم۔۔۔ ایسا نام بتاؤ تم نے ابھی۔

کبیر

ارشاد

کبیر

ارشاد

کبیر

ہاں مومنہ۔۔۔ اسی لیے تم لمبی لمبی باتیں کرتے رہے۔ مومنہ سے۔ تمہاری پوزیشن کا  
توئی ہوں باتیں کرتا ہے کسی بیکری سے۔۔۔ ایک آؤڈیو مازمہ سے!

ارشاد

کبیر

مجھے تو اس آؤڈیو میں چاہیے۔۔۔  
نہیں! تمہاری سے باتیں کر کے نجوا سے مرے گئے۔۔۔  
You were having a good time

وہ توئی سیریس Love affair میں رہ رہی ہے!  
Who on earth was flirting

ارشاد

مکروم نہیں رہا توئی طبیعت پر جو مجھ کو لگتا ہے۔  
طبیعت وہاں رہا ہے۔

کبیر

نہیں! سب باتیں نہیں کچھ ہوتے۔ میں اپنی کہانی کہہ رہی ہوں۔ میں اپنے کلمہ کلمہ اور سب

ارشاد



دکھنا چاہتا ہوں۔۔۔ تاکہ سیدہ چنے کا ارادہ دکھتا ہوں۔

کبیر: اس لیے؟ کیوں؟ ان کی یا ضرورت ہے بھنا؟ کسی نے کہا ہے تم سے؟

ارشاد: کسی نے نہیں کہا یہ میرے اپنے سن کا سودا ہے۔۔۔ میں اپنے لفافے پر مہر لگوانا چاہتا ہوں۔

کبیر: اپنے لفافے پر؟

ارشاد: نہیں مگر تم یہ سمجھ نہیں پاتے کہ مجھے مومن سے باتیں کر کے افسوس ہو اسی طرح تم یہ بھی نہیں سمجھ سکتے کہ لفافے پر مہر لگوانا کیا ہوتا ہے۔

کبیر: افسوس۔۔۔ شاد فواد میرے ساتھ چلو۔

ارشاد: کہاں؟

کبیر: کہیں۔۔۔ میں تمہیں قتل تو نہیں کروں گی۔

ارشاد: (خوشی کرکاش کردہ) کبیر اور جھڑی کر دوا

کبیر: کر دوا کا ایک دن!

سن

سین 22

الن فواد

رات

(ایک خانہ کرشمہ نور ہزار ایک خانہ شبنم مکان میں موجود ہیں۔ صوبہ میں فواد نظر آتا ہے اور وہ جتناں پہلے کافی پی رہے ہیں۔)

نور: یہ بھائی! آپ تو سب کی زندگی کو تباہ کر رہے ہیں۔ ہر انسان کو کوئی نہ کوئی پر اہم تو ہے۔

کبیر: جس کا؟ (نور نے اسے دیکھا ہے۔)

نور: میں؟

کبیر: ایک کمالیہ تو ہے۔۔۔ وہ مر گیا ہے۔

نور: یہ بھائی! آپ کتنے گندہ ہیں۔

کبیر: جس کا؟ (نور نے اسے دیکھا ہے۔)

نور: میں؟ (نور نے اسے دیکھا ہے۔)

کبیر: خیر ان لوگوں کو اسے جانے سے منکے تم سے ہیں انہی نہیں ہوتے۔



1

توقیر!

(ارشاد) : ملاحظہ فرمائیے۔ کبیر خان خرمالی سے دیکھتا ہے۔

2

23 ستمبر

11

نہایت

{اراد ان يذبحه فمات}

[illegible]

المشاور

ماں :

سنوار شاد اجڑ تمہارے دل میں ہوتا ہے وہ میرے ہاتھوں میں ہے۔

ہندگی کہانی کا اثر ہو گیا۔ اقصیٰ و سوا مجھ کو ملامت کرنا پڑی ہے۔

ار شاد

مال

سوداں لکھ کر یارخ متعین کیا ہے ہر لکھ

سنوار شاہ امیں راجہ کا بیٹا تھا۔ نمبر ہوں۔ ۱۰ جہاں حضرت محمدؐ میں نے اس کی کہانی

پڑھی ہے، تمہارے مرنے کے لئے یہ دو تین سات بڑی عورت تھی، اسی لئے

خود کہتا ہے، "تجربہ کار استاد کو کہا میں — میری بات میں سب سے زیادہ فتنہ

ہے اور ان کے بعد ہے جس کو بھی بتی ہے اور بھی نہیں

(در شایسته اش، این همه، در این دنیا و آن دنیا)

• •

24 جن

۱۰۰

۱۰۰

۷۳

10

23

... ..

... ..

...and the other is the fact that the ...

میں نے اسے دیکھا تھا۔

... ..

1900

- ارشاد: اگر میں مکر جاؤں اور یہ پچاس کنال کی مٹی ٹٹائی ٹیکٹری اٹھیا لوں۔۔۔ تو۔۔۔؟
- شجاع: بھائی تمہیں اٹھیانے کی کیا ضرورت ہے۔ ادھر یہ رجسٹری پڑی ہے سنبھالو اسے۔ میں شجاع نہیں جو تم سے ایک مرتبہ بھی پوچھوں کہ اور رجسٹری کہاں ہے۔
- ارشاد: جناب بھائی شجاع صاحب! میں اور ٹیکٹری لگانا نہیں چاہتا۔
- شجاع: میری خاطر ارشاد۔۔۔۔۔ پیڑ پار سٹرشپ ذیل سائن کر دو۔ پلو فٹنی فٹنی نہ سہی تم ستر فیصد لے لینا۔
- ارشاد: اوگدھے تمہارا دماغ خراب ہوا ہے۔ نہ مجھے پیڑ لگانے کو کہہ رہے ہوں نہ مجھے کام کرنے کو کہہ رہے ہو۔ یہ کیا چکر ہے۔ مجھے اتنی بڑی آفر کیوں دے رہے ہو شجاع؟
- شجاع: میں نہیں جانتا کیوں۔۔۔۔۔ لیکن کوئی آواز مجھے اکسار ہی ہے۔ میرے اندر کوئی کہہ رہا ہے۔۔۔۔۔ اگر ارشاد مان گیا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔ کوئی کہہ رہا ہے۔۔۔۔۔
- ارشاد: (چھت کی طرف دیکھ کر) محمد حسین پوسٹ مین صاحب! میں ہو جائے سر۔۔۔۔۔ بس کر دیجئے۔۔۔۔۔ سر ناداں لکھیں نہ لکھیں مہر لگائیں نہ لگائیں میں ہو جائیں۔ میں انسان ہوں آخر کوئی پتھر تو نہیں ہوں۔

کٹ

پیشوا

انڈور

25 سین

(ڈاک خانے میں ایک لمبا چوڑا سین۔ اس کا ماحول بڑے۔ پھر بڑھتے بڑھتے

تیسرو اس کھڑکی پر آتا ہے جہاں محمد حسین ٹھکانا پر مہر لگا رہا ہے۔ کھڑکی کے

ساتھ ارشاد کھڑا ہے۔ اس نے ہاتھ نہیں جوڑے لیکن اس کے انداز سے ظاہر

ہوتا ہے کہ وہ کھل بھتی ہے۔)

- ارشاد: حضور میں چلنا چاہتا ہوں اس راستے پر۔۔۔۔۔ لیکن مجھ سے فیصلہ نہیں ہو پاتا۔
- محمد حسین: لیکن یہ فیصلہ تو تم ہی تو کرنا ہو گا ارشاد۔۔۔۔۔
- ارشاد: جس قدر میرا جھکاؤ ادھر کا ہو رہا ہے حق تعالیٰ ہی چکاوازیں مجھ پر کر رہی ہیں۔
- محمد حسین: کریں گی کریں۔۔۔۔۔ یہ تو معمولی ہے بھائی اس راستے میں چکاوازیں تو ازل و کزل نہیں گی۔
- ارشاد: قیلتہاں از جنیں دولت مہر تیں۔۔۔۔۔ سب میری طرف بھاگ رہی ہیں آقا۔
- محمد حسین: (چستے ہوئے) ابھی سے پھر تک کل مٹی کا کافی آجی ہے۔ ابھی تو کام نہات ابھی نہیں





## قسط نمبر 2

## کردار

ارشاد	:	بیرہ
سجاد	:	ریمرج لیبارٹری میں کام کرتے والا ذہین نوجوان
نائیلہ	:	خوبصورت حساس لڑکی لیبارٹری اسسٹنٹ
سلٹی	:	ریمرج لیبارٹری میں کام کرنے والی تجسس ذہن کی مالک
عامر	:	خوبصورت نوجوان۔ اپنے حالات سے پریشان
مومنہ	:	بیرہ کن
ماں	:	ارشاد کی والدہ
موجی رمضان	:	ایک ہی روشنی کی تین کرنیں
خاکروب بھما	:	
ڈاکٹر محمد حسین	:	
شجاع	:	ارشاد کا دوست
عذرا سلمان	:	شجاع کی سبیلی فیوژل لارڈ کی بیوہ
سکندر	:	نوجوان آدمی۔ زندگی میں ہر حال ترقی کرنے کرنے کا خواہاں
غشی	:	مہاراجہل خوشامدی نور مہانی مرکاہ بلا پتلا آدمی
	:	ہر درشد کافی بکے شہنشاہ کا لازم "طہر" کا راجہ

## سین 1 آؤٹ ڈور دن

(درشل اپنی فیکٹری کی لمبی گیلری میں دور سے چلا آ رہا ہے۔ کمرہ سامنے ہے۔  
دکانی فاسٹ سے آکر مڑتا ہے۔ کمرہ اس کی ایک پر ہو جاتا ہے۔ وہ مڑ کر سامنے  
دیکھتا ہے۔ پہلے پورڈ پر "ریسرچ ڈیپارٹمنٹ" لکھا ہے۔ درشل اندر جاتا ہے۔  
اس دور میں گیت جاری رہتا ہے۔)

جے رب ملے انہایتا دھوتیا ملے اڈوں تمہیں  
گت

## سین 2 ان ڈور کچھ دیر بعد

(ریسرچ لیبارٹری کے اندر دو لڑکیاں اور ایک نوجوان ریسرچ میں مشغول  
ہیں۔ ان سب سے بہت کر ایک شیخ پر ایک نوجوان بیٹھا ہے۔ اس نے چنٹ لار  
فیس ہین رکھی ہے۔ سب کی طرح اس نے بھی سفید کوٹ زیب تن کر رکھا  
ہے۔ کمرہ کام کرتے ریسرچ آفیسر کو چھوڑ کر اس پر جاتا ہے۔ وہ سب سے  
دانا ہو الگ رہا ہے اور شیخ بھیر رہا ہے۔ پہلے درشل دونوں لڑکیوں اور نوجوان  
ریسرچ آفیسر سے باتیں کرتا ہے۔ پھر اس کی نگاہ اس نوجوان پر پڑتی ہے جو  
آنکھیں مٹاتے شیخ بھیر نے میں مگن ہے۔ درشل قدم قدم چلا اس کے پاس  
جاتا ہے اور کندھے پر ہاتھ رکھتا ہے۔ وہ ہنسا کر الٹا ہے اور سلام کرتا ہے۔)

ہم ضرور ریسرچ کریں گے کہ وہ کون سا ادارہ ہے جو اس قدر احتیاط کے ساتھ  
اسٹیمینٹ ہو جاتا ہے اور یہ نیکل کی ساری آنیٹاریشن پر مشتمل ہے۔  
ہم اہم کام کر رہے ہیں۔ لیکن ہن کیلک کے ذریعہ ہم نے کارپورس  
سلم کرنا آسان ہی نہیں۔ مگر یہ کہ ہم کے ضرور رہیں گے۔  
ہم کب تک اس مسئلہ پر کام ہے۔ مشکل مسئلہ حل ہو جائے تبھی تو غرضی ہی  
ہے۔ ہمیں تو ملے اس میں ہے۔  
آپ کہہ رہی تھیں کہ وہی مسئلہ پہلے تو آپ سے لیا کر مٹا دیے تھے۔

پان سمجھایا کرتی تھیں۔

سجاد: ان کو سر آفات مل رہی تھیں۔

(سُلی بر ملائی ہے۔)

ارشاد: کیا مطلب؟

سجاد: سرانجام میری سب سے ذرا ملایا گیا ہے کہ مجھ پر آفات کا باعث ہے۔

سُلی: نہیں سراج یہ سجاد اور تائیلہ کا خیال ہے کہ میں ڈر گئی ہوں۔ دراصل سراج لوگوں کی ایسی

پوزیشن نہیں کہ ہم آپ سے کھل کر بات کر سکیں۔ میرا مسئلہ یہ ہے۔

ارشاد: نہیں مجھے ہم نے تو جن جن کو میری سب سے کھل میں ڈر لوگ لیے ہیں۔۔۔ رسک لینے

والے بے خوف۔۔۔ سوال پوچھنے والے۔۔۔ حل نکالنے والے۔۔۔ جوع کرنے

والے۔۔۔

سراج ایک بڑی دلچسپی میں پھنس گئی ہے۔

سُلی: نہیں سراج دلچسپی نہیں ہے۔ میں سب کچھ جانتی رہتی تھی کہ سانس اور اس کی بیماریاں

اور یہ سب کچھ جو میری سب سے کا نتیجہ ہے یہ سانس ہی ترقی دراصل مذہب کے خلاف ہے اور

میں اس طرف زیادہ حیران نہیں رہتا ہوں۔

ارشاد: سُلی! کیا مجھے پتا چلتا ہے کہ مذہب سے تمہاری کیا مراد ہے؟ کون سا مذہب تمہارے

ذہن میں ہے؟

سُلی: کوئی سا بھی مذہب۔۔۔ ہر ایک مذہب سراج کی Religion!

ارشاد: تمہیں پتا ہے اسلام کا کوئی مذہب کون سا تھا؟

سُلی: (حیران کرنا چاہتے کے انداز میں دیکھتی ہے)

ارشاد: جب ہنگامی حالت تھی مسلمانوں کو۔۔۔ مذہب کا جھان رہا۔۔۔ جب مسلمان سانس

دہن نہ پھرتا تھا۔۔۔ لہذا بھی پڑتا تھا۔۔۔ رات کو بندوں کو بھی دیکھتا تھا۔۔۔ ہندوؤں کی

حالت بھی کرتا تھا اور زکوٰۃ بھی دیتا تھا۔۔۔ پاپ تول کر جب Aquas Regia

کا علاج کرنا ضروری ہو گیا تھا۔۔۔ تین تیزابوں کا محلول!

سراج دلچسپی میں چلی گئی تھی۔

سُلی: نہیں نہیں یہ بات نہیں ہے سراج واقعی میں سمجھتی ہیں کہ سانس کا مذہب سے کوئی جوڑ

نہیں۔ جب مذہب ہو جائے گا ہے یہ سانس اس کی جگہ سمجھتی ہے۔ آئی ایم

سودی سراج!



This is a research laboratory and here ideas are a living thing. نوٹ: ۱

۱۰۰

مکمل کمرپات کرو۔ No apologies please

ہر آسمان میں اس کی برین واشنگ کی گئی ہے۔

42

سہیلی! نہ جہاں اور ساتھی ایک دوسرے کے دشمن نہیں ہیں۔ یہ بات پرانے زمانے کے

از مشاوت:

اور یوں نے خوفزدہ ہو کر چلا دی تھی۔ یہ دونوں — مذہب اور سائنس اپنے اپنے

تھام رہا انسانوں کی ٹکائیں مانتے ہیں۔ مانتیں انسان کے جسم اور اسی کے ماحول کو بہتر

مقام پر اس وقت کی حالت پر چب پڑا۔

تو یہ نیکو جنس انسانیت و حسن نہیں۔۔۔ ساتر کے ترکاں بھی بھی مٹی سے

کی کہ مشاغل و عداوت بھی کرتے ہیں۔ —

میں نے یہ سنا تھا کہ یہ ایک عجیب و غریب شخص ہے۔

میں نے اپنے اس حلقہ میں جو کچھ دیکھا ہے۔

مذہب میں ماسی کی کسی گنجائش نہیں۔

ہاں مجھ ضرور مانتی ہے لڑائی کرتا ہے۔۔۔ اور اس کی مخالفت کرتا ہے کیونکہ چر

تہذیب سے بھرا ہوا ہے۔ لیکن مذہب تو لائف کا essence ہے۔۔۔

ہے۔ دوسویں کے خلاف نہیں ہو سکتا۔۔۔ تیسرے کے خلاف نہیں ہو سکتا۔

Religion has no fear of science. It does not tremble

re ignorance. yes

46

ایک ہی طرح کے ہر ایک پر مشتمل ہے۔

(۵) سکر اکرمت : یعنی جوئے خوجوان کو دیکھتے ہیں اور شاد بہانہ لیا

موجودوں کی طرف چنا ہے۔ قریب پہنچ کر

کشت

کتاب ۳

(۱) خیر اولیٰ بھی ہو جو کہ

[illegible]

مجلس شورای ملی

میں نے آقا محمد یحییٰ

۱۰۰۰

کیا اے : آئیے! ہمیں؟  
 (مومنہ اندر آتی ہے)  
 مومنہ : اوہ۔۔۔ آئی! ہم ساری ہاں نہیں آئے آج؟  
 کیا اے : آئے ہیں۔۔۔ لیکن نیچے ریسر فکس ہیں۔  
 مومنہ : اچھا ہی بھر آ جانا گی۔  
 کیا اے : مجھے کام پتا ہے یہاں جناب!  
 مومنہ : ہمیں کون سے ملنا تھا۔  
 کیا اے : (ذو سنی اندر لاس) پھر تو ہر بدلت ہے۔

#### سین 4 ان دور شام کا وقت

(شجاع بیٹا بنی بدوق صاف سر پہ ہے ایک ملازم اندر آتا ہے)  
 ملازم : سر جرنل صاحبہ کی والدہ آئی ہیں۔  
 شجاع : بلاؤ۔۔۔ بلاؤ۔۔۔ لے کر آؤ جلدی۔ یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے۔  
 (اس وقت در شاہ کی ماں پیچھے پیچھے آتی ہے)  
 ماں : یہ شاید نیا آوی رہا ہے تم نے تجو۔۔۔ مجھے روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔  
 شجاع : آئیے آئیے! آئی! تم جلدی۔ آئیے! آئی! می! آپ کو کون روک سکا ہے بھلا۔۔۔  
 کسی کی بھل ہے۔  
 ماں : یہ تو تم سمجھو، شجاع! لیا ہاں لے کر جھنکی ہے یہ اب تو مجھے یوں لگتا ہے کہ میں اپنے  
 گھر میں بھی بے روک ٹوک نہیں رہ سکتی۔  
 شجاع : کیوں آئی کی۔۔۔ کیوں؟  
 ماں : مجھے لگتا ہے جیسے لڑکھو، بے ساتھ رہنا نہیں چاہتا۔ (دروال نکل کر آنکھیں پر لٹکتی  
 ہے) بھرے کون سے پانچ سات بچے ہیں شجاع کہ ایک چھوڑوے کا خود سزا سہارا بن  
 جائے گا اگر۔۔۔ اگر۔۔۔ پتہ نہیں شجاع میرا دل بڑھتا ہے۔۔۔ پتہ ہوئے والا ہے۔  
 شجاع : آپ کیوں فکر کرتی ہیں؟ اتنی لڑکھو ہاں! ٹھیک ٹھاک ہمارا زندگی بسر کر رہا ہے۔ وہ  
 ذرا بد تھا کہ ساتھ Divorce کا اثر ہے اس کے دل پر۔



بدن کو بھوک پیاس تجائی ریاضت کے حوالے کروں کیسے؟ کس دل سے شجاع —  
مرنے سے پہلے مر جانے دوں۔

کٹ

## سین 5 آؤٹ ڈور دن

(یہ ایک سمجھی سین ہے۔ ایک سات آٹھ برس کا بچہ ہاتھ میں پنک لے ریل کی  
بنوی پر بھاگ رہا ہے۔ اس کے پیچھے پیچھے اس کی ماں آوازیں دیتی آرہی ہے۔  
بھاگتی بھاگتی ماں بچے کو پکڑ لیتی ہے اور دو چار چانتے رسید کر کے بنوی سے اتارتی  
ہے۔ اس دور ان ترین آتی ہے اور گڑا جاتی ہے۔ ماں بچے کو دبوچ کر چومتی ہے  
اور چومتی چلی جاتی ہے۔)

موسیقی

## سین 6 ان ڈور دن

(ارشاد دفتر میں فائیکس پر سائن کر رہا ہے۔ پیچھے تخت اللٹا میں کھیا دیا ہے یہ  
نظم پڑھتی جاتی ہے:

لو کھا کھاٹ فقیری دا علی لو کھا کھاٹ فقیری دا

جب نظم کا متن ختم ہوتا ہے نور دتہ کے پردہ تنک ہوتی ہے)

کہن پلیز! مرشلو:

(مرشلو اپنے کام سے سر نہیں اٹھاتا۔ اس وقت عامر جو اسے ریسرچ سنٹر میں بیٹھ  
رہا بیٹھا نظر آیا تھا اور آتا ہے۔ عامر نے سینڈ قیس دیکھ رکھی ہے سر، عرب  
دھن کا سا سرخ رائل ہے ہاتھ میں تسبیح ہے جسے وہ اب بھی دن دن تلا رہا  
ہے۔)

عامر: سلام بریکم سر!

مرشلو: ہیکے سلام! آئیے بیٹھے۔

عامر: آپ نے مجھے طلب فرمایا سر!

ارشاد: میں نے ریکوئسٹ کی تھی کہ آپ مجھ سے ملیں۔ تشریف رکھیے۔

عامر: (روحیہ انداز میں) میں ٹھیک ہوں سر۔

ارشاد: کری اچھی چیز ہے۔ بیٹھے کے لیے بائی تھی ہے۔ بیٹھے۔۔۔ آپ کو پسند کرے گی۔

(عامر ان ہانے لگی سے جھٹکتا ہے۔)

ارشاد: سکرپٹ پیتے ہیں آپ؟

عامر: جی ہاں سر لیکن آپ کے سامنے نہیں۔

ارشاد: آئی ی! جھیک۔ یہ غاروں مارک آف۔ سیکسٹ۔

عامر: عامر خان۔

ارشاد: آپ باقاعدگی سے فیکٹری آتے ہیں؟

عامر: جی ہاں۔۔۔ پاور سے پورے نو بجے میں گیٹ پر ہوتا ہوں۔

ارشاد: اور سارا دن آپ شیڈ پر بیٹھ کر شیڈ چھڑتے ہیں اور دیرینہ میں حصہ نہیں لیتے۔

عامر: اس کا نام لینا ہر کام سے افضل ہے سر۔

ارشاد: یقیناً اس میں کیا شک ہے لیکن اس میں ایک بڑا سا لیکن ہے۔

عامر: جی سر!

ارشاد: کہیں اندر سے۔۔۔ خیر، چھوڑ دیجئے یہ حق تو نہیں دیکھنا کہ میں تمہیں کسی قسم کا مشورہ

دوں۔۔۔ جیسے یہ بھی معلوم نہیں کہ تمہیں اس وقت کسی قسم کی ایڈوائس دوکار ہے کیونکہ

میں خود الجھا ہوا ہوں لیکن اگر تم مجھے اپنے پرانے مسئلے میں تھوڑی سی انٹرفیرنس کی

اجازت دو تو۔۔۔

عامر: جی ضرور۔۔۔ کیاں نہیں۔

ارشاد: کیا تمہارا سوچنا کر رہے ہو اس کی رشتہ کا محاورہ ہے کہ تمہارا کوئی بڑا مقصد ہے؟

عامر: (مجھے سے کہہ کر) کیا مقصد ہو سکتا ہے سر!

ارشاد:۔۔۔۔۔ جی جی اسلی۔۔۔۔۔ تمہاری لگاؤں سے بھی کھپ جاتا ہے۔ نااہلی کی

خاطر۔۔۔۔۔ وہ سب وہاں پر برتری بنانے کے لیے۔۔۔۔۔ اسلان کاروبار لے کر کسی دماغ چلنے

سے بھی اصل مقصد ہو جاتا ہے۔

عامر: اسلان میں کیا برائی ہے سر؟

ارشاد: میں؟ تو کہیں نہ۔۔۔۔۔ اسلان میں برائی ہے لیکن اس کے لیے خاص آدمی ہونے

چاہئے۔۔۔۔۔ وہ آدمی جس سے فوری حق ہے۔۔۔۔۔ وہ برحق اسلی اسلان کر چکے کے بعد پورا راستہ اختیار



کرتے ہیں۔

Are you one of them?

عامر: چہ نہیں سرا

ارشاد: جو آدمی خود اصلاح یافتہ نہیں اور دوسروں کو کیا تعلیم دے گا۔۔۔ جو خود Sure نہیں !!  
دوسروں میں تین کیسے پیدا کر سکتا ہے!

عامر: میں نے سوچا نہیں سر۔

ارشاد: دیکھو عامر! جس کے پاس دولت نہ ہو ادنیٰ نہیں ہو سکتا۔ عبادت کے لیے اچھے دل کی  
نہیں بھرے خزانے کی بھی شرط ہے۔ جو آدمی تعلیم یافتہ نہیں اور ابھی بھی یہ نہیں کہہ  
سکتا کہ طوں میں کریں اور یاہ۔۔۔ چپ ظلم ہے ہی نہیں تو بس کس بات کی۔۔۔؟

عامر: سر میں بڑا ہی پریشان تھا پچھلے دنوں۔

(ایک دم منظر ڈالو کر کے ہم ان دونوں کو لان میں چلا دکھاتے ہیں۔ دونوں  
کے مکالمے پر اپوزیکشن)

ارشاد: آئی سی

عامر: جی میری بیوی لیکن کو Divorce ہو گئی۔ چار بچے نے کر گھر آگئی۔ اب میرے گھرانے  
نرمل ہو گئی اس واقعے کے بعد۔ اب میں آپ کو یہ بتاؤں سر ایک سیریز ہے ناکامیوں  
اور بد نصیبیوں کی۔

ارشاد: اور اگر چند لمحوں کے لیے سوچیں کہ یہ تعلیمیں رخصت ہو جائیں۔۔۔ ہر طرف راوی چین  
ہی لیکن کیسے تو پھر۔۔۔ پھر اللہ کا پانا چھوڑ دو گے؟

عامر: (گھر کر) چہ نہیں سرا

ارشاد: اللہ کا ہم تکلیف میں لینا ہی اچھی بات ہے سب سے بڑی Solace ہے لیکن۔۔۔ پھر  
ایک بڑا لیکن ہے عامر خان!

عامر: کیا سر؟

ارشاد: اللہ سے ہو کر آپ لوگوں کے لیے تو استعمال کر سکتے ہیں Business نے طور پر  
اسے نہیں دیکھا۔

عامر: لیکن میں تو سر۔۔۔ کیا نہیں کر رہا۔

ارشاد: پھر عجب کچھ ہر جگہ سے آ رہا ہے۔ ہر جگہ مل جائے گا لہذا قہر ہے ایم ایس سی  
کے اچھے مل نہیں رہے تھے۔

تجی سر..... ایک پرچہ رہتا ہے۔

عامر:

ادھر سے کاموں سے ادھر سے نتیجے نکال کرتے ہیں عامر انہی کی کا استعداد داری ہے  
..... اور سب سے بڑی ذمہ داری اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دینا ہے۔ Are you ready for it?

ارشاد:

ہو جاؤں گا سر! میں لگا ہوا ہوں کوشش کر رہا ہوں۔

عامر:

دیکھو عامر! میں تعلیم سے بات نہیں کر رہا۔ میرے مرشد کہا کرتے ہیں کہ عام طور پر  
اگر دل میں کوئی چرچہ ہو تو آدمی جلدی منزل طے کرتا ہے اسی لیے امیر آدمی اگر تہیہ  
کر لے تو وہ ہڑے دربار میں بہت کم عرصے میں پہنچ جاتا ہے۔

ارشاد:

میں سمجھا نہیں سکا

عامر:

بھائی غریب آدمی کے دلی کے کسی کو نہ کھدے میں دولت کی محبت۔۔۔ آسان کسی کی  
محبت۔۔۔ روشن مستقبل کی خواہش چھپی ہوتی ہے۔ وہ اس کے اوپر غلاف چھاتا ہے  
لیکن یہ چور 90 نہیں کہیں دل میں بھیس بدل کر بیٹھ جاتا ہے۔ غریب مولانا بہ عین  
کر بیٹھ جاتا ہے آگے نہیں بڑھ سکتا، ان شاء اللہ شینڈائی پوائنٹ؟

ارشاد:

نوسرا

عامر:

اصلی بات دل سے آرزو نکالنا ہے۔ امیر کا امیری سے دل نہ ہو پتلا ہے "غریب کے دل  
میں انہی ہوس ہوتی ہے حاصل کرنے کی۔۔۔ خواہش کے بہت آسمانوں میں چھپائے  
رکھے ہیں تم نے کہیں۔۔۔ میرا مطلب ہے کہیں فرسٹریشن تو نہیں تھیں؟

ارشاد:

کیا پتہ سر!

عامر:

کوئی عورت "لاک" یہ بھی ایک ذرا بت ہے۔ شام کو پاش پاش کر دھو کر شام کے وقت  
سالم۔۔۔ آگے میں بھر موجود ہوتا ہے۔

ارشاد:

شاہ سر!

عامر:

بھائی کل سے رات کا حال کتنا اچھا ہے کہ پڑے کی تہی کر اور دل میں جھڑ  
پھر آ کر کہہ کر کہ دل میں کتنا اچھا ہوتا ہے جو نظر نہیں آتا۔ عورت مرد کو کہیں  
بچے نہیں دیتا۔ یہ عورت کی راز آتا ہے۔۔۔ سر، عورت وہ دل سے جانتے ہیں۔  
سری۔۔۔ سر، عورت کے؟

ارشاد:

جیک سر!

عامر:

(سرخ نے آگے آ کر اس میں کوئی حصہ نہیں لیا ہے۔)

کبھی یہ دونوں لان پر کرسیاں ڈالے جاتیں کر رہے ہیں کبھی دونوں پلنگ میں ٹہل رہے ہیں اور ہر مرتبہ یہ دختر میں عیذ زلو کر کے واپس آ جاتے ہیں اس کے لیے پر واز سر بہتر جانتا ہے کہ وہ سین کو کیسے یکسانیت کا شکار ہونے سے بچائے گا)

کٹ

## سین 7 ان ڈور دن

(میں مونس پر بیٹھی ہے۔ سکھ رجسٹروں چیک کی قیاس پیمانی کرتا ہے)

سکھ: جی میں کچھ کیلیں تھی!

میں: کیا سمجھا بھلا؟

سکھ: میں نے ارشد صاحب پر شک رکھی ہے۔ جہاں کہیں وہ جائیں انہیں فلو کر رہا ہے۔ جس

کسی شخص سے بات کریں ٹوٹ کر رہا ہے۔

لیکن کیوں میں تھی؟

میں: اس سے حقے مطلب؟ یہ لے پانچ ہزار روپیہ اس مجھے چوری خیرہ کر دیا کہ — اور

فحش کر رہا۔

سکھ: (روپے پکڑ کر) نیچے پہلے تو فحش ہو سکتی تھی اب ہرگز نہیں ہو سکتی میں تھی۔ آپ

بے فکر رہیں۔ وہاں ہی ایک بات ہے۔

میں: جی

سکھ: ہمیں یاد ہے تھی۔ ڈاکٹر بچے کا آپ بچن سنا ہے۔ فریب آدمی کیا کر سکتا ہے۔

میں: اچھا بچاوا کی ہو جائے گا۔

کٹ

## سین 8 آؤشاور شام کا وقت

(میں دھواں کی کھڑکی پر بیٹھی ہے ایک مرد سا ٹنگلے فلو کر رہی

ہے۔ وہ سکھ کو ایسی سزا کر رہا ہے کہ اس کے فلو ہے۔ ایک مرد ہے، کچھ

کر رہا سا ٹنگلے۔ وہاں جس کسی کو بھی کچھ کی غرض سے ہے۔



ساتھ ساتھ بابے خیمروں کی مانگی ہوئی دعاؤں کی کندھیل کر پھر نیزگی چڑھ جاتا ہے۔

(اب گیمرو سوچی اور ارشاد کو چھوڑ کر صرف سکندر کے چہرے پر مرکوز ہوتا ہے جس نے ٹھاننا بائو رکھا ہے۔)

کٹ

## سین 10 ان ڈور رات

(ماں سوئی ہوئی ہے۔ اچانک اس کی آنکھ کھلتی ہے۔ وہ چنگ سے اٹھتی ہے اور آہستہ آہستہ جیسے نیم خوابی کی حالت میں چلتی ہے۔ گیمرو اس کے ساتھ ساتھ ہے۔ ایسے میں گمر کا سارا گیمرو نظر آتا ہے۔ آخر میں وہ نیزمیاں چڑھ کر اوپر والی منزل کا ایک دروازہ آہستہ سے کھولتی ہے۔ اندر گیمرو روم کر کے چنگ پر جاتا ہے۔ بستر اٹھل پھل ہے اور اس پر ارشاد موجود نہیں۔ ماں اچانک ہاتھوں میں چھپاتی ہے اور زار و زار روتی ہے۔ اسی دوران سپر کا یہ بند پیرا پیرا کیجئے)

جس دا جن ہتر سولا لا بیضا دتا رب دا ماں سہ گئی ہے نی  
جس دے سوچے یار دے کن پانے او ماں نہ مزی چڑھ گئی ہے نی

کٹ

## سین 11 آؤٹ ڈور دن

(مذرا ہیلت میں ایک چارپائی پر بیٹھی ہے۔ اس نے سر پر پھلور ہنڈ رکی ہے اور بہت فیشن بیل میک گا رکی ہے۔ اس کے ہر کردار کو دیہاتی بچے اور بھائی گزری جیمہ ایک مٹی جیمہ کا مود آوی لہا جیمہ خوشامی دے میں کڑا ہے)

میں مائی باپ! جس وقت نہ پائی تو ہے اسی وقت میں نے لیائی صاحب کو ٹیلی فون کڑ کڑا ہے۔

ٹاک ٹیلی فون کڑ کڑا ہے۔

آپ سہ از ہر کھہ ہر کھہ

ٹکی

ٹھرا

ٹکی

- عذرا: تو آپ کو خود آنا چاہیے تھا۔ یوب کو بھیج دیتے — مجھے ملو دیتے — دوسری دن سے  
 غشی: غیب ویل بند ہے۔ آپ کو چاہیے غشی کی فصلوں کا کتا برج ہو جاتا ہے اس طرح۔  
 عذرا: ہاں جی۔  
 غشی: ہاں جی کا کیا مطلب ہے!  
 غشی: لٹل ہو گئی سرکھ!  
 عذرا: ابھی اسی وقت سوز رکھو آئیں۔ جب میں اور ساتھ چلیں۔  
 غشی: سرکھ میں صبح تر کے پتھج جاکس تک میری پٹی شہدی غت پتا ہے۔  
 عذرا: بحر صبح تر کے کاوہ پلا رکھتا۔  
 غشی: لوجی بی بی صاحبہ! میری اپنی خصلیں یا سی کٹری ہیں۔  
 عذرا: چلے رکھو ایسے سوز پلیر! (گھڑی دیکھ کر) مجھے خود پر ہو رہی ہے۔  
 غشی: کچھ راشن پانی کے لیے دے جاتے بی بی صاحبہ!  
 عذرا: جب آئیں آپ کی طرف کچھ دینا ہی ملا ہے کبھی آپ مجھے بھی رقم وقت پر پکڑا دیا  
 کریں ٹیکے کی۔  
 غشی: تو سرکھ آباد شاہوں کو کیا ضرورت ہے!!  
 عذرا: بادشاہوں کو تو ہمارا کوئی خرچہ ہی نہیں ہوتے۔ لچے پانچ ہزار ہیں۔  
 غشی: اللہ بی بی صاحبہ کے خزانے بحرے رکھ دینا دین کا ہمارا۔ اللہ سولا کرم کرے۔  
 غشی: فضل کرے۔

کت

## سین 12 آؤٹ ڈور دن

(درمیان میں چارباہے دور سے لہجہ درمیان میں مقرر آتا ہے۔  
 لکھے کے قریب جا کر رکھو دیکھا ہے۔ اس میں سے ترابا ہے۔ لکھے کی طرف جاتا  
 ہے۔ اس وقت سکھ سوار سائیک پیس سے گزرتا ہے۔ تھوڑی دیر جا کر سوار  
 ہے۔ مسرت لہجہ درمیان میں کر رہے ہیں قریب سے گزرتا ہے۔ گیت  
 بدلی ہوئی ہے۔

نمے میں چلے کا سوا ہے ہر کھلا ہوا









بات یہ ہے مومنہ مجھے اس رقم کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔ As a matter of fact مجھے کسی میں رقم کی کوئی خاص حاجت نہیں ہے۔ یہ رقم میرے کام کی نہیں اور دوسری رقم کا کھانا نہیں کھاتا۔

مومنہ: یہ کیسے ہو سکتا ہے سر کسی کو Money کی ضرورت نہ ہو!

ارشاد: جی نہیں۔۔۔۔۔ Not often۔۔۔۔۔ جب کسی چیز کی زیادتی ہوتی ہے تو پھر اس کی افادیت کم ہو جاتی ہے۔ جوتا ہے کبھی کبھی۔ لیکن یہ پیسے میں نہیں لے سکتا واپس۔

مومنہ: سر آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ رقم واپس لے لیں گے۔

ارشاد: آئی ایم سوری میں یہ رقم نہیں لے سکتا۔

مومنہ: اچھا سر آپ اسی طرح کریں یہ ہزار واپس لے لیں اور مجھے ایک ہزار اچھے پاس سے اور تقریبی اسے دیں۔ ایسے میں آف ہسپتال محسوس کروں گی۔

ارشاد: (اڑتالہ خانہ پڑتا ہے اور وہ اس سے پرس نکال کر ایک ہزار کا نوٹ دیتا ہے۔)

آئی ایم سوری ستر مومنہ۔۔۔۔۔ مومنہ؟

مومنہ: مومنہ بدلی سر!

ارشاد: میں ستر نہ دیتا مجھے ضروری چلتا ہے۔ ایکس کیو زی ا

مومنہ: سر۔۔۔۔۔؟

ارشاد: فرمائیے۔

مومنہ: اعلیٰ ات یہ ہے کہ میں ڈال کر لے چکی تھی۔ سنو میں یہ میرا پہلا جوب ہے۔ زندگی میں پہلا جوب!

ارشاد: آپ نے مجھے ملو انفرمیشن کیوں دی۔۔۔۔۔؟

مومنہ: اور میں یہ فریڈا کی گرل ہے۔ وہ کتنی خبی کہ مال کرل کا جوب لکیریں ہوتا ہے۔

ارشاد: جی ہاں! میں نے لوگ بدلتے ہوئے دیکھے ہیں۔

مومنہ: آپ ان کی بات نہ کریں۔

ارشاد: You were married twice?

مومنہ: جی ہاں۔۔۔۔۔

ارشاد: اور آپ کی پہلی شادی کس سے ہوئی تھی؟

مومنہ:۔۔۔۔۔

مومنہ: سر بھی کایہ حال ہے۔  
 ارشاد: اچھا بھی مجھے ذرا جلدی ہے۔۔۔! (پاس سے گزرتا ہے۔ مومنہ اسے مسکرا کر دیکھتی ہے۔)  
 کٹ

## سین 15 آؤت ڈور دن

(ارشاد کی تال دہ کے قریب سر پر کار میں جا رہا ہے۔ اپنا کٹ موٹر سائیکل پر ایک ڈاکو اسے فلو کر رہا ہے۔ یہ ڈاکو چہرے پر رول باندھے ہوئے ہے۔ وہ بھی کار کے آگے موٹر سائیکل لے جاتا ہے۔ بھی پیچھے سے فلو کرتا ہے۔ یہ سڑک پر Chase Scene ہے۔ کچھ فاصلے پر جا کر وہ عین سڑک کے وسط میں موٹر سائیکل روک کر پتوں نکالتا ہے اور ارشاد کی گاڑی کو روکتا ہے۔ ارشاد کار روکتا ہے۔ ڈاکو قریب جاتا ہے اور ارشاد کو نکلے کا اشارہ کرتا ہے۔ ارشاد دونوں ہاتھ اٹھا کر باہر نکلتا ہے۔ ڈاکو کار کی چابی نکال کر اپنی جیب میں ڈالتا ہے۔ پھر پاس ارشاد کی جیب سے نکال کر اپنی سپ پاکٹ میں ڈالتا ہے۔ اس وقت ایک ریڑھ بچھتا ہے۔ اس پر ریڑھ چلانے والے کے علاوہ مومنہ بھی سوار ہے۔ ریڑھ سے چھلانگ لگا کر ڈاکو پر حملہ کرتا ہے۔ اب ڈاکو اور مومنہ میں لڑائی ہوتی ہے۔ اب تمھ ارشاد بھی شامل ہوتا ہے۔ آخر میں مومنہ ڈاکو کو ہٹا کر نئے پتہ پر لے جاتا ہے۔ اس وقت اس گاڑی میں چہرے سے اترتا اور نکلے کا اشارہ کرتا ہے کہ وہ نکلے مومنہ کا ہم سفر ہے۔ اس وقت ڈاکو پتہ لینا ہے اور مومنہ گاہاں اس کے سینے پر ہے۔ ارشاد اس کی قریب سے چاہاں اور پاس نکلتا ہے۔ ارشاد جہان سے اگلی گاڑی اور مومنہ مومنہ سے مل جاتا ہے۔ اس جہان سے جھٹکتا ہے۔ اب تصویر سنیں مومنہ سے ہر جگہ دیکھتا ہے۔ اس جہان سے ہر جگہ دیکھتا ہے کہ وہ کون سا جگہ جا رہا ہے۔ اس جگہ کافی اور ہے اس جگہ مومنہ اچھا جا رہا ہے۔ ارشاد اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔ اس سے سارے جہان میں لکھتا ہے۔ ارشاد جا رہا ہے۔ اس جگہ سے۔ ارشاد جہان سے۔ ارشاد مومنہ سے۔ ارشاد ایک ہی جگہ سے۔

کرے گا اور ساری فائیت اور منظر کی تشکیل بڑے حلیقے سے ایسے کی جائے گی  
جیسے یہ سب کچھ خواب میں ہو رہا ہے۔ یہ منظر دو تین منٹ سے ہرگز کم نہ ہوگا۔  
پروڈیوسر صاحب کسی فائیت ماسٹر سے رجوع فرمائیں اور بڑی تکنیک سے اسے  
فلماںیں۔ (شکر ہے)

کٹ

سین 16 ان ڈور کچھ دیر بعد

(دراٹنگ روم میں ماں تسلی لیے صوفے پر بیٹھی ہے اور آنکھیں بند کر کے تسلی  
پھیرنے میں مشغول ہے۔ یکدم دروازہ کھلتا ہے اور ارشاد خونی لباس میں اندر  
داخل ہو کر بھاگ کر میز صیباں پر چلتا ہے۔ ماں چونک کر گھبراتی ہے اور ارشاد کے  
پیچھے چلاتی ہوئی جاتی ہے۔ کیا ہوا ارشاد۔۔۔ ارشاد اپنے یہ خون کیسا ہے۔۔۔  
ارشاد ارشاد۔۔۔ دونوں میز صیباں پر چلے جاتے ہیں۔)

کٹ

الحکم

سین 17 صیبا ان ڈور وہی وقت

(ارشاد اپنے بیدار روم میں بھاگ کر داخل ہوتا ہے اور اندر جا کر غسل خانے میں  
منہ دھوتا ہے اس کے پیچھے اس کی ماں آتی ہے۔ منہ دھونے کے بعد ارشاد باہر  
نکلتا ہے۔ وہ بیٹی جندی میں قمیص بدلتا ہے اور پھر تیزی سے باہر نکل جاتا ہے۔  
وہاں کی باتوں کا تھیرا کر کچھ جواب دیتا ہے کچھ ٹھہراتا کرتا ہے۔)

نہا ہوا میرے بیٹے۔۔۔؟

کچھ نہیں۔۔۔ کچھ نہیں ہوا۔

نہیں ماما یہ ماں۔۔۔ یہ کیسے ہوا؟

معدہ نہ کھا ہوا۔۔۔ صبر ہے جہنم کی ملی۔

جے جے تانیں ملی۔۔۔

صبر ہے وہ آج بھی۔۔۔ اگلی جاتی ہے سب بھی۔۔۔ درحقیقت آپ کا بیٹا بھی۔۔۔



ماں: کون آپنی؟ لڑکھا تو مجھے پتا چل گیا کیوں نہیں تفصیل کے ساتھ۔۔۔؟

ارشاؤ: مددگار امام — ہادی — رہنما آئیجے۔

ماں: کس نے حملہ کیا تم پر؟ کون تھو؟۔۔۔ ۴۰

اور شہزاد: یہ مجھے کیا پتا امان کون تھا وہ! چہرے پر رو دیاں بندھ گیا تھا اور — منور سہا نیگل پر سوار تھیں۔

ماں: مونہ سا نیل پر سوار تھا۔!

اس مشاوا: ..... کئی دن سے مجھے لنگر ہاتھ کوئی شے تو لو کر رہا ہے۔

ملفوظات مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دہلی

اور شہنا: مجھے جلد ہی ہے ماں۔۔۔۔۔ پھر اسی وقت باتیں کریں گے۔ شہنا کریں اور شادی کیا۔۔۔۔۔  
خدا حافظ۔

۱۲: (اے آپ سے) مومن سائیکل پر قہار، مومن سائیکل پر۔۔۔



## سپين 18 آؤت دۇر دن

(در شاہ کار چلاتا ہوا دیکھتا ہے جہاں تکھی دھڑکتی ہے۔ ڈرائیو ر ہار کھڑا ہے

اور ہمارا اندر چلے گا۔ اس شان و شوکت کی پہنچ کو ہمارے ہر شاہد سے بڑھاتا ہے۔ ہمارا بھی اتنی

(۷۷)

(اُترنے والے) یعنی کہاں کی روپ سے ارشاد صاحبہ! سو نفعی ہی زال دیا۔ لکھا ہے

آج مارے شو کے ٹی ٹی فون خواب تھا۔

ارشاد: مقررہ جگہ میں آگیا۔۔۔!

(فیت کرور رائج رہے) ۱۲۱۱ھ میں فتح پور میں پیدا ہوئے۔

اسے سنا کر نے چلے۔ میں کوئی مسئلہ ہی سمجھا اب کہ

تجسس لیسٹ : ۱۹۸۰-۱۹۷۵ء

۱۰۸

## سین 19 ان ڈور شام کا وقت

(ماں بہت پریشان گھڑی ہے۔ اس کے سامنے شجاع بیٹا ہے۔ ماں پریشانی کے عالم میں بول رہی ہے۔)

ماں: اب سنا کیا بتاؤں شجاع۔۔۔!

شجاع: نہیں آنی تھی آپ کو تو کچھ پتہ ہو گا کہ دو اس وقت ہے کہاں۔۔۔؟

ماں: کبھی مجھے کچھ بتاتا تو سبناں۔۔۔

شجاع: اگر کوئی سیریس بات ہوتی تو دو مجھے اطلاع کرتا۔

ماں: اب پتہ نہیں تم کس بات کو سیریس سمجھتے ہو۔ اس کی ساری قمیض لہو سے لت پت تھی۔

شجاع: گھپ آدمی ہے۔ ایک آنے لگی تھی اس راہ میں بڑا کواڑ دھجکا کا اتنا فحش ہے۔۔۔

(جلدی جلدی فون مارتا ہے۔)

ماں: ہائے کہاں گیا ہے۔

شجاع: یہ کوئی اچانک حادثہ نہیں ہے۔ سب وہ جانتا ہے ایک آدمی اسے کئی دنوں سے فولو کر رہا تھا

تو پتہ چلے Planned حمل ہے۔ ہائے اس کے پیچھے کیا سیکم ہے۔۔۔!

ماں: اندر مونسے میں اٹھ جاتی ہے (مولر سائیکل پر سوار آدمی۔۔۔ کئی دن سے۔۔۔ اور مال گاڑا۔)

شجاع: اچھا۔۔۔ توں۔۔۔ بھائی بی اے صاحب کو بلائیں۔ نہیں چلی ۱۹۹۰ ریکٹ لائن

یہ بھی وہی تھی۔ ارشد صاحب جہاں ہیں؟ میں کوئی بھی بول رہا ہوں تو نیچے آ کر بتاؤ

ارشد صاحب، فون کیا تھا؟ ارشد صاحب۔۔۔ میں تو انجینیئر تو نہیں بول رہا۔۔۔

ارشد صاحب

کٹ

## سین 20 آؤٹ ڈور شام کا وقت

(ارشد صاحب گھر پر ہے۔ ارشد صاحب نے سڑک پر نظر آتی ہے۔)

شجاع: آپ کی دھن تو ہے۔۔۔ ارشد صاحب۔۔۔ بھائی اب کھل گئی جیسے وہ دنوں پر وہیں

بھائی ہوں۔ ایک ہی شکل ایک ہی قد ایک ہاک۔۔۔۔۔

عذرا: پتہ ہے ارشاد صاحب یا تو آپ (میرے آنے کے لیے مجھے یہ کاک ایفڈ علی سنوری سنا رہے ہیں یا پھر آپ کو Hallucination ہے۔ آج کل ایسے بھی پولیوشن کی وجہ سے Hallucination عام ہے۔

ارشاد: تو آپ سمجھتی ہیں کہ مجھ پر حملہ ہوا ہے مجھے کوئی بچانے آیا۔ یعنی سب کچھ نظر کا دھوکا ہے۔ یہ سارا واقعہ۔۔۔۔۔

عذرا: میں نے عجیب بات نوٹ کی ہے ارشاد صاحب! آپ ان لوگوں میں سے ہیں جو بہت وقت ضائع کر دیتے ہیں غلط باتوں میں مسلسل بات کا Cue نہیں پکارتے۔

ارشاد: وہ بھی یہی کہتے ہیں!

عذرا: وہ سنو وہ کون۔۔۔۔۔

ارشاد: حضرت محمد حسین صاحب پوسٹ میں!

عذرا: آرمی آل ریفینٹ ارشاد؟

ارشاد: ہاں بالکل!

عذرا: ذرا کارروائیاں کریں گے (ارشاد کا رد و کتا ہے) بڑا اچھا سوچا ہے۔ کیا آپ کا دل نہیں چاہتا کہ کچھ دیر یہاں سسٹائمن منیجمنٹ بنائیں کریں!

ارشاد: (زور سے ہوا کر) میں ضرور اترتا ہوں۔۔۔۔۔ لیکن آج مجھے مار تھا کہ فون آئے والا ہے۔ میں گھر پہنچنا چاہتا ہوں۔

عذرا: (خاموش ہو جاتی ہے) میں نے تو سنا تھا کہ آپ نے مار تھا کو طلاق دے دی ہے۔۔۔۔۔

ارشاد: ہاں اس نے مجھے طلاق دے دی ہے۔

عذرا: تو پھر آپ کیوں اس سے فون کاٹ کر رکھتے ہیں؟

ارشاد: اس نے طلاق ہی دے لی تھی یہ نہیں سمجھا تھا کہ وہ فون نہیں کرے گی۔ نہ ہی میں نے مہر لیا تھا کہ میں اس کا فون نہیں سٹاپ کر گا۔

عذرا: ارشاد صاحب!

ارشاد: "میراثہ"

عذرا: آپ نے یہ سنا ہے۔ یہی دھوکا آپ میں دلی ریزگی ہے۔ یہی میراثہ ہے۔

ارشاد: جی ہاں۔۔۔۔۔ آپ نے اپنا دھوکا بھی مجھے نہیں بتایا کہ میں جی تو میراثہ ہوں۔

ارشاد: کیا مجھے بتانا چاہیے تھا؟ کیا آپ کو معلوم نہیں.....؟  
 ہزار: شاید معلوم تو ہے..... لیکن میں آپ کے منہ سے سننا چاہتی تھی۔  
 کت

## سین 21 آؤٹ ڈور دن

(ڈاکہ محمد حسین لٹافوں پر ہوا لگا رہا ہے۔ کھڑکی کے سامنے ارشاد ساجت کے انداز میں کھڑا ہے۔)

ارشاد: حضور اس کی شکل بالکل آپ جیسی تھی۔  
 محمد حسین: ہاں تو پھر؟

ارشاد: تو..... میں کچھ نہیں یاد ہا حضرت لڑکا کو بھی وہی..... اور پچھلے والا بھی وہی۔

محمد حسین: پھر اتنے ہوسر ہواں لکھواں..... صبر بھی لگا دوں..... دھڑکی بھی کر دوں۔ والا بھائی  
 مارنے والا بھی وہی ہے جو زندگی بھٹنے والا ہے۔ وہی رحیم و کریم ہے اور وہی قہار و جبار  
 ہے۔ وہی کشمکش ہے اور وہی بھنور ہے۔ تم سے احسن ساری عمر کاٹنے چھٹنے میں بسر  
 کرتے ہیں اور کاٹنے ہی کو زندگی سمجھتے ہیں گلاب تک پہنچ نہیں پاتے۔ کبھی گلاب بھی  
 کانٹوں سے جدا ہوا؟ کبھی رات بھی دن سے بھڑکی ہے.....؟

ارشاد: کچھ کیا سہرا کچھ کیا۔

محمد حسین: کچھ نہیں سمجھتی کچھ سکو کے ساری عمر..... تم رنگ دیکھتے ہو ابھی حالانکہ جلی کا کوئی  
 رنگ نہیں..... سارے رنگوں کے مجموعے کا نام جلی ہے۔

ارشاد: جلا اٹھتا ہے لکھ جیچے سہرا.....!

محمد حسین: تیار دھندلے..... اسے ہے وقفہ مہمان..... پورہ بھی شان والا..... معمول  
 مہمان کے لیے..... مثالی سحرانی ہوتی ہے..... طبعاً کراہتا کیا جاتا ہے..... پھر وہ سارا گھر  
 خالی کر دیتا ہے..... وہ کب کسی گھر کے ساتھ رہتا ہے مکان میں۔ کر لیا گھر خالی.....  
 ہر گھر خالی کیا..... چہری ہوئی ساری؟

ارشاد: جیسی کبھی طرح کی ہے..... کچھ کچھ.....

محمد حسین: اسے اس طرح دے تھوڑے..... کہیں ہے دھندلے..... کچھ دھندلے ہیں لکھ..... اور  
 "اے کچھ کچھ..... اچھے کچھ؟ کچھ خالی کچھ..... مہمان کے گھر..... ہر گھر کی....."

جامیلا وقت ضائع نہ کر۔۔۔ دنیا کے کتے جا چلا جا۔۔۔  
کت

## سین 22 ان ڈور شام کا وقت

(اس وقت شاہد اور انگ روم میں ہاں پورے جلال میں کھڑی ہے۔ اس کے سامنے سکندر ہے جو ارشاد گو کاؤ پر فوٹو کر رہا ہے۔ سکندر بالکل ہسپا حالت میں ہے اور ماں چڑھتی چلی جاتی ہے۔)

ماں: تک حرام! اب میں سمجھی ہر روز تو مجھے آکرنٹ نئی کہانی سنانا تھا۔ سوچی موبی کے پاس کھڑے تھے ارشاد صاحب۔۔۔ جی آج وہ خاکروب سے باتیں کرتے رہے۔ احمق گدھے کیا ارشاد جیسار نہیں ابن رئیس ایسے لوگوں کی صحبت میں الٹا بیٹھا ہے۔۔۔ ا سکندر: سرکار میں نے خود ان آنکھوں سے دیکھا۔

ماں: میں نے میری ماں کا علاج کر لیا۔ تجھے مکان خرید کر دیا۔ اسان فراموش اور تو نے حمل کیا میرے بیٹے پر! میری یہ مجال!!

سکندر: ماں جی میں نے حمل نہیں کیا وہ کوئی اور چکر ہو گا ارشاد صاحب کا۔ آپ میری کھال کھینچے اوریں۔

ماں: وہ تو پولیس سمجھنے گی۔ ہزاروں روپیہ میں نے تجھے دیا کس لیے؟ اس لیے کہ تو ارشاد کو اکیلا پا کر اس سے پرس چھینے۔ دعا باز فرمیں!

سکندر: اگر میں ہی اراکوں تو مجھے کوئی سے اراکوں میں ہی تھی۔۔۔ لیکن میں وہ نہیں۔۔۔ وہ نہیں جو آپ سمجھتی ہیں۔ وہ کوئی اور خدا تھا پیچھے سے آ رہا تھا میں نے خود دیکھا اراکوں کی شکل بھی وہی تھی اور۔۔۔ مے والے لی بھی وہی۔ یہ نہیں ارشاد صاحب کیا کر رہے ہیں ہاں لی۔ (زبردست تعجب رہتی ہے) خیر اور جواب بھی مجھے ہی تھا

(تھوڑے عرصے میں)

## قسط نمبر 3

## کردار

ارشاد	:	تیسرا
موتی رمضان	:	رہبر۔ معرفت کی راہ میں ارشاد کی رہنمائی کرنے والے
چرواہا عبد اللہ	:	
ماں	:	ارشاد کی والدہ
شعلہ	:	ارشاد کا دوست
بابا حسین	:	سائید بریں کا دیلا پلا متقی پرہیزگار کارکن
جہاں آرا	:	خوبصورت۔ بیس برس کی ہنس مکھ پھرتیلی لڑکی
نہان	:	جوان عموالا اور خوبصورت
نہان کی ماں	:	اماں و بی۔ دوہم سے بدلت کی تیز زبان
عبدالرحمن	:	میرپاس سال اور از قہ احمق کھلے دل کا مالک
عبدالرحمن	:	میرچالیس سال کے لگ بھگ۔ اجڑ شوقین حراج
السر (1)	:	
السر (2)	:	







رمضان: سائنس دانوں پر اللہ کا کرم یہ ہوا بھائی جن کہ انہوں نے الفاٹا چھوڑ کر دین سے ہٹ کر لیے اور Mathematical Equations میں اپنے کثرت کا اظہار کرنے لگے۔ ہندو لنگوں سے بازی لے گئے۔ سوان اللہ ابندر لفظ سے کترم ہو گیا۔۔۔ معتبر ہو گیا۔۔۔

ارشاد: حضور آپ کون ہیں؟

رمضان: میں سوچی ہوں بھائی جان۔۔۔ خاندانی سوچی امیرت والد اللہ منڈی کے موچی تھے۔ میرے دادا قصور کے موچی تھیں۔۔۔ پڑا دارا الی شریف میں جو تے کا نختے کا کام کرتے تھے۔

ارشاد: سر کہیں آپ۔۔۔ وہ سوچی تو نہیں؟

رمضان: نہیں بھائی جان! نہیں! نہیں! نہیں! میں وہ سوچی نہیں بغداد کا موچی۔۔۔ یا بسک کا موچی۔۔۔ یا وہ دو سرائیمان کا موچی۔۔۔ اور لوگ تھے۔ انہوں نے اپنا جید پھیلا دیا تھا بھائی جان۔۔۔ میرا تو کوئی جید ہی نہیں۔ میں تو بلکہ موچی گیری پھوڑ کر زیادہ تر پائش کرتا ہوں۔

ارشاد: تو پھر اس دن آپ ہی بچہ پر حمل آور ہوئے اور آپ نے ہی مجھے بھایا تھا اور وہ آپ ہی کا وجود تھا جس نے۔۔۔

رمضان: نہیں بھائی جان! نہیں! میں تو کہیں بھی نہیں تھا۔ Sub-Atomic لیول پر بار اپنے وجود کے ساتھ کسی خاص مقام پر نہیں ہوتا۔۔۔ جو تا نہیں بھائی جان! بس اونے کا ایک میلان سا ہوتا ہے۔۔۔ رحمان سا ہوتا ہے۔ بس ایک احتمال کی سی صورت ہوتی ہے بھائی جان۔۔۔ یہ احتمال ایک موج بنا جاتا ہے۔۔۔ اصل موج نہیں! آواز کی لہریاں کی لہر جیسی۔۔۔ بس ایسی ہی خیالی سی موج اور پھر ایک بات کا ذلیل رہے۔۔۔ ایسے واقعات ماننے کے لیے نہیں ہوتے! سہانے کے لیے نہیں ہوتے۔۔۔ اندر سمجھانے کے لیے ہوتے ہیں۔

(اچانک ایک لڑکا پیوں کا قال لیے موچی کے آتے بھانگا گڑا ہے اور ساتھ ساتھ کہتا ہے چھاپ چھاپ۔۔۔ اس کے پیچھے آڑ۔۔۔ بھام۔۔۔ سر سے خواجہ فروش بھی چھاپ چھاپ نکالتے بھاگتے ہیں۔ رمضان موچی بھی خوفزدہ ہو کر اپنی صندھی میں جھپکی جھپکی ہنسنے لگا۔ اس کی خوش کامیابی بھانگا ہے۔ کارم رنجن کے ادھی والے کارندے نے سارے کے سارے بچے ہانگے ہیں اور۔۔۔

ہمارا حیران و مشعلہ راں عمل کو دیکھ بھرے انداز میں دیکھتا ہے۔  
فیضانِ آفت

## سین 2 ان ڈور رات

(چند ماہ اور ارشاد تینوں لیونگ روم میں بیٹھے ہیں۔ ایک دم ارشاد کھڑا ہوتا ہے۔ ہارے ہی بہت Tense ہیں۔)

ارشاد: زندگی کسی مقصد کے بغیر ایسی ہے ہاں۔۔۔ اسی پر تنگ جہاز جیسی ہے جو تیز رفتاری سے اڑا چلا جا رہا ہے لیکن اسے لینڈنگ گراؤنڈ کا علم نہیں۔ اسے یہ معلوم نہیں کہ اسے کہاں اتارنا ہے اور اس کی منزلی کون سی ہے۔

شعلہ: ہاں یہ تمہاری زندگی کے لیے کم ہے کہ تم تین ٹیکنریاں چلا رہے ہو۔ اپنا بوڑھی ماں کو لگ آتے ہو کہ تم رہے ہو۔ یہ مقصد حیات کم ہے کہ اپنے بچوں کو پیسہ بھجوا رہے ہو لندن میں۔۔۔ چھڑی ہوئی مار تھا تو پل رہے ہو۔۔۔ سینکڑوں مزدوروں کی روٹی کھا رہے ہیں۔

ارشاد: عام انسان کے لیے چین میں تھیلہ کو دنا کھانا پینا کافی ہوتا ہے۔ جوانی میں محنت اور محبت کا سوا اسے بھرا رکھتا ہے لیکن کچھ لوگ جسم میں سے 'ہمارے ارد گرد' Greater Meaning of Life کے لیے بھی ترستے ہیں۔ وہ خود اپنے تجربے سے جاننا چاہتے ہیں کہ زندگی کیا ہے پورا انسان کو سیدھا کیا گیا ہے۔

ارشاد: ہاں

ارشاد: (یہ دم خوب ہنسنے لگی ماں کی۔)

ہاں: کیا تو انہیں وہاں جانا چاہتا ہے؟

ارشاد: نہیں

ہاں: تو تمہارا وہ جسم کس کے لیے ہے؟

ارشاد: نہیں۔۔۔ ہمارے لیے

ہاں: تو تمہاری جہاز کتنی ہے۔۔۔ اور وہ کس کی ہیر کے لیے؟

ارشاد: نہیں۔۔۔ یہ سب سے کس کے لیے؟

ہاں: تو تمہاری جہاز کتنی ہے۔۔۔ چلتی ہے؟

ہاں: نہیں۔۔۔ یہ سب کیا ہے؟

ارشاد: یہ تو سب سے بڑا سوال ہے کہ کیا میں جہاز کو چلا سکتا ہوں یا نہیں؟



میں: مجھے بھی اپنی بھی بوجھ ہوں تیرے لیے؟  
 ارشاد: ہاں ماں! بد قسمتی سے اس سفر میں تجھے میں ساتھ نہیں لے جاسکتا۔  
 (فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ ارشاد جا کر اٹھتا ہے۔ شجوں اور ماں دیکھتے ہیں۔)  
 ارشاد: ہیلو۔۔۔ ہیلو۔۔۔ (چوتھے پر ہاتھ رکھ کر) لانگ ڈسٹنس کال! ہاں ہیلو مارتما۔

How is Ibrahim? How are you my dear? .... Good.... How is  
 Isaac?.... Fine?.... I don't mind.... well.... Both are doing well. But  
 Martha you can't come.... You can't live here.... maji lives with  
 me.... this is not England.... There is no living together in my  
 country. For Heavens sake, understand. Life patterns are  
 different not the same. Bye!

(فون چوتھے پر رکھ کر بیٹے دھیان میں رہ جاتا ہے۔)

میں: کیا ہوا؟ کیا کتنی ہے مارتما؟

ارشاد: پاکستان آنا چاہتی ہے۔۔۔ اور میرے پاس رہنا چاہتی ہے کچھ دیر کے لیے۔

میں: کیا کہا؟

ارشاد: ان کے ملک میں یہ عام بات ہے۔۔۔ لوگ بغیر شادی کے ساتھ رہتے ہیں وہاں۔

میں: اسی لیے تو حیرا دہش پھر گیا ہے۔

ارشاد: ہاں ماں۔۔۔ سروں کی مہربانوں کا یہ جواب نہیں ہو چاہیے۔ شاید اس کی نامہربانی  
 نے آنکھوں سے پانی ابار دیا!

شہزاد: سیدھی طرح سے تناؤ میرے ساتھ ڈاکٹر اختر کے پاس جائے گا کہ نہیں؟

ارشاد: (ہنستا ہے) تو بھی بھروسہ آ رہی ہے شجوں منزل کی حواش کو تو بیماری سمجھتا ہے۔ یہی سیکھا  
 ہے تو نے زندگی سے نااہلی اتنی؟

(ماں رات اٹھتی ہے)

آٹ

سین 3 آؤٹ ڈور دن

(شہزادے دور گلاب کے شہنشاہ پر ہاتھ پڑھانے کوئے ارشاد ایک کھنڈر کے قریب)



سے گزرتا ہے جہاں کھسٹے کی دیوار کے ساتھ عبد اللہ گزریا غمگینی کے نیچے  
ایک درخت کی شاخ والی ڈانگ تک کر کھڑا ہے۔ آگے کو نکل جانے والا ارشاد  
اپنی کاربیک کرتا ہے اور جلدی سے گار سے برآمد ہو کر سید عالمؑ کے پاس  
جاتا ہے پھر جبکہ کراس کے قدم چھو تا ہے۔ عبد اللہ اسی طرح کھڑا ہوتا ہے۔  
عبد اللہ: بڑے دنوں کے بعد آیا ہوا لوکا؟

ارشاد: جس حضور اس دنیا کے دھندے کچھ ایسے لیے ہیں کہ وقت عی نہیں ملتا۔ اہم کام تو ایک  
طرف رہا یہ کاموں کے لیے بھی وقت نہیں ملتا۔

عبد اللہ: شاباش۔۔۔ شاباش! پھر تو توبازی لے گیا ہوا لوکا! جھنڈی جیت گیا۔

ارشاد: وہ کیسے حضور!

عبد اللہ: ہاؤ لوکا! اللہ فرماتا ہے میں نے انہوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے واسطے پیدا کیا اور  
سبھی اس کی عبادت کرتے ہیں۔

ارشاد: سبھی اس کی عبادت کرتے ہیں۔۔۔

عبد اللہ: لے ہے کسی کی مجال جو اللہ کی مرضی کے خلاف نہ سکے۔ اس کے ضم سے نکل جائے۔  
یعنی خدا نے عبادت کے واسطے پیدا کیا اور وہ برخلاف کرے۔ مرنا ہے۔۔۔

ارشاد: میں سمجھا نہیں حضور!

عبد اللہ: او میرا سوچا سیدھی بات کہ جو شخص جس کام میں ہے، اسی اس کی عبادت ہے۔ کھڑا رہے  
کی عبادت نکڑی فائدہ اور میری عبادت بکریاں جاتا ہے۔ تیرا کام کھانا ہے اور تیری  
گھر والی کاروائی ہانڈی کرتا ہے۔ یہی ہمدی عبادت ہے۔ ہا۔ اسی میں ہم خوش ہیں۔ لیکن  
جس نے اپنے پیشے میں خیانت کی اس نے اپنی عبادت میں (غلطی ہو گئی)۔ پس دوبارہ آیا اور  
دو تہہ ہو گیا۔

ارشاد: اب میرے لیے کیا ارشاد ہے؟

عبد اللہ: تمہارے لیے کیا ارشاد ہو گا ہے ہاؤ لوکا۔۔۔ خوش رہو! آج رہو۔ یہی کام جو تم کرتے  
ہو! یہی تمہارا ہے لے غیب ہے۔

ارشاد: میرا کام میں ایمان دہی نہیں۔۔۔ پاکہڑی نہیں۔۔۔ منافقت اور شرک بہت ہے۔

عبد اللہ: کچھ ہاؤ لوکا! صرف وہ نہایت شرک سے پاک ہے۔ وہ نہایت کو سنتے نہیں۔۔۔

ایمان ہو چتا ہے ہاؤ لوکا تو شرک کی جید بھڑ میں جتا ہے۔۔۔ شرک کی منڈی اور

شرک کے میرے ہاؤ۔۔۔ میں جتا ہے ہاؤ ایمان دہی تو ہے کھرنا شرک کے اندر میرے

سے اس کا نور نظر نہیں آتا۔ اس کو اس بھیڑ سے گزرتا ہی پڑے گا۔ ڈراتے کرا اپنے  
بذوں کا نام لے کر اس بھیڑ سے گزرتا جا۔

پچھٹی کے روز آپ کے ساتھ بکریاں چرانے آجایا کروں۔۔۔ بچے میں ایک دن؟  
ارشاد: نہیں۔

ارشاد: میں نے ایک روز؟

عبداللہ: بالکل نہیں!

ارشاد: آپ ہی نے تو فرمایا تھا بکریاں چرانے والے کو نہ ماننے والے کے ساتھ رہنے کا علم  
مطا ہو جاتا ہے۔ میں یہ علم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میں اپوزیشن کے ساتھ خوش دلی  
سے رہنا چاہتا ہوں۔ مخالف کے ساتھ خوش خلقی سے بات کرنے کا راز اپنانا چاہتا  
ہوں۔۔۔۔۔

(ارشاد کے اس ڈائیلاگ پر عبداللہ: 'ہو' جیسے جیسے 'اور تیرا بھلا ہو جائے' چیلے  
رانے سوچئے بکریوں کو پکارتا جاتا ہے۔ ارشاد ساتھ چلتا ہے۔)

فیڈ آؤٹ

## سین 4 | آؤٹ ڈور | صبح کا وقت

(اگلی ہنگی ہواں ہو رہی ہے۔ ایک دیہاتی قسم کی مسجد کے پاس بابا حسین کوئی  
ذکر کرتا آرہا ہے۔ بابا حسین یونی کا مہاجر ہے۔ سر پر رومال باندھے 'کھڑا  
پاجامہ' اور کاروائی ٹیبلٹ پہنے ہوئے وہ کچھ قافلے سے مسجد کی طرف آرہا ہے۔  
اس کی اور مسجد کی سیلوٹ (Silhouette) نظر آتی ہے۔ وہ مسجد میں داخل  
ہونے سے پہلے جوتے اتارتا ہے۔ پھر ہاتھ یاغہ کراندر داخل ہوتا ہے۔  
ابھی نماز شروع نہیں ہوئی۔ ایک چٹائی کو کھول کر سیدھا بچھاتا ہے۔ مسجد کے  
ایک کونے سے لیٹ جاتا ہے۔ یہ بہت ہی بھولا خوبصورت نوجوان ہے۔ سر پر  
کھڑی ہے 'فلوئر' قمیص میں غیور ہے۔ آکر حسین بابا سے ہاتھ ملاتا ہے۔  
حسین سے آج نہ بہت کی بات ہے۔)



قادیانہ کا بھی مزہ چکھیں۔

(جیتے ہوئے) کبھی کبھی تو جہاں آرا مجھے لگتا ہے تمہیں ہے لحاظ اسے بہت پسند ہیں، اور والے کو۔

جہاں آرا (اٹھ کر سلپر پہننے ہوئے) لے اب تو ہمارا غم ہی ہو گیا۔

(اجرو کرے میں جاتے ہوئے) یہ تو نے کیسے اندازہ لگایا جہاں آرا؟

(سیلبر تمسختی نکلے کے پاس جاتی ہے اور نفا کھول کر منہ دھرتی ہے۔)

جہیں آرا: جب تو ہنستا ہے وہ تو مجھے پتہ چل جاتا ہے کہ تو ناراض ہے۔

(دادا جی آف کیمرو ہے، وہ ایسی (روانہ) میں آکر کھڑا ہوتا ہے۔)

جیہاں آرزو اور لواستو تو۔

اپنی جہاں آرا

جہیں آزاد اور جو کبھی کاٹی نماز کو نہ چاہے اور وہ پڑھتا بھی رہے تو بھی اچھا؟

۱۰۔ (سکرار کی تو تھوڑی اور بھی اچھا بنی۔۔۔۔۔ دو اقلین ماننے کی سے بھی پلار ہو تو آرا م دینی ہے۔

(اسرا اسی طرح بلاتی ہے جیسے یہ منطلق اسے نا پسند آئی ہو۔ اب یکسر وہ جہاں آرا کو

پھونڈ کر اندر والے کمرے میں بابا قسیم کے ساتھ چلا جاتا ہے۔۔۔ کمرہ چھٹل

کاشمی کے بہت خوبصورت پرتوں سے بھرا ہے۔ یہاں پیتل کے تھال 'لوٹے'

گھر میں اور کانسٹی کے بڑے صراف و دہلوی نے ہمارے ساتھ رہے۔ ایک طرف

جہاں بھی جہاں کے اور ایک جہاں کا کسی کام بیان نہ کر سکتا تھا۔

میں جتنی خبر چاہے ہیں۔ قصیدیں، برتن، الفاظ کی تصویریں، چھٹی ہفت روزہ کی طرح

Carve کرنے لگتا ہے۔ ہینٹنگ ایک کارڈ شوٹنگ اور تھوڑے عرصے میں اسے

رومل سے صاف تر ہے۔ بلکہ ان کی زبانوں پر ایک عجیب و غریب لہجہ ہے۔

... (بہارِ شریعت)

• 1000

(اے جہان! اس قدر اچھے روزمیں کبھی اندر آتی ہے۔)

۱۴۴۴ آریا یسوی الحضره

۱۶ - محمد بن عبد اللہ بن علی بن ابی طالب

[illegible]

۱۱

جہاں آنا۔ دادا تجھے اور کوئی ڈھنگ کا کام نہیں آتا جس سے سہولت کی روٹی ملے ہم دونوں کو۔  
 یا: ادی کوڑ مفر کار گیر آج کہاں! ہمارے پرکھوں نے جان نکل بٹایا۔ دلی میں نظام الدین  
 اولیاء کے پچھواڑے رہتے تھے میرے دلال ایسے طفرے بناتے تھے تا شفقہ ہزارا سے  
 صاحب نظر آیا کرتے تھے دیکھئے۔

جہاں آنا: ہل رہے دے۔ تیرے برتنوں کو تو کوئی دیکھنے نہ آیا، لٹلی سے بھی۔ کبھی لوٹا ہک گیا  
 کبھی تھالی، دام بھی جب لے 'قسطوں میں'۔۔۔۔۔ قلعہ قلعہ۔۔۔۔۔

یا: یہاں گاؤں کے لوگ اس فن کو سمجھتے نہیں۔ صاحب نظر نہیں ہیں، مراد لوگ ہیں۔

جہاں آنا: سارا دن جو تو اس مرتبہ کو پتی پتی سجاتا ہے، دل نہیں بھرا تیرا اس مشقت سے۔۔۔۔۔؟

یا: تیس سال میں تو دل بھرا نہیں، اب آگے کی اللہ جانتے۔ پچھلوں کو یاد کرتا ہوں اس  
 برتن کو سجاتا ہوں۔۔۔۔۔ اللہ کا احسان۔۔۔۔۔ جیسا تھا۔۔۔۔۔ بڑا کرم بڑی مہربانی۔

جہاں آنا: تجھ جیسے کی قسمت کیا جاگتی ہے، تیرے ساتھ ہم بھی مارے گئے۔ جو تھوڑے پر راضی

رہے، اسے زیادہ دے کر ضائع ہی کرتا ہے ہاں۔ کبے جا عبادت رات دن۔

(جہاں آنا جاتی ہے۔)

یا: او مہرکہ! عبادت دو طور کی ہوتی ہے۔ ایک عبادت قلب کرتا ہے اس کا نام لے لے کر

دوسری عبادت ہاتھ کرتے ہیں۔ ہاں بچے پالے عبادت۔۔۔۔۔ 'حرور روئی کوئے'

عبادت۔۔۔۔۔ دل نام ہے عبادت۔۔۔۔۔ ساتھ ساتھ معاملہ بچے ثواب ہے۔۔۔۔۔ چلی گئی؟

تو: ٹھہرتی کب ہے! اچھین کے پاس۔۔۔۔۔

ت

دن

ان دور

سین 8

(کیر، گھن میں پہلے جہاں آنا پر آتا ہے۔) "اپنے طوطے کو امر و کات کر کھلا

ہاں ہے۔ آگن میں جھٹنے والے ہاں کے دروازے پر بھان کھڑا ہے۔"

غور و جہاد بھلا ہے۔ اسی وقت اس کے ہاتھ میں آموں کی ٹوکری ہے۔

بھان: آہ۔۔۔۔۔ بھلا ہے۔

جہاں آنا: بھلا ہے۔

بھان: آہ۔۔۔۔۔ آہ۔۔۔۔۔

جہاں آرا: بھگو تو سکتی ہے جیون پر مجھے نہیں۔

جیون: کیوں؟

جہاں آرا: بس ہے اکوئی بات۔ اس دن جب تو گزرایا تھا میرے والا وہ بھی ماں نے نہیں بھگوا یا تھا۔

جیون: کیوں؟ اسی نے تو کہا تھا بابا حسین کو دے آ۔

جہاں آرا: تو نے اس سے پوچھا تھا کہ بابے حسین کو دے آؤں میرے والا گڑ تو وہ بولی تھی اچھا

مجھی تیری مرضی۔

جیون: اچھا تجھے کیسے پتہ چلا جہاں آرا۔۔۔؟

جہاں آرا: (شوفی کے ساتھ) بس ہمیں پتہ چل جاتی ہیں ماں ساری باتیں۔۔۔۔۔ دل کے بھید۔۔۔۔۔

اندھ کے خیال۔۔۔۔۔

جیون: اچھا بتا میرے دل میں کیا ہے۔۔۔۔۔؟

جہاں آرا: پتہ تو مجھے ہے سارا لیکن میں زبان پر نہیں لا سکتی جیون۔

جیون: چل اچھا میرے کان میں کہہ دے۔ میرے دل میں کیا ہے بھلا؟

جہاں آرا: بتاؤں۔۔۔۔۔!

جیون: ہاں بتا دے۔

جہاں آرا: ال گالی تہ ہو جان من کر۔۔۔۔۔!

جیون: نہیں ہوتا۔ تو کان میں کہہ کر تو دیکھ۔

جہاں آرا: دیکھ میاں منو گوادر جتا۔ بعد میں جیون نہیں مکر نہ جائے۔

(جیون کی طرف چلتی ہے۔ اس وقت بڑا امر جان اٹھانے بابا حسین اندر سے آتا

ہے۔)

جہاں آرا: آج پورے تیس سال تین سینے کے بعد یہ مہ جان قسم ہو گیا۔ ہر طرف سے

دکھ لے نہیں کوئی نقص نہیں۔ تیج دھوا حسن اللہ ہو تا تو کیا دوا پوتے ہی خوش کر دو۔

(سر اٹھا کر) ارے! آج تو جیون آ گیا انھیں سے بھلا ہوا۔

جیون: اب تو قسم ہو گیا گدھ من کا۔۔۔۔۔!

جہاں آرا: کام تو قسم ہو گیا یاں کا کاکب تھا ہے دوا۔

جیون: لے تو ہاں کہاں کھاتا ہے۔۔۔۔۔ جی جہاں آرا! جب صاحب نظر کی تھوڑی مٹی

جب آگئے اسلے کے آگے یاں صاحب۔۔۔۔۔ اتنی ہی شہاں میں پر مریا یہ چوکھور پانچنے اسلے

سنان کی قدر و قیمت کالی تو ایسے من سے کہہ دو قسم ہو جائے یہ۔

جہاں آرا: تو اسی امید پر جوتا ہے شاید۔۔۔

جیون: آسموں والی حویلی میں شہر سے بڑے چوہدری تھی آئے ہیں۔ تو انہیں جان کر کیوں نہیں دکھاتا اسے۔ سنا ہے شہر والوں کو بڑا شوق ہے انکی چیزوں کا۔

بابا: کو کہتا ہے تولے جاؤں گا پر مجھے امید کم ہے۔ ولہا آم لیے کھڑے ہو رہتا نہیں۔

جیون: ماں نے بھیجے ہیں۔۔۔۔۔ دوسری ہیں۔

بابا: تیری ماں بڑی بھلی عورت ہے جیون۔ دو گاؤں میں نہ ہوتی تو ہم قاقوں مر جاتے۔

جہاں آرا: (شوخی سے) دادا کچھ اور ٹوگوں کو بھی ہمارا برا خیال ہے لیکن وہ منہ سے کہہ نہیں سکتے۔

بابا: کون بھلا۔۔۔؟

جہاں آرا: بس ہیں ماں۔ تو جان کر کیا لے گا!

کٹ

## سین 9 آؤٹ ڈور دن

(ایک کھیس میں بڑا مرنہ لپٹے بابا قسین جا رہا ہے۔)

کٹ

## سین 10 ان ڈور کچھ دیر بعد

(چوہدری اور چوہدرائیں شیشوں جڑے چنگ پر بیٹھے ہیں۔ چوہدری بدوق صاف کر رہا ہے۔ چوہدرائیں کچھ زیورات کے ڈبے لیے بیٹھی ہے۔)

چوہدرائیں: تو ایک نظر کڑے تو دیکھ لے (ڈبہ کھول کر) میں تولے کے ہیں۔

چوہدری: (بدوق میں گھن ہے) بڑے اچھے ہیں۔

چوہدرائیں: نظر تو تو نے دلی نہیں۔

چوہدری: تیری نگر چوہدری ہے مرنہ پر۔

چوہدرائیں: وہ بھی دیکھ لے نذر چوہدری۔ جب میں بیٹوں کی تپ (چھ) نظر نہیں آتا۔ میں کچھ بھی مرنہ لوں تو دیکھ ہی نہیں سکتی۔

چوہدری: بڑا اچھا ہے، بڑا اچھا ہے۔ ایسے نئی حوائی تو مل کرے۔



چوہدرائیں: تجھے کس چیز کا شوق ہے چوہدری؟  
 چوہدری: زمین کا۔۔۔ گھوڑے کا۔۔۔ بدھوت کا۔۔۔ اور ایک اور شوق ہے (سکرا کر) تجھے بتا نہیں  
 سکتا۔

چوہدرائیں: پھر بھی بتا تو سہی۔  
 چوہدری: ساک' ٹیسی ہو ساتھ اور ماں کے ہاتھ کی روٹی ہو کئی کی!  
 چوہدرائیں: بدھا ہو چلا ابھی تک ماں کے بچے کا شوق نہیں گیا۔  
 چوہدری: تو نے پوچھا کیوں!

(ملازم آتا ہے)

ملازم: چوہدری بی۔۔۔ بابا حسین آیا ہے۔  
 چوہدری: آنے دے آنے دے۔ وہ کب کسی کے گھر جاتا ہے۔ میرے لیے تو اجنبی کی بات ہے۔  
 چوہدرائیں: بھلا بتا تو یہ (زور دے کر) کاٹا ہو گا بھنگن اور۔۔۔  
 چوہدری: جتنے کے بھی بنے ہیں مٹی سے لے لیا۔  
 چوہدرائیں: قریب قریب پونے دو لاکھ چوہدری۔۔۔  
 چوہدری: اچھا تو بھر کیا ہو۔۔۔ حوصلہ بڑا رکھو! ناری نہ جا کینوں کی طرح۔  
 (اس وقت حسین نکلیں میں مرجن پیسے بڑا اثر مند سا آتا ہے۔)

بابا: سلام علیکم چوہدری صاحب!

چوہدری: علیکم سلام! آؤ بیٹو بڑا گواہ ہے آئے؟

چوہدرائیں: کئی دن اپنی جہاں آتا تو یہاں بھیجا دیا اپنی اسی والے کپڑے بیگن پکا جائے بڑے سودی  
 بھلے بے بیگن۔

بابا: آپ عزم کریں بیگم صاحبہ! گھر سے نکال کر لے آئے گی۔

چوہدرائیں: انہی انہی میرے سامنے نکالے۔

بابا: اچھا! نہ جانے گی۔

چوہدری: اچھا! دینی!

بابا: عزم کرنا! عزم ہے۔ چوہدری بی! (کھینچے) تن لالتے ہوئے! پورے بیس سال عین

میں۔۔۔ تھوڑا سا ان کا کھدے ستارے۔۔۔ برسوں کی محنت ہے لیکن کوئی صاحب نظر  
 نہیں۔

(چوہدری انہی کے ہاتھ پر متوجہ ہے)



دن چلتی ہے۔

لیکن چاہانی ہر وقت کیسے ہو سکتا ہے اللہ کا ذکر۔۔۔۔۔؟

جیون:

بابا:

جب تو مل چلا ہے عبادت کرتا ہے۔ جب میں صباقی کھدان تعال میں گل ہونے لگا ہوں عبادت ہی تو ہوتی ہے۔ باتوں سے رتی حلال کھانے اور کھلانے والا اور کیا کر رہا ہے جیون بیٹا! جب میری جہاں ترا کشیدہ کرتی ہے۔۔۔۔۔ رونی بتاتی ہے وہ بھی تو عبادت ہی کرتی ہے۔

جیون:

بابا:

چاہا حسین! ہر ڈاک بٹکے میں ایک پتھر آیا ہے گل۔ اس نے پنڈ کی مور میں پلا کر اتنے سارے کشیدہ کیے ہوئے وہ اپنے چادر میں خرید کر۔ تو بھی اپنا کھدان لے جا اس کے پاس۔

بابا:

جیون:

ایسا مجھے ایسی باتوں میں نہ ڈال۔

کوشش تو کر دیجیے۔ کیا خرچ ہے! کون جانے۔۔۔ قیمت لگ جائے۔

گت

سین 13 آؤٹ ڈور شام کا وقت

(ایک افسر لاسو آؤٹ ڈاک بٹکے کے لائن میں نیچے گری پر بیٹھا چائے پی رہا ہے۔ دور سے بابا حسین کھس میں مر جہاں لہاؤ کھدان اٹھائے آتا ہے۔)

کون ہو بھئی تم؟ چوکیدار۔۔۔ بچہ کیدار۔

سلام سرکار!

وہ تو لیک ہے لیکن کام کیا ہے۔۔۔۔۔؟

(لباسا لاس لے کر) سنا ہے حضور کچھ دست کاری خرید فرما رہے ہیں گاؤں والوں سے۔ اچھا بھائیو جانو میرا پوچھ لائے ہو کہ وہ بپے؟

حضور میں تو۔۔۔ میں تو ایک جوہر روزگار لیا ہوں۔ ہمارے پاکوں نے ہاں گل میں لٹکے ہوئے ہمارے تھے۔ مٹی کاری کا کام کیا تھا میرے دلوا میرا حسن اللہ ایسے طہرے نیچے تھے ایسے حرف بھاتے تھے میں یونوں میں بچا ہنداسے لوگ دیکھتے آتے تھے۔ (مر جہاں لہاؤ کھدان بھل کر) مجھ پر کتہ ہے اور مٹی بھری مسکرت ہست کے ساتھ بیٹھا ہے) ایک جڑ نہیں سارے۔ بات میں۔ نہیں کوئی کسر ہو۔ کھس ہو تو میں میں اور حضور

پودے بیس سال تین مہینے میں اس کے نقش و نگار بنے ہیں مسلسل گزرتے ہیں  
بعد۔۔۔!

(چند لمحے دیکھ کر) اچھا ہے! کیا ہو گے۔۔۔؟

جو آپ کی خوشی سرکار۔

دو سو روپے کافی ہوں گے۔ وہ بھی میں تمہارا بڑا عیال دیکھ کر کہہ رہا ہوں ورنہ اس کے  
ساتھ کے لاہور میں ڈیڑھ سو روپے میں عام ملتے ہیں۔

دو سو روپے سرکار! دو سو روپے اس کا؟ اس کا صرف دو صد روپے۔۔۔ بیس سال کی منت کا؟  
(کیمرو آہستہ آہستہ اس کے چہرے پر جاتا ہے۔ ایک قطرہ آنسو اس کی گال پر گرتا  
ہے۔)

محفوظ  
شام کا وقت

سین 14

(بابا حسین اپنے کمرے میں باسن کو کپڑے سے چکا رہا ہے۔ کبھی کبھی ٹینک اتار  
کر اسے کسی کسی جگہ سے دیکھتا ہے جیسے کوئی نقش بھانپ رہا ہو۔ اس کے قریب  
ہیون کی ماں بیٹھی ہے۔)

پان اردو ہون کی ماں۔۔۔؟

ماں بھائی صاحب! ساری عمر بھی پان نہیں کھایا۔ مجھے تو یہ بھی پتہ نہیں اس کا مزہ کیا  
ہوتا ہے۔

تو پھر آج مٹھوسہ کر لے اس کا لقمہ۔۔۔!

ماں تو رہتے ہی وہ بابا حسین امیری ماں کہہ کر فی تھی پان نہ کھانا کبھی تو کھاتے تھے تو اور  
کبھی نہ ہاں!

اچھا۔ اتنی نیکیاں کھاتی ہے! ساری تو رہے؟

پونہ کی ماں کے روٹنے کا طریقہ تو ہماری ماں ہی تھی۔ ان کی بیٹی سے میرے خیال  
سے۔۔۔ کبھی دلوں میں اتنی دلی جگہ تھی۔ اگلے گھر۔ کھلنے والی دھڑلے میں  
معاذ اللہ! انہیں سونے سے وارنہ

اچھا۔۔۔ اتنی ہی تھی؟

مہنے لگی آج وہ دھارہ ملا ہے پتہ نہیں کل کیا کرے گی۔

خود رو رہتی ہو گی۔۔۔۔۔؟

اور کیا۔۔۔۔۔ اب اگر آج زندہ ہوتی تو جہاں آرا کا رشتہ مانتے دیتی مجھے۔ کتنی ماں بابا ہم نے کیا کرتی ہے جہاں آرا جیسی لڑکی پا جا رہے ہیںے واہی۔۔۔۔۔!

بولی بھی اور ہے جہاں آرا کی۔۔۔۔۔ پہتاوا بھی اور۔۔۔۔۔ سوچ بھی جدا۔۔۔۔۔ کیا کرے گی جہاں آرا لے جا کر۔۔۔۔۔

باپ کیا کرے گا جہاں آرا کا باپ؟ تحسین؟ کام کاج اس کے ہو گا کیا تھا؟

باپ کا؟ پتہ نہیں۔۔۔۔۔!

لے بھلا تجھے پتہ نہیں جہاں آرا کا باپ کیا کام کرتا تھا۔ اپنے ہر کاظم نہیں تجھے اس کے بار بار کا۔

(بابا نفی میں سر ہلاتا ہے۔)

بابا تحسین۔۔۔۔۔ کب مرا تیرا بیٹا؟

بیٹا کون سا بیٹا؟

جہاں آرا کا بابا؟

یہ جہاں۔۔۔۔۔ یہ میری جہاں آرا؟

ہاں اور کون سی۔۔۔۔۔!

یہ جہاں آرا تو مجھے مسجد کے چھوڑے لی تھی گوزے سے ڈھیر پرے۔۔۔۔۔ پھر میں اسے

اپنے کرتے میں لپیٹ کر گاؤں چھوڑ آیا اپنے پرانے گاؤں۔۔۔۔۔ مجھے کیا پتہ اس کے ماں

باپ کون ہیں! مجھے کیا پتہ جہاں آرا کی ماں کون ہے اس کا باپ کیا کرتا تھا۔ مجھے تو

جہاں آرا تجھے میں ملی۔ تو نے مانگی ہے تو میں تختہ سمجھ کر تجھے دے دوں گا۔ تجھے کی

طرح رکھنا۔ اس میں میری بہن ہے۔

(بھان کی ماں خیر میں ہو کر اٹھتی ہے۔)

خیر میں نے کیا سمجھی ہے بابا جی۔ ہر ایک بات بتا دوں۔ پہلے جب یہ جہاں آرا تم کو مسجد

چھوڑے لی تھی تو اور بات تھی۔ اب اسے گاؤں سے لے کر بھاگ جائے۔ میرے

جہاں میں تو ابھی سے مرنے لگے تھے۔ میں اب تک یہ بات چھپانے کی بھائی

معاذ۔۔۔۔۔ بھاگ جو۔۔۔۔۔ زامنا نکالیں، اتوں۔۔۔۔۔ متے مناسب ہو جا گاؤں سے اور نہ

گاؤں سے۔۔۔۔۔ کتنی کڑی جہاں آرا۔۔۔۔۔ ہر ایک کے۔۔۔۔۔ ان سب کا حراج میری ماں

جیسا ہے۔ بھاگ جا بابا حسین بھاگ جا۔ نکل جا۔ شاموں شام۔۔۔ بن باپ کی  
بیٹی کو کیسے لوگوں کے پتھروں سے بچائے گا۔  
کت

## سین 15 آؤٹ ڈور دن

(ریڑھے پر بابا حسین جہاں آرا اور ریڑھے والا سوار ہیں۔ ریڑھے پر گھریلو  
سامان کے علاوہ بابے کے تمام پتیل کے برتن موجود ہیں۔ بابا حسین گود میں  
مرتبان لیے بیٹھا ہے۔ جہاں آرا ایک طرف کو لگی پریشان رستے کو دیکھ رہی ہے۔  
کچھ دیر ریڑھا چلتا رہتا ہے پھر ایک بوڑھا سوک پاس سے گزرتی ہے۔ برتن چمک  
رہے ہیں اور بابے کے گلدان پر سرخ پٹلی سبز روشنیاں جھلک رہی ہیں۔ کسروان  
چمکدار برتنوں کو کھڑکپ میں ٹریٹ کرتا ہے۔ کار کافی دور نکل جاتی ہے۔ ریڑھا  
رواں ہے۔ پھر نظر آتا ہے کہ کار تیزی سے ریڑس میں آتی ہے۔ اب ایک  
نوجوان جو بہت ذہین اور فیشن ایبل ہے اشارے سے ریڑھے کو روکنے کے لیے  
کہتا ہے۔ ریڑھا رکتا ہے۔ کار والا سائیڈ پر کار کر کے باہر 00 ہے۔)

افسر: کون ہو تم لوگ؟

بابا: (ریڑھے سے اترتا ہے) سرکار ہم کار نیکر لوگ ہیں۔ پتیل کانسی کے برتنوں پر فصل ولا  
ہاتے ہیں کوئی غلط کام نہیں کرتے خدا کے فضل سے۔

افسر: تمہارے برتنوں نے ایسا شکار مارا بابا کہ میری تو آنکھیں چند میا گئیں۔ کہا میں آپ کا  
سامان دیکھ سکتا ہوں؟

کت

## سین 16 آؤٹ ڈور وہی وقت

(بیچن سڑک پر بھاگ آ رہا ہے۔ انکھ میں اس کی آواز سارے میں گونج رہی ہے۔  
جہاں آرا۔۔۔ جہاں آرا۔۔۔ جہاں آرا۔۔۔)

کت

## سین 17 آؤٹ ڈور کچھ دیر بعد

(ایک درخت کی چھاؤں میں بابا عسین کے تمام برتن پڑے ہیں۔ جبال آرا  
مکھاس پر گم سم بیٹھی ہے۔ بابے کا سر جان انسر کے ہاتھ میں ہے۔ دواسے پھرا پھرا  
کر دیکھ رہا ہے۔)

افسر: اور مائی گاڈ! بٹ کراٹھسین ٹپ! What Erection!! بابائی! یہ جو آپ نے نقش و  
نگار بنائے ہیں، نقلی ہو تا قریب دیا ہے یہ اصول ہے۔ ایسا کام پرانی مثل عمارتوں میں نظر  
آتا ہے۔ اب ایسا کارنگر بنایا ہے۔ میرے پاس الفاء تھیں جن سے آپ کی تعریف  
کر سکیں۔

بابا: میں بیٹا جس! محنت وصولی ہو گئی۔ ہمارے ہاتھوں نے کیا تانج عمل سکھایا تھا۔ میرے دادا  
میرا حسن اندہ جب طفرے کے گرد نقلی بوٹے بناتے تو سارا وقت درود شریف پڑھا  
کرتے تھے۔ میں نے بھی تیس سال تین مہینے ایسے ہی اس کے محبوب کا ذکر کر کے یہ  
بان بنایا ہے۔

(السر بھاگ کر گاڑی تک جاتا ہے 'Glove box' سے محمد ب شیشہ نکال کر لاتا  
ہے اور پھر مرتجان دیکھتا ہے۔)

افسر: Can't Believe! بابائی اس وقت ایسا کوئی میوزیم موجود نہیں جو اس کی قیمت ادا  
کر سکے۔۔۔۔۔ آپ میرے ساتھ چلیں۔ میں آتی ہی آپ کا پاسپورٹ بنوا کر ویزہ لگواتا  
ہوں۔ ورلڈ آرٹ ایگری مشن بوری ہے 'فرانس میں' آپ میرے ساتھ چلیں گے۔  
جہاں آنا دوا!

افسر: اور بھی کون ہو تم؟ تمیز سے بات کرو۔ یہ اس وقت دنیا کا سب سے بڑا Engraver  
کڑا ہے تمہارے سامنے۔ چٹے سر و لعلی۔۔۔۔۔ وا۔۔۔۔۔ فرانس آپ کا مختصر ہے۔  
(بابا عسین آسین کی طرف گم سم دیکھتا ہے۔)  
(آواز)

## سین 18 آؤٹ ڈور دن

(جہاں شدور گتہ بابا عیدانہ ٹکڑیوں کے ساتھ جا رہے تھے ٹیکس وڈو کر کے



وایس اسی لوکیل آجاتا ہے۔ بابا اور ارشاد چل رہے ہیں۔)

عبداللہ: بس عبادت کی اتنی ساری حقیقت ہے بابو لوکا! عبادت کا بھانڈا تیار ہو، سامیں کے کرم کی نظر پڑ جائے تو باگو باگ ہو جاتا ہے۔ قیمت وہ ملتی ہے جو نہ سان میں نہ گمان میں۔ پر جو بھانڈا اسی پاس نہ ہو۔۔۔ تو خالی بندے پر کیا نظر پڑتی ہے! کدھر سے عطا آتی ہے! کدھر سے نوازا جاتا ہے۔۔۔؟؟ بھانڈا تیار رکھ اور اس کی نظر کی رلہ دیکھ۔۔۔!!

ارشاد: پر بابا جی کبھی کبھی تو بلا توفیق بھی ملتا ہے۔ بغیر محنت کے حاصل ہوتا ہے۔ عبادت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ کیا ایسے نہیں ہو ج؟

عبداللہ: تو نے کب تک سوال بنے رہتا ہے بھائی لوکا؟ کب تک شاگرد بننا ہے؟ کب ماننے والوں کے ساتھ چلنا ہے؟

محفوظ

ارشاد: مجھے معاف کر دیں بابا جی! ۲

عبداللہ: ساری عمر جو سرید رہا وہ کیا جیا! ساری عمر جو پڑھتا ہی چلا گیا پڑھانے والا نہ بن سکا اس نے کیا منہ دکھانا ہے رب کو! کچانہ وہ چکا ہو جا۔

ارشاد: میرے اندر بڑے راستے ہیں بابا جی۔ یہ بڑی پگھلڈیاں ہیں۔ کسمن گھیریاں ہیں۔۔۔

عبداللہ: بس پھر جا بھیڑ میں گم ہو جا۔۔۔ اچھا بہن 'خوش ہو جا۔۔۔ اچھا کھا نہال رہ۔۔۔ ایک

سیر می چھوڑ دوسری پر 'چڑھ' ٹھنڈا رہ۔۔۔ بازاروں میں گھومتا پھر 'حیرت میں گم ہو'

سوالی بتا رہ۔۔۔ جی کو خوش رکھ۔ بڑا میلہ لگا ہے ادھر۔۔۔ پر جو جواب بنے گا تو پھر اور

بات ہے۔۔۔ اب یہ تیرے من چلے کا سودا ہے۔ ادھر ہو جا یا ادھر۔۔۔ بھانڈا لٹا لے یا

بھانڈے خرید تا پھر۔۔۔ تیرا اپنا فیصلہ ہے۔ تیرے من کا سودا ہے۔۔۔

(گڈر یا چلنے لگتا ہے۔ اپنی بکریوں کو جھے جھے کر کے بٹکارتا ہے۔ ارشاد: جسم

تذبذب کمرے کا کھڑا رہتا ہے۔ مہد اللہ کی آواز آتی رہتی ہے۔ اہوہ

کھینچے)

تیرے من چلے کا سودا ہے یہ کھتا اور ٹٹھکا

کت

## قسط نمبر 4

## کردار

ارشاد	:	بیرہ	محبوب
مومن	:	بیرہ	محبوب
ماں	:	ارشاد کی والدہ	
حاضر	:	نوجوان ریسرچ آفیسر	
سلی	:	ریسرچ ڈیپارٹمنٹ میں کام کرنے والی لڑکی	
ہائیلہ	:	خوبصورت بھولی سی لڑکی۔ ریسرچ سے منسلک	
عماد محرم	:	سلی کا تانہ کلپ نو مین میں جلا	
نہج	:	حاضر کی والدہ	
بابا سلیمان	:	حاضر کا والد	

سین 1

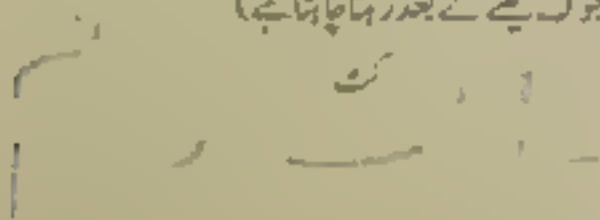
آؤٹ ڈور

دن

(پچھلے سکرپٹ میں بابا عبداللہ کے ساتھ ارشاد اس نتیجے پر پہنچ چکا ہے کہ اب فیملے کا لہو آگیا ہے۔ وہ اپنے دن کی آواز پر فیملہ کرنا چاہتا ہے۔ ارشاد اپنی گاڑی میں بے آیاو سکیسوں میں سے گزر رہا ہے۔ پھر کسی ایسے مقام پر جہاں دور دور کوئی شخص ٹوہاڑتا ہے اور سڑک پر چلنے لگتا ہے۔ بہت دور اسے ایک کھلے میدان میں پھوٹی سی کوغی نظر آتی ہے۔ یہ سین کافی لمبا ہے۔ مختلف موزکات کر رہی ڈرائیو میں کبھی تیز کبھی آہستہ ارشاد کو مختلف زاویوں سے دکھایا جاتا ہے۔ کبھی اس کی کارنگت سی نظر آتی ہے کبھی کیمرو ساتھ ساتھ ہے اور علاقے کی ویرالی کو ریشہ کرنا ہے۔ اس سین کے دوران پیرامیوز کیجئے:

اد دس دن یار دی غل گھڑیا گھڑیا

جو کوغی بہت فاصلے سے دکھائی جاتی ہے زیادہ شاندار ہو کیونکہ یہاں اوکھڑ ہے جس میں ارشاد جوگ لینے کے بعد رہنا چاہتا ہے)



سین 2

آؤٹ ڈور

دن

(کہیں سے آندھی کا شاک شاٹ لیجئے۔ درخت جھول رہے ہیں۔ پانی اٹھ رہے ہیں۔ یہ منہ قیامت فٹے ہونا چاہئے۔ اگر بگولے اڑتے دکھائے جائیں تو اور بھی بہتر ہے)

کٹ

سین 3

ان ڈور

دن چمے

ارشاد اپنے وقت سے کہیں سے کہیں آ رہا ہے۔ اس کا ٹیکل جینس کا کٹ ہے۔ وہ اپنے کیمرو سے نکلتا ہے۔ کیمرو میں رہتا ہے۔ ارشاد اپنے وقت سے کہیں سے کہیں آ رہا ہے۔ اس کا ٹیکل جینس کا کٹ ہے۔ وہ اپنے کیمرو سے نکلتا ہے۔ کیمرو میں رہتا ہے۔

اور طرف ہٹانا چاہتا ہو۔ اس وقت مائیکل جیکسن کا گیت وہاں پہنچتا ہے جہاں وہ بھی مائیکل نے گانا شروع نہیں کیا۔ وہ بلاشوک کے حضور میں آگے بڑھتا ہے۔ اپنے بلن سے سونے کے ذرات پھینکتا ہے اور پھر ان میں غائب ہو جاتا ہے۔ اتنا جلدی دی پر نظر آتا ہے۔ لیکن جس وقت فیوٹی وائی لگتا ہے اس وقت ایچ جیو نے فیوٹی پر نہیں رہتا بلکہ ناظرین کے فیوٹی پر سارا اوجھ آتا ہے۔ جب مائیکل جیکسن غائب ہو جاتا ہے تو پھر وہیں کمرہ ارشاد پکا کمرہ دکھاتا ہے۔ اب ارشاد یکدم سر پکڑ کر قالین پر بیٹھتا ہے اور اس کے دفتر کے فیوٹی پر مائیکل جیکسن کی آواز گونجتی ہے۔ (Remember)

کت

#### سین 4 آؤٹ ڈور - شام کا وقت

(ارشاد اس وقت گالف کی سٹک ہاتھ میں لیے چل رہا ہے۔ اس سے کچھ قدم پیچھے نیڈی پنجرے کا قصبہ اٹھائے ہمراہ ہے۔ وہ گرین کے اس حصے میں ہے جب گیند ہول سے بالکل نزدیک پڑی ہے۔ وہ قریب پہنچ کر Alm لیتا ہے۔ مارنا چاہتا ہے لیکن یکدم رک جاتا ہے۔ کیڈی کو سٹک دیتا ہے اور خالی ہاتھ لوٹنے لگتا ہے۔ کمرہ گرین پر پڑی ہوئی گیند اور ہول کو دکھاتا ہے۔ پھر دور جاتے ہوئے ارشاد پر مرکوز ہوتا ہے۔ جس وقت وہ Alm کرتا ہے ایک Crescendo کے ساتھ آواز سہرا پہر اچھے)

میں دی جاتا جھوک رہا ہمن دی ہل میرے کوئی چلے

کت

#### سین 5 آؤٹ ڈور دوپہر

(آداری ہال کافی نیکل میں ایسے مقام پر جہاں سے سوئچنگ ہال نظر آتا ہو۔ ارشاد ایک قافلے سے آتا ہے اور ایک نیکل پر بیٹھتا ہے۔ ہیرا آتا ہے۔ ارشاد لہذا آواز کرتا ہے اس اور من ٹھہرتے قافلے کی آواز میں یہ قوال جیری راتی

ہے: "نی میں جانا جو گی دے نال" لیکن قوالی آگے نہیں بڑھتی اور اتنا ہی حصہ بہت مدہم جا دی رہتا ہے۔ جب تک ہیر اکھانا نہیں لاتا ارشاد ہو نل سے گرد و پیش اور اس کے گھیر کود کھتا ہے۔ ارشاد کے پراسخت آف ویو سے لوگ آتے جاتے پول میں نہاتے، بیروں کی چلت بھرت، میزوں کا حسن ان ڈور پائنس کی ضد ک' خون کی مدہم کھنٹیاں لڑکیوں کا دھیمادھیمہ ہستار جڑ کر ایسے۔ پھر ہیر اکھانا لاتا ہے۔ ارشاد کے سامنے کھانا پڑا ہے۔ وہ اشتہا سے ساتھ کچھ کھانا ڈالتا ہے۔ پھر پلیٹ پر سے کرتا ہے۔ ایک نوالہ منہ میں ڈالتا ہے۔ پھر جیسے وہ ایسے کھانوں سے ادب چکا ہے۔ اشارے سے ہیر اکو بلاتا ہے۔ غل پر دستخط کرتا ہے اور روانہ ہو جاتا ہے۔ لوپ پر اب تک بہت مدہم "میں جانا جو گی دے نال" نثار ہاتھ اب ایک Crescendo میں "کوئی کے دے نال کوئی کے دے نال" بجاتا ہے لیکن بول آگے نہیں بڑھتے)

موسا کی

سین 6 آؤٹ ڈور دن

(جس وقت ٹیکری میں چھنی ہوتی ہے اور لوگ باہر نکلتے ہیں، کیرہ اس رش کو رجسٹر کرتا ہے۔ بھیر بھاز میں موٹہ مدیل عام اور سلتی بھی نکلتے ہیں۔ جہاں موٹر سائیکلیں پارک ہیں وہاں سلتی اور عام پہنچتے ہیں۔ عام کی موٹر سائیکل پر سلتی بیٹھتی ہے۔ گیٹ سے باہر نکلتے پر ایک بس میں موٹہ سوار ہے۔ وہ کمز کی میں سے ہاتھ نکال کر سلتی کو خدا حافظ کہتی ہے۔ سلتی بھی ہاتھ اٹھا کر اسے خدا حافظ کہتی ہے۔ دونوں موٹر سائیکل پر آگے نکل جاتے ہیں)

کٹ

سین 7 ان ڈور شام کا وقت

(اس غیمت خانہ کی جیت کا سینہ۔ اس قلمت کے اندر اس وقت کلاہم اٹھتا ہے۔ معایہ بند میں صدمہ ہے۔ اب بھی عوامی لڑ رہا ہے۔ کچھ دیر کے بعد

اسے یہ چچ کس اپنے سر ہانے تلے سے ملتا ہے۔ وہ یہ چچ کس لے کر الماری میں  
 پڑے ہوئے تالے کو کھولتا ہے۔ کچھ کپڑے بھر دلتے اور اشیاء اور حر اور حر کرنے  
 کے بعد اسے ایک حقیقی نظر آتی ہے۔ وہ حقیقی کھول کر اس میں سے ایک سو کا  
 نوٹ نکال کر حقیقی احتیاط سے اس میں رکھ دیتا ہے اور تالا بند کرتا ہے۔ اب وہ پھر  
 ہرپلگ کو سوچ میں فٹ کرتا ہے۔ کیمرو اس پلگ پر جاتا ہے۔  
 کٹ

## سین 8 آؤٹ ڈور شام کا وقت

(عامر اور سہلی ان فلیشوں کے نیچے پہنچتے ہیں جن گاڑی کے اوپر والے سین میں کیا  
 گیا ہے۔ یہاں پہنچ کر وہ دونوں ابھر جاتے والے راستے کی طرف چلتے ہیں۔)  
 کٹ

## سین 9 ان ڈور کچھ دیر بعد

(تیار عامر چارپائی پر حرسے سے بیٹھا کیلا کھا رہا ہے۔ اس نے سر پر بیڈ فون لگا رکھا  
 ہے۔ اس کی مٹی میں ٹیپ بھرتا ہے اور حرسے سے سنتا ہے۔ اب کبھی اس کا کندھا  
 جاتا ہے کبھی وہ گھٹنے پر غائب رہتا ہے۔ یعنی وہ موسیقی کو بہت انجوائے کر رہا ہے۔  
 چند لمحوں بعد سہلی اور عامر اندر آتے ہیں۔ سہلی پرس اتارتی ہے۔ دفتر کی چادر  
 پھینک کر دوپٹہ پہنتی ہے۔ جوتے اندر کر نیچے پاؤں بھر نے لگتی ہے۔ اس دور ان  
 وہ تیار حکیم کو سلام کرتا ہے۔ وہ نہیں سنتا۔ عامر سہلی کے ساتھ باتیں کرتا  
 رہتا ہے۔ ساتھ ساتھ ایک۔ ساتھ ساتھ کر بیٹھے بھی اٹھتا ہے۔)  
 سہلی عامر کے ساتھ بیٹھتی ہے

(تیار عامر کے ساتھ بیٹھتا ہے۔)

(تیار عامر کے ساتھ بیٹھتا ہے۔)

(تیار عامر کے ساتھ بیٹھتا ہے۔)

(تیار عامر کے ساتھ بیٹھتا ہے۔)

اس کا پس چلا تو بارہتی بابا کو کچا کھا جاتا (ادنی) عظیم تاپا اور حویلی کے گئے تھے آپ؟  
 تاپا: (ڈراسا بیڑ فون ایڈر کر) کبھی آرام سے قوال بن لینے دیا کرو۔ اور مگر میں پاؤں رکھا  
 اور ہر ہر قول بچا دی۔

عامر: یہ کیا قنول چیز ہے دی ہے تم نے تپائی کہ سارے کا حویلی سے گئے۔ و حویلی کے  
 گئے تھے تپائی و حویلی کے؟

عامر: بولتے آدمی کے انٹرسٹ ہی کتنے ہوتے ہیں تپائی! اچھا اب تمہیں انٹرسٹ نہیں  
 کرنا پڑتا۔ سنو دو۔

تپائی: پھر بھی عامر۔۔۔ اوپر سے Cells کا بھی خرچہ کرنا پڑے گا۔ ہر قمرے دن ایک یا  
 بیٹا

عامر: کیا بات ہے! آج تمہارا سوشل ٹیک نہیں۔

(تپائی اندر دے کر۔۔۔ میں جاتی ہے تپائی یہ فون لگتا ہے)

تاپا: اور ان کیلا کھالے۔۔۔ (لوہ کھایا کیلا آخر کرنا ہے)

عامر: نہیں تپائی! ٹھیک ہو!

(تپائی الجھ کر آدھ کھایا کیلا۔۔۔ مرنے سے لے جانے کی دھنش کر رہی ہے۔)

عامر: (انھیں سے کہتا ہے)۔۔۔

تپائی: تیری ٹیکسٹری میں کوئی مجھے دکاڑوں کی روحانی نہیں بنتی؟

عامر: بہت روحانیاں تپائی! تم کریں۔۔۔ کئی روحانیاں۔۔۔

تاپا: بس مجھے جب تمہیں ہو جاتی ہے کاکا تو ہر کوئی کام نہیں سوچتا۔ سو فٹ چمکتا ہوں

پوچھنے کا پانی نکال کر چلا ہوں۔۔۔ یہ دیکھ لو کہ بنا کر رہی ہے پر افاقہ کوئی نہیں۔ نہیں

کتنی ہی نہیں۔

عامر: پر حویلی سے تمہیں کے لیے کیا بھی روحانی ہے۔ پہلا Batch تیار ہوا ہے کھانا بابا

تاپا: اچھا تو وہی دہرا رہی تمہیں صاف کھا جائیں؟

عامر: کھانے والی ہوں یہ تپائی۔۔۔ خرید کر۔۔۔ توں کا۔۔۔ ہمیں تو آسانی سے اسٹانڈ مل

جائے۔

تاپا: ناں میں ایسے چمکے غریب کر کے کی روحانی ضرورت نہیں۔ میں چمکے سے بھڑکی سب

میں اور۔۔۔ مگر سائیل پڑا اس چمکے کی سہمی تو نہ نہیں ختمہ اس کو اچھا داری کا بیجہ

ہو چکا ہے۔





عامر: (تنبیہ کے ساتھ) سلٹی Stop it at once, please stop it  
(شہ پا کر تباہی میں آتا ہے)

تایا: لے میں چلا جاتا ہوں۔ تیری یہی منشا ہے تو لے ابھی لے۔۔۔ اس گھر میں تو کوئی بیٹھ کر  
قوالی بھی نہیں سن سکتا۔ گھرتہ ہوا، تنہا ہو گیا۔ کیا ہو گیا ایک ناکارہ پھر مارنے  
والا پلگ ان سے لے آیا۔۔۔ دن میں دو ڈھائی ہزار کا سودا بیچتا ہے۔۔۔ ایک اس مہوٹی  
کی چیز سے اسے کیا فرق پڑ جائے گا۔۔۔ صابری کو (غصے کے عالم میں چلا جاتا ہے)

عامر: بھگادیا تباہ کریم کو!  
سلٹی: تم بھی مجھے ہی الزام دو عامر۔ سب مراد ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں ہم کجنت  
عورتوں کو یہ کام بھی نہیں آتا۔ کسی دکان سے چر اگر لائے ہیں۔۔۔ میں جانتی ہوں  
کلب ٹوینک ہیں اور یہ عادت راسخ ہو چکی ہے۔

عامر: (محبت سے) قصہ تھوک دو۔۔۔ درگزر کرو اور اب تیار ہو جاؤ۔

سلٹی: کیوں۔۔۔ میں کیوں تیار ہو جاؤں؟

عامر: وہ جو سنور میں کام کرتی ہے۔۔۔ لمبی سی 'نوفو' وہ چہرے والی۔۔۔

سلٹی: موندہ مد مل!

عامر: وہ۔۔۔ اور تائیلہ اور سجاو۔۔۔ میں اور تم ہم سب باہر جا رہے ہیں۔۔۔ 'Chinese'

سلٹی: مجھے کوئی شوق نہیں کہ پہلے میں پیسے پول کروں اور پھر ڈر کھانے جاؤں اور شام کو بھی  
وہی چہرے دیکھوں جو سارا دن بھوت بن کر ڈراتے رہے ہیں۔

عامر: ٹیکسری میں کہتا تھا وہاں تو تم پیش پیش تھیں کہ ٹھیک ہے۔

سلٹی: وہاں تھی اب نہیں ہوں۔ میری مرضی!

عامر: چلو آج میری خاطر سکی۔

سلٹی: میں کسی کی خاطر جینے کو مرنے سے بدتر سمجھتی ہوں۔ حرام موت! You may go

Amor.

عامر: تمہیں مجھ سے محبت نہیں۔۔۔؟

سلٹی: محبت اور چیز ہے مرضی اور شے ہے۔۔۔ تھ امان!

(عامر چلا جاتا ہے۔ سلٹی پھر دھڑک دھڑک کر بھٹکتی ہے)

## سین 10 ان ڈور رات

(کھانے کا بکرا کرہ جس میں لمبی کھانے کی میز ہے۔ یہ بکرا کرہ ڈاکٹف کم ڈرائنگ روم ہے۔ کمرے کی زیبائش داخلی درجے کے سویڈش فرنیچر سے کی گئی ہے۔ خوبصورت صوفے پر وہ ان ڈور بلائیں اور داخلی قسم کی آرائشی چیزیں ہیں۔ ہاں اور پینا لمبی میز پر بیٹے کھانا کھا رہے ہیں۔ ہاں سوپ پنا رہی ہے لیکن ارشاد نے سوپ پلیٹ دور کر رکھی ہے۔ جب کمرہ کھلتا ہے تو اس وقت ارشاد کے سامنے میز کا وہ حصہ کھڑا پ میں ہے جس پر ایک چھری اور ارشاد کا ہاتھ نظر آتے ہیں۔ وہ ہاتھ سے چھری کو گھماتا ہے۔ کمرہ اوپر اٹھتا ہے۔ اب ارشاد نظر آتا ہے۔ وہ غور سے دیکھتا ہے کہ چھری کس سمت میں ٹھہرتی ہے۔ کمرہ اٹھ کر سارا منظر دکھاتا ہے)

ارشاد: دیکھ ماں۔ میں نے آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولا کم از کم تیرے ساتھ لیکن دوبار میں بھی چوک گیا۔ ایک بار تجھے یاد ہے جب ہم داتا دربار کے پچھوانے سے رہتے تھے اور اپنی منزل میں۔۔۔

ماں: وہ تو بڑی پرانی بات ہے ارشاد! ارشاد: ہمارے مسائل میں کچھ بڑی فردوس بنانا تھا۔ میں نے اس کا کیوڑ چاہا تھا۔ اور تجھ سے میں نے کہا تھا کہ میرے دوست امجد نے تجھ دیا ہے۔

ماں: (سوپ پنا چھوڑتی ہے اور دل میں پورے پندرہ گنتے کے بعد پوچھتی ہے) اور دوسرا؟ ارشاد: دوسرا جھوٹ۔۔۔؟

ارشاد: دوسرا ایک اسے میں بولا تھا میں تیرے ساتھ نہیں کسی اور کے ساتھ۔۔۔ وہ نامب جمیلہ اور اس کا گھر نہ نہیں آیا تھا ہمارے پاس چوکی۔۔۔ سو گروں کی حویلی میں۔۔۔ اور گروں کی حویلی میں یہ تو دور بھی پرانی بات ہے۔

ارشاد: ہاں کی ایک پرانی نہیں تھی نہ رہ۔۔۔

ماں: ہاں۔۔۔ جس نے انہیں کہاں سے کہا ہاں نہ تو کب تک۔۔۔

ارشاد: ہاں۔۔۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں دی ہوں۔۔۔ ہاں۔۔۔ کیا کرتی تھی۔

ملفوظات :

اس کل والی ڈوروہ کے ساتھ میں نے جھوٹ بولا تھا میں دوسرا جھوٹ۔  
(دو بارہ چھری گھماتا ہے اور پھر اس کے رکنے کی طرف دیکھتا ہے۔)

کیا کہا تھا تو نے اس سے ؟

میں نے کہا تھا کہ --- میں نے اس سے کہا تھا کہ میں نے بھی قرآن فہم کیا ہوا ہے  
حالانکہ میں زیادہ پیارہ پڑھ کر چھوڑ گیا تھا۔

تجربہ کیا ہی نہیں تھا اتنا بڑا جھوٹ بولنے کی ؟

ویسے تجربہ یاد آ گیا میں اس کا چہرہ --- ڈوروہ کا ؟

پتہ نہیں کس زمانے کی باتیں کر رہا ہے !

(ارشاد اور افسوس کرا رہا ہے۔ پھر سب کے آگے جا کر ہاتھوں کو سامنے لگانے لگتا ہے ہاتھ دھو رہا ہے اور سب کے اوپر گئے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھتا ہے۔)

جب ہم بالکل غریب تھے اس تو اس وقت میں یہ سوچا کرتا تھا کہ اگر میں زندگی میں دس

لاکھ روپے بنا لوں گا --- ایک مرتبہ --- تو پھر ریٹائر ہو جاؤں گا بیٹ بیٹ کے لیے !

بیٹ بیٹ کے لیے کیوں ؟

زندہ رہنے کے لیے ماں --- زندگی انجوائے کرنے کے لیے۔ (طبیعی فہمی کے ساتھ)

لیکن پچھلے سال جب میں نے اپنے اکاؤنٹس دیکھے تو مجھے پتہ چلا کہ میں دس لاکھ روپے

سے کم کم زیادہ ہمارے ہوں --- ہر مہینے میں --- ماہوار --- پھر میں نے اپنے لیجر کھاتے

اکاؤنٹ جس بند کر کے اکاؤنٹس مینجر سے کیا افضل صاحب اب آپ جانتے ہیں۔

پھر ؟

پھر میں نے اپنی زندگی کی طرف توجہ دی اور وہیں کر سی پر بیٹھے بیٹھے اپنی زندگی کے

اندراج بنائے کر دیکھا تو میری آنکھیں جھرا گئیں۔ میں نے دیکھا کہ میں تو کب کا فوت

ہو چکا ہوں اور مجھ میں زندگی کے کوئی آثار باقی نہیں ہیں۔ میں اپنے سامنے فوت ہو اڑا

تھوڑی اپنی بیٹ کے لیے کچھ کر سی نہیں سکتا تھا۔ وہ بت اسے لڑ بھڑی

تھی۔ منہ میں غائب نہیں کرتا ہے ارشاد !

ایک بار میں نے چارک بس سڑک پر غارت پر مجھے ایک سیکسٹر وہاں ملا تھا وہ اپنے آپ کو

نہایت تھکا ہوا اس کی عمر تو کافی تھی لیکن وہ ساتھ ساتھ مجھ سے زیادہ کا نظر نہیں آتا تھا۔

میں نے اسے سہارا دیا اور ساتھ کی بلیکریں دیکھ کر کہا تھا کہ ایک بات یاد رکھنا ! اپنے

آپ کو شہرت، دولت اور مہموری کی حضور کی مٹی دے کر اس کے غلام نہ بن جانا۔۔۔۔۔  
 کیونکہ۔۔۔۔۔ کسی دن۔۔۔۔۔ کسی نہ کسی دن تم کو اپنی زندگی میں ایک ایسا آدمی ضرور ملے گا جو  
 ان چیزوں میں سے کسی کی بھی پروا نہیں کرنا ہو گا۔ اس وقت تمہیں پتہ چلے گا کہ تم کتنے  
 غریب اور عطلس ہو۔۔۔۔۔ خالی اور بے کار ہو۔

پھر ملازم کو کوئی ایسا آدمی؟

ہاں ملازم۔۔۔۔۔ خوب ملا۔۔۔۔۔ اور بہت غریب ہو کر ملا۔

مکت

## سین ۱۱ آؤٹ ڈور دن

(یہ سین بنانے سے پہلے اندھی یا گولے لانے کا سحر لگایا جائے۔ پھر کوئی ایسی جگہ  
 تلاش کیجئے جہاں لٹی و دق صحرائی کیفیت ہو۔ زمین چٹلی ہوئی ہو اور جس میں  
 جا بجا راستہ گم ہو جائے۔ اس محلے میدان میں گھانٹیاں اور ٹھیب اتارنے گھرے ہیں  
 کہ قد آدم آدمی تر کر گم ہو جاتا ہے اور زمین کی سطح سے نظر نہیں آتا۔)

ایک ناملے سے ڈاکیہ محمد حسین آتا ہوا نظر آتا ہے۔ جب ڈاکیہ کمرے کے  
 سامنے سے گزر جاتا ہے تو کیمرو تھوڑی دیر کے لیے ڈاکے کو پشت سے دکھاتا  
 ہے۔ کمرہ دور درختیں بکریاں ایک گھائی میں تڑپ رہی ہیں۔ ڈاکیہ بھی ان کے ساتھ  
 ہی گھائی میں تڑپتا ہے۔ بکریاں اور ڈاکیہ دونوں کمرے کی نظر سے اوجھل  
 ہو جاتے ہیں۔ اب گھائی کی دوسری جانب کیمرو رکھا جاتا ہے۔ آہستہ آہستہ  
 گھائی سے کمرے کا پورا پورا پورا چہرہ آتا ہے اور ان کے پیچھے چہرہ ادا عبد اللہ  
 کمرے کو شہر آتا ہے۔ وہ کمرے کے سامنے سے گزر جاتا ہے۔ اب کیمرو  
 سے ٹھیب یعنی گھائی کو دکھاتا ہے۔ جس میں ڈاکیہ اور اس کی ساتھی ہیں  
 کیمرو ان کے بعد کیمرو چہرے کو فلو کر رہا ہے۔ وہ کافی دور نکل گیا ہے اور  
 ایک دوسری گھائی میں تڑپتا ہے۔ ساری بکریاں اور چہرہ ادا گھائی میں تڑپتے  
 ہیں۔ اب ایک بکری باج رہی ہے کیمرو اس بکری پر نکل ہو رہا ہے۔ چہرہ  
 دیکھ کر کیمرو ہنسی ہے۔ کیمرو آہستہ آہستہ اس کی طرف زوم کر رہا  
 ہے۔ کیمرو آہستہ آہستہ بکری کی طرف آہستہ آہستہ پہنچتا ہے اور اس کی پٹائی کر رہا



وجہ سے تم سارے شجر سے لڑتی ہو۔

ناکیلہ: تمہیں پتہ نہیں ناں کہ میرے ماں باپ کیسے قصائی ہیں۔ بخار بھی ہو تو کام پر بھیجیں گے ضرور۔

سلٹی: چلیں آپ انصاف کریں مومنہ!

مومنہ: ناں جی میں کچھ ایسی انصاف پرست نہیں ہوں۔ مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا انصاف والا۔ میں کبھی اپنے آپ سے بھی انصاف نہیں کر پاتی۔

سلٹی: مومنہ! میرے پیرئیں سرگودھا میں رہتے ہیں۔ اور تو کرنی مجھے یہاں ملی۔ اب اگر میں لوکری چھوڑ کر سرگودھا چلی جاؤں تو میرے دو چھوٹے بھائی تعلیم کیسے حاصل کریں؟ اور میرا بڑا ہاتھ کس کے پاس رہے؟

ناکیلہ: اب تم اپنے چالاک بڑھے کی داستان لے کر نہ جھجنا۔ وہ تمہاری غلطی تھی کہ عکرم تیا کو انگلی سے پکڑ کر ساتھ لے آئیں۔

سلٹی: اور میں انہیں وہیں چھوڑ آتی بازار میں۔۔۔ لوگوں میں گھرا ہوا۔ پھر مار رہے تھے انہیں لوگ۔

مومنہ: ہائے کیا ہوا؟

سلٹی: کچھ نہیں مومنہ! میرے تایا جی کو گھر سے نکلے کئی سال ہو گئے تھے اور ان کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ اچانک ایک دن میں نے انہیں بازار میں دیکھا۔ بڑی بھیڑ مٹی اور لوگ تیا عکرم کو گالیاں دے رہے تھے۔۔۔

ناکیلہ: پادری بات بتا۔ اب شرمایکوں رہی ہے۔

سلٹی: شرمایا کون ہے! میرے تایا جی کاپ نو میک ہیں۔ دکانوں سے چیزیں اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن میں تو وہ میرے تایا جی ناں! انہیں لوگوں کے تو حوالے نہیں کر سکتی تھی۔ کیوں مومنہ؟

مومنہ: کر بھی سکتی تھیں مگر نہیں بھی کر سکتی تھیں۔

سلٹی: آپ تایا عکرم کو چھوڑ آئیں بازار میں؟ اکیلا۔۔۔؟ پھر تمہیں کھانے کو!!

مومنہ: آج سے آٹھ سال پہلے ضرور چھوڑ آتی تھیں آج شاید میں بھی انہیں ساتھ لے آتی۔ ناکیلہ: اسی کا تو دل خراب ہے۔ انہیں بھی حراسے میں رہتی تھی! تایا اٹھا لاتی۔۔۔ اسے تو شوق ہے سیتھیں پانے کا!

سلٹی: اور مجھے ناکیلہ۔۔۔ مجھے شوق نہیں جمیلوں کا! نمٹوں کا! میزخوں کا۔



- مومنہ: اچھا بھائی آپ لڑتی کیوں ہیں۔ آئیے تائیلہ چائے پیئیں۔
- تائیلہ: لڑتی کہاں ہیں جی، یہ تو ہمارا پیار ہے۔ ایسے ذرا انگریزیشن نکل جاتا ہے۔
- سلٹی: آپ کے ہر بند کا کیا حال ہے جی؟
- مومنہ: (حیرانی سے) ہر بند؟
- سلٹی: عدیل صاحب کا؟ اب بخار کیسا ہے؟
- مومنہ: ٹھیک ہے اب تو فوراً پر گئے ہوئے ہیں چودن سے۔
- تائیلہ: آپ کے تو مزے ہیں۔۔۔ دوہری تھوڑی۔۔۔ شوہر لگ آفر کرنے کو۔۔۔ عیش عیش ہیں۔ ہمیں جو ملتا ہے قصائی۔۔۔
- سلٹی: تو تمہیں کس نے منع کیا ہے شادی سے؟ تم بھی نک آفر ہو جاؤ۔
- تائیلہ: (باہر جاتے ہوئے) اللہ کرے کسی دن تو بھی پھنس جائے کسی جنجال میں۔
- (تائیلہ پٹاخ سے دوازو بند کر کے باہر جاتی ہے)
- مومنہ: تائیلہ تو بہت پریشان ہے۔ کیا ہوا ہے اسے؟
- سلٹی: بس جی ایسے ہی ہے۔ آپ بات تو نہیں کریں گی کسی سے؟ میں آپ کو اس لیے بتا رہی ہوں کہ آپ اس کے لیے دعا کر دیں۔
- مومنہ: ہاں بھی ضرور دعا کروں گی دعا کیوں نہیں کرتی۔
- سلٹی: ایک شادی شدہ آدمی ہے۔ (قریباً سرگوشی میں) یہ اس سے شادی بھی کرنا چاہتی ہے اور اس کی بیوی پر ترس بھی کھاتی ہے۔
- مومنہ: ہائے نہیں اسے منع کرو سلٹی!
- سلٹی: آپ کسی کو جتنا نہیں۔۔۔
- (اب وہ مومنہ کے کان میں سرگوشیاں کرتی ہے۔ مومنہ حیرانی سے سخت ہے)
- کت

دن

آؤٹ ڈور

سین 14

(ایک بہت ہی جزیل جھڑکاشات جس میں طوفانِ فوج کی آمد نظر آتی ہے۔ کرما  
تی دے اس پر ارشد کو چتا ہو رہا ہے۔ پھر کرنے کے شائیں)

کت

## سین 15 ان ڈور شام کا وقت

(عامر اپنے دیہاتی گھر میں چارپائی پر بیٹھا ہے۔ چوہے کے قریب عامر کی ماں ٹیٹھی روٹی پکا رہی ہے۔ سامنے والی دیوار کے پاس چھوٹی سی چوکی پر بابا بیٹھا ہے۔ یہ ایک انتہائی پاکیزہ روح ہے۔ وہ چہ فی پر دعا گاہ لپیٹ رہا ہے)

ماں: لے پکڑ۔۔۔ کھا!

(عامر ان مانے جی سے چھاب اور پیالہ پکڑتا ہے۔)

عامر: جی ماں! میرا جی نہیں چاہتا۔

ماں: کھالے عامر اگر بیلوں کا بورد پکایا ہے میں نے آج تیری پسند کا۔

بابا سلیمان: نہ زور دینی چاہیے۔۔۔ اب وہ آدھا شہری ہو گیا ہے۔ تجھے کیا پتا اسے کیا اچھا لگتا ہے کیا برا!

ماں: میں ماں ہوں اس کی۔۔۔ مجھے پتا نہیں اسے کیا پسند ہے کیا پسند نہیں۔

بابا: اونٹ بھلی لوگ! پسند بدعتی بھی تو رہتی ہے۔ آدمی کوئی پتھر تو نہیں ہوتا۔

(عامر ان مانے جی سے کھانا کھاتا ہے۔)

عامر: دور اصل ماں میں نے کھانا کھالیا تھا شہر میں۔۔۔

ماں: سودھ تجھے کہا ہے ہونٹوں میں پتھر نہیں کیا گند مند پکارتے ہیں گھر کا کھانا کھایا کرو۔

بابا: کمال ہے تمہیں تیرا بھی! تو تو رب کو بھی دو چار مشورے دن میں دے آیا کرے جو بس چلے تیرا۔ آج ہوا چلا دے! آج ہادش روک رکھ! اتنی گرمی کی کیا ضرورت ہے۔ عامر کی زندگی ہے اسے گزارنے دے بھیلنے لو کہ اس کی زندگی نہ گزارے جا۔۔۔

ماں: اور شادی بھی اس کی مرضی کی کروں۔۔۔! ہیں ہاں؟

بابا: ہاں! کیا۔۔۔ اس نے رہتا ہے ساتھ کہ تو نے؟

ماں: ساروں تو میں نے ہی بنا ہے سلیم!

بابا: کون جانے یہ دونوں ہی شہر چلے جائیں! یہ دونوں ہی پاس نہ رہیں ہمارے۔۔۔؟

ماں: لے کھلی ایسے ہو سکتا ہے بھلا! میرا بیٹا بھی آنکھوں کے سامنے رہے گا ساری عمر۔

بابا: سو فیصد مجھ کو بات مند سے نکالا کر۔۔۔ رضیہ! مٹی میں چار بچے لے کر تیری آنکھوں کے

سامنے صاب خوش ہے جو عرصہ عامر میرے پاس۔

(عامر باپ کے پاس جانر بیٹھا ہے۔ باپ محبت سے اس کی گل بہانہ بھیجتا ہے۔)



لیکن اب ہم دونوں میں جدائی ہوئے والی ہے۔ ہم دونوں مری جا رہے ہیں۔ قدرت کے نگارے دیکھتے جا رہے ہیں۔ میں تو آجائوں گا واپس، لیکن تو وہیں رو جائے گا۔  
 اکیلا مجھے یاد کرتا۔۔۔

(آنکھوں میں آنسو آتے ہیں۔ الماری میں حسیلی رکھا ہے۔ بچ کر کے تالا لگاتا ہے)

گفت

سین 17 آؤٹ ڈور شام کا وقت

(فلٹ کے قریب جہاں ایک کرائٹ میں ٹیلیوں کی پوری عمارت نظر آ رہی ہے۔  
 سلنی اور عامر بیچ پر بیٹھے ہیں۔)

پہلے نہیں کیوں پرایسے ہے۔ تمہیں یہ بات accept کرنی پڑے گی عامر؟  
 سلنی یہ تو بڑی ان ریجن پہل بات ہے سلنی۔  
 بس ہے! جب کوئی مجھ پر دباؤ ڈالتا ہے اپنی مرضی کرانا چاہتا ہے تو پھر مجھے بڑا غصہ چڑھتا ہے۔۔۔۔۔ انا کہہ جاؤں۔۔۔۔۔

جو تم سے محبت کرتا ہو اس کی بات بھی بوجھ ڈالتی ہے؟  
 سلنی سب سے زیادہ تو امی کی بات کا دباؤ پڑتا ہے اور وہ مجھ سے اتنی محبت کرتی ہیں۔۔۔۔۔ اتنی محبت کرتی ہیں۔۔۔۔۔ اتنی اتنی۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔ عامر پھولا، اس بات کو۔۔۔۔۔

مہر دیا  
 عامر ہاں میں تمہیں آج نکلے کھلاؤں۔

کس خفی میں؟  
 سلنی آج تو نہیں ملتا ہے۔

نہیں! تو نہیں۔ آئی مجھے جلدی گھر پہنچنا ہے۔ اے کوڈاکٹر کے پاس لے کر جاتا ہے۔  
 عامر کل رات وہ بیٹھا باپ سے ساری رات۔

تم بھی میری غرضی میں شامل نہیں ہوتے۔ بیٹھو تمہیں اپنے ہاوا بلی کی پڑی رہتی ہے۔  
 سلنی مجھوتی ہے؟

نہی مجھوتی نہیں۔ تم بیٹھو اپنے رستے ہو۔ بیٹھو اپنی منوات ہو۔ کبھی مہری نہیں

مانتے۔ یہ تمہاری پرانی عادت ہے۔

کل سنی!

عامر:

سلٹی:

کل کیا ہے میرا سوڈ نہ ہو۔۔۔۔۔ میرے پاس پیسے نہ ہوں۔۔۔

(اس وقت ایک دس بارہ سال کا بچہ بھگتا آتا ہے۔)

لڑکا:

باجی جی۔۔۔۔۔ باجی جی تایا نکرم کو کچھ لوگ ٹھیرے کھڑے ہیں۔ وہ مون مارکیٹ کے پیچھے

جی۔۔۔۔۔ بڑے لوگ جمع ہیں۔۔۔۔۔

(دونوں بھاگ کر شوٹر سائیکل پر چڑھتے ہیں۔)

نت

## سین 18 آؤٹ ڈور کچھ دیر بعد

(مارکیٹ کے پھوڑے ایک مجمع جمع ہے۔ نکرم تایا اونچی اونچی ہیر کار ہا ہے اور

ظاہر یہ کر رہا ہے جیسے وہ پاگل ہے۔)

دکاندار 1: باجی ایہ سوٹر آپ کے پاس کیسے پہنچا؟

تایا نکرم: ڈول چڑھدیاں ماریاں ہیر چیلوں۔

دکاندار 2: یار بابے کا دامغ خراب ہے۔ چھوڑ دے۔ تیرا سوٹر مل گیا بات ختم ہو گئی۔

دکاندار 1: کوئی پہلی بار ہے کوئی پہلی بار ہے۔ اب تو میں اسے کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ پتہ لگ چکا

ہے اسے۔۔۔۔۔ سمجھ آ جاتی ہے۔ سوٹر چراتے کیسے ہیں۔

(اب دور سے عامر اور سلٹی بھاگتے آتے ہیں۔)

سلٹی: کیا ہوا۔۔۔ کیا ہو جی؟

دکاندار 1: اسی بابہ نے میری دکان سے سوٹر چرایا ہے پوری آستینوں والا۔

سلٹی:

کون تایا کیا بات ہے۔ آپ ٹھہر نہ کریں۔ یہ مجھے تایا کی ہیں۔ میں پیسے ادا کروں گی۔

آپ پلیز انہیں چھوڑ دیں۔

(تایا ہیر کا مجمع میں سے نکل جاتا ہے۔ نیرہ اسی نوٹوں کو کرتا ہے۔)

نت

19 جنوری

## انڈور

ول

ارٹھادو فتر میں بہت معروف ہے۔ وہ فاطمیں دیکھتا ہے۔ اٹھ کر الماریوں میں سے سامان نکال کر صوفے پر رکھتا ہے جیسے وہ کہیں جانے کی تیاری میں ہو۔ سامنے ہونٹ نعل کھڑی ہے)

موت۔ سر سوری میں اپنے چھوٹے چھوٹے پروگرام کے لیے آپ کو تنگ کرتی ہوں، وقت بے وقت۔

ارشاد: اب کیا ہوا؟

مومنہ مجھے آپ کے وقت کا خیال رہتا ہے سر! آپ کی طبیعت پر مجھ پر تاہو گا۔ آپ کا وقت ضائع کرتی ہوں سر۔

اور شاہد: یونہی کہ نہیں مومن۔۔۔۔۔ مومن عدل میں جو تم کو سب سے عہد و عقد دے سکتا ہوں،  
 وہ میرا امت ہی ہے۔ بلکہ یہ واحد عقد ہے جو میں کسی کو بھی دے سکتا ہوں۔ قیمتی ترین  
 عقد!

موت: فیضی خاندان

ارشاد: اگر میں تم کو کچھ ترچھے کے طور پر دلوں تو یقین رکھنا۔۔۔

مومن: عسا آپ کی ساری رقم لوں، اس کی سزا ایک ایک پیرہہ۔۔۔۔۔ ان دنوں میرا ہاتھ تنگ ہے  
 زور

میں نے وہاں کی بات سب کچھ۔ میں سوچ رہا تھا کہ اگر میں تم کو کچھ رقم قرضے کے طور پر دوں تو اصل میں تمہیں مجھ اپنا وقت عطا دے رہا ہوں۔۔۔۔۔ اور وقت جس میں لگ پٹ کر میں نے یہ تحریر بنائی۔

مقدمہ وقت بخیر

مرشد وقت قیامت ہی تو نہ ملے گی۔ جب وہ لوگوں کی کسی کو قتل کرتا ہے تو اس سے اس کا وقت ہی تو بچتا ہے۔ تو پھر نہیں لگاؤ۔ وہ سال او میں سے نو گھنٹیاں بچیں لیتا ہے جو اس نے کھانے کئے تھے۔ ان کی سال تھیں۔ سال بچاؤں سال جو اس نے گزارے تھے اسی وقت صحت پاتے تو کل۔۔۔ تو پھر نہیں لیتا۔

*L. ...*

وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔

کر رہا ہوں۔۔۔۔

مومنہ: (گھبرا کر) سچ سر؟ سچ۔۔۔!

ارشاد: میرا وقت تمہارے ساتھ ایک نو۔ شفت ہے۔ تمہیں اس کا حیان کرنا چاہیے۔

مومنہ: کروں گی سراسر اول سے دھیان رکھوں گی ماری عمر۔۔۔ ساری زندگی۔

ارشاد: Anything Else?

مومنہ: سر آپ سے ریکورڈنگ بھی ایک۔۔۔

(ارشاد ہپ پاکنٹ سے پرس نکالتا ہے۔)

ارشاد: کتنے؟

مومنہ: نہیں سراسر پہلے میں نے آپ کا ہزار روپیہ دینا ہے۔ مجھے پیسے نہیں چاہئیں۔

ارشاد: تو پھر؟

مومنہ: دینی دفتر میں کسی کو علم نہیں کہ نہ میں مجھے چھوڑ کر چاچا ہے میں نے سب کو بتایا ہے کہ

وہ اور میں اکٹھے رہتے ہیں۔

ارشاد: لیکن کیوں؟ آپ لوگوں سے سچ کیوں نہیں دیتیں؟

مومنہ: دینی ہذا مشکل ہے سراسر اپنی دھند میں چھوڑ دیتی ہیں اگر جبراً موجود نہ ہو۔۔۔ لوگ

خواہ مخواہ بولتے ہیں۔ (فون کی گھنٹی بجتی ہے) آپ کسی سے انکار نہ کرنا چاہیے!

ارشاد: (فون پر) ٹھیک ہے۔ سارے لیگل ڈائونٹمنس تیار ہیں۔ فنانس۔۔۔ فنانس۔۔۔ فنانس۔۔۔

میرا انتظار کریں۔ میں گھری جا رہا ہوں ابھی فلیکٹ کر لوں گا۔

(فون رکھ کر پھر مومنہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے)

ارشاد: جب میں تم کو اپنا وقت دیتا ہوں مومنہ تو یہ لمحہ ایسا قیمتی ہے کہ اس کو بھلا دینا چاہتا ہوں۔

مومنہ: لیکن اتنا ہی قیمتی ہے کہ اس کی توثیق ہو اور نہ ہی وہ محمد کسی اور کو دیا جاسکتا ہے۔ نہ کسی اور کے

Endorse کیا جاسکتا ہے۔

مومنہ: میں تو آپ کا سختی کی اور کو دکھانے تک نہیں رہا۔۔۔!

ارشاد: بس جس نے اپنا وقت دیا مومنہ اس نے نہ صرف اپنی زندگی مجھے دی بلکہ ایک چیز عطا کی

جو کسی اور کو دی نہیں جاسکتی۔ عمر بھر ایک دو سرے کے دوپٹے لال بدل لیا کرتی ہو

ہاں لیکن یہاں ایک شخص نہیں۔ مسودہ لکھ دیا گیا ایک لمحہ جو محمود کے لیے ہے اور صالح کو

نہیں دیا جاسکتا۔

مومنہ: مجھے لگے یہ سب سے بڑا عراز ہے مگر کہ آپ۔۔۔

ارشاد: (ایک کاغذ اٹھا کر پڑھتا ہے۔) پھر اسے آہستہ آہستہ پھاڑتا ہے) تمہارا اعطا کردہ ایک لمحہ میرے لیے سب سے بڑا اعزاز ہے کہ جب ہم اکٹھے مل کر ایک ایک لمحے کا تبادلہ کرتے ہیں تو اس وقت ہم دونوں نے اپنا اپنا لمحہ ساری دنیا سے چھ لیا ہوتا ہے۔

مومنہ: ساری دنیا سے چھ لیا ہوتا ہے؟

ارشاد: ساری دنیا سے۔۔۔ سوری ہانگ کر۔۔۔ beg your pardon! کہہ کر۔۔۔ سوری اور لڈا! اس وقت میں یہ لمحہ مومنہ کو دے رہا ہوں اور تمہاری طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔ تم بھی کہتی ہو سوری: نیا۔۔۔ میں اس وقت یہ منت اپنے سر کو دے رہی ہوں اور تمہاری طرف توجہ نہیں دے سکتی۔

مومنہ: میں تو اپنے سر کو دینے کے لیے خدا سے اتنا ناغم مانتی ہوں۔۔۔ اتنا ناغم کہ اس کے حدود حساب اور منتی شمار۔۔۔

ارشاد: (بہس کر اٹھتے ہوئے) اور خدا کے باں ناغم ہی نہیں۔ وازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ تہ لزل کو نام کے چوکھٹے میں فٹ کر بیٹھے ہیں نہ ابد کو ناغم سے جا بچا جاسکتا ہے۔ یہ اور ہی سمجھ میں نہ آنے والی بات ہے۔ اسے بگ بینک والے بھی نہیں سمجھ سکتے۔ سب چیزیں فنا ہو جائیں گی ایک دھب کا چرور رہ جائے گا۔

مومنہ: بس سر اس سے آگے میں کچھ سمجھتا بھی نہیں چاہتی۔ (فون کی گھنٹی بجتی ہے)

ارشاد: میں جی ایک حد کے بعد کچھ نہیں سمجھتا۔ یہاں بھی ہم ساتھ ہیں نا سمجھ ہیں۔۔۔ (آہستہ آہستہ آواز ہوں) تمہیں جانا ہے۔ آگیا بھی۔ آگیا۔۔۔ لو مومنہ خدا حافظ! آلہ دی بیٹ!

(مومنہ زخم لب خدا حافظ کہتی ہے۔ ارشاد جلدی سے چلا جاتا ہے)

انت

سین 20 ان ڈور رات

(ارشد کا خوبصورت عمارت اور کمرہ میں بڑی شین سے صوفے پر بیٹھی ہے۔ ارشاد کھڑکی کے سامنے کھڑا پایہ دیکھ رہا ہے۔ ٹیبل زور سے گزرتی ہے۔)

ارشاد: ٹیبل نہیں دیکھ رہی ہے۔



(حیران ہو کر) بجلی؟ کہاں؟

میں آپ کو بتانا چاہ رہا تھا کہ شہر سے دور میں نے ایک چھوٹا سا گھر خرید لیا ہے۔ اس میں ایک لیبارٹری ہوگی تھوٹی سی۔ میں ریٹائر ہو گیا ہوں حسبِ جاہ سے۔۔۔ دولت کے حصول سے۔۔۔ ناموری سے۔۔۔ اپنی اہمیت سے۔۔۔

اجنی۔۔۔ اب تو کام نہیں کرے گا ٹیکنریاں نہیں چلائے گا۔ کیوں آخر؟

یہ بات ہم اور کتنی بار کریں گے ہاں! ٹیکنری میں قدم قدم پر رشوت ہے۔ بجلی لینے میں۔۔۔ پانی دینے میں۔۔۔ ہوا کھانے میں رشوت دینی پڑتی ہے۔ پروڈکٹس شہر سے باہر جانیں، مٹی کرم کرنی پڑتی ہے۔ افسروں کے ذریعہ راج کر کے پڑتے ہیں۔ کوئی ایک مقام ہے۔۔۔ کوئی ایک جگہ ہے سمجھوتے کی۔ کوئی ایک مقام ہے بد اخلاقی کا۔۔۔! پہلے بھی تو تو یہ سب کچھ کرتا رہا ہے۔

کرتا رہا۔۔۔ کرتا رہتا۔۔۔ اگر مجھے ضرورت ہوتی۔ لیکن اب میں صرف اتنا بزنس رکھنا چاہتا ہوں جو بقدر ضرورت کام آئے۔ صرف اتنا کام کرنا چاہتا ہوں جو میری ذات کو نقصان نہ پہنچائے اور رب سے غافل نہ کرے۔

تو سنئے مجھے بہت تنگ کیا ہے ارشاد! ساری جوانی تیرے ایمانے مجھے روایا، غریبی نے معذور کیے رکھا۔ اب "حاجے" میں تو آزمائش میں گیا۔ اولاد اور مال تو ہوتے ہی آزمائش کے لیے ہیں ہاں!

اب جب میری بوڑھی بیویاں آزمائش کی عادی ہو گئی ہیں۔۔۔ مجھے گازیوں کی عادت پڑ گئی ہے۔۔۔ آرام میری زندگی کا حصہ بن گیا ہے۔۔۔ میرا سارا دسے آف لائف بدل گیا ہے ارشاد تو مجھے تبدیل ہو جانے کو کہہ رہا ہے (ہاں نشہ کے ذبے میں سے لٹھ نکال کر آتش بھجھتی ہے) میں کتنی بار بدلوں کی ارشاد کتنی بار۔۔۔

اس انسان دو پاؤں کا جہیز ہے۔ اس کا ایک پاؤں استقامت میں ہوتا ہے تو دوسرا حرکت کا خواہشمند ہوتا ہے۔ اسی تضاد میں اس کی عمر بسر ہوتی ہے۔ میں اپنے اندر آنے والی تبدیلی کو روک نہیں سکتا۔ کدھہ ہر بڑی تبدیلی کوئی واقعہ نہیں ہوتی، عبادت نہیں ہوتی بلکہ ضمیر کی سوچی ہوئی ہے قلب میں۔۔۔ روت میں۔۔۔ پھر اس کے راستے میں جو آئے نوٹ پڑتے جاتا ہے۔

(اب میں ایدہ اور نشہ کا شکار ہے لیے ہاتھ پڑھاتی ہے۔ پھر وہ ہاتھ آگے فرماتا ہے) یہ سب کچھ میں نے آگے بڑھنے سے پہلے ہی دیکھ لیا تھا کہ غرض ہوتی ہے

جیسے کوئی نئی عورت ہو۔

ماں: اچھا ارشاد! پھر اس لمحے میں بھی ایک تبدیلی کا شکار ہو گئی ہوں۔ میں تجھے یہ تینوں فیکٹریاں لاوارث نہیں چھوڑنے دوں گی۔ آج سے میں ان فیکٹریوں کو خود چلاؤں گی۔ دو روٹے دھوئے پاؤں پکڑنے والی ملاحت بیگم مر گئی۔ تیری ماں ختم ہو گئی ارشاد۔۔۔ لیکن ابراہیم اور اسحاق کی رداوی زندہ ہے۔ ان کے آنے تک میں فیکٹریاں چلاؤں گی۔ میں زندگی سے کچھ تو کروں گی۔ اب تو میری آنکھ میں کوئی آنسو نہیں دیکھ کر ارشاد۔ تیری۔۔۔ روٹے دہلی ہاں مر گئی۔۔۔ زندہ رہنے والی کی کایا کلب ہو گئی۔ میں زندہ رہوں گی کام کرنے کے لیے کار کام کرتی رہوں گی زندہ رہنے کے لیے۔۔۔ یہ میری زندگی کے دو آخری آنسو تھے جو ٹوٹ گئے۔۔۔ بکھر گئے۔۔۔ ڈوب گئے۔

(پاؤں کی ٹھوکر ٹٹو کے ذبے کو مارتی ہے اور ہدائی چلی جاتی ہے۔ کمرہ صرف پاؤں اور ذبے دکھاتا ہے۔)

کٹ

سین 21 آؤٹ ڈور دن

(فیکٹری میں لمبی کار آتی ہے۔ ارشاد کی والدہ ملاحت بیگم سفید کپڑوں میں لباس پہنتے مسطریق اور تخت سے اترتی ہے۔ ڈرائیور بھاگ کر چھڑی پکڑاتا ہے۔ آنسو کے ملازم آفیسر اس کی طرف بھاگتے ہیں۔ ملاموں کی بارش ہوتی ہے۔)

کٹ

سین 22 ان ڈور دن

(چینی سے ڈالٹھ ہاں ملک عامر سلمیٰ اچھا اور تانیلہ خاں کھانا ہے چپ۔ پاس دم ملا۔ موم سے بیگم ہے۔ وہ کھانا نہیں کھا رہی بلکہ کبھی ایک کمانہ نکلتی ہے کبھی

نہیں کھاتا۔)

آپ بھائی! جس نے اس کو اسے قاتل پہنچا دیا ہے ملک سے بھی اور آنسو سے

سلمیٰ

عامر:

نہیں نہیں ملک سے وہ نہیں گئے۔ انہوں نے چھوٹی سی کوٹھی لے لی ہے۔ رائے دند روڈ پر چلے جائیں آگے آگے 'ماہیان پبلش' سے آگے 'لاہور پارک' سے آگے 'پھر آتا ہے ایک کھلا میدان وہاں جنوب کی طرف سڑک مڑتی ہے۔ وہاں کوٹھی ہے سر کی۔

مائیکل:

لندن گئے ہیں سال دو سال کے لیے مجھے پتہ ہے۔

سومنہ:

(سر ہلاتے) نہیں نہیں۔

سلفی:

ہر طرح کی Rumour ہے۔ کچھ کہتے ہیں لندن گئے ہیں کچھ کہتے ہیں یہیں ہیں نئی کوٹھی میں۔ پتہ نہیں۔

مائیکل:

لے آفس کے کچھ لوگوں نے انہیں ایئر پورٹ پر دیکھا ہے خود۔ کیا وہ جا نہیں سکتے لندن۔ وہاں ان کے بیٹے ہیں نیوی ہے۔۔۔

سلفی:

یہی کو طلاق ہوئی ہے۔ ہاں بیٹوں کو ملنے جاسکتے ہیں۔

عامر:

باباد یہیں ہیں۔ رائے اندر روڈ پر آگے چل کر۔۔۔ تصدیق کر لیا کرو سلفی بات کرنے سے پہلے!

سومنہ:

یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ سر ہمیں چھوڑ کر نہیں جاسکتے۔۔۔ نہیں نہیں۔۔۔ نہیں نہیں۔

(اپنے آپ سے بولتی ہوئی اٹھتی ہے۔ اچانک وار بھاگتی ہے۔ پھر اچھوڑا بگولا میدان میں "حرا" حرا بھاگتا ہے)

کٹ

دن

ان ڈور

سین 23

(گناہتہ جگم ارشد کی سیٹ میں بیٹھی فائیکس پر سائن کر رہی ہے۔ بچے خوشامدی لپا اب کھڑا ہے۔ یکدم دروازہ کھلتا ہے۔ سومنہ اندر بھاگتی ہے۔ مہ منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنستی ہے۔)

سومنہ:

نہیں نہیں! یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا۔۔۔ نہیں نہیں میں سمجھتا ہوں تھی۔ نہیں۔۔۔

ہاں:

کون ہو تم؟

سومنہ:

ولی نہیں سی۔۔۔ آئی ایچ۔۔۔ ری میڈیا

(باہر لٹک جاتی ہے)

ماں: کچھ ڈسپلن کا خیال رکھیں۔ مجھے لگتا ہے ارشاد نے تو سب کو کھلی چھٹی دے رکھی تھی۔ جو چاہتا ہے منہ اٹھا کر اندر چلا آتا ہے۔

پتی لے: جی سر بڑے رحمدل تھے۔

ماں: رحمدل نہیں! احمق تھا (سائن کرنے لگتی ہے) میں سب کو ٹھیک کر دوں گی! ایک ہفتے کے اندر اندر!

پتی لے: ایسے سرا

کٹ

سین 24 اگسٹ ڈور دن

(ایک بلی ٹیکسی جا رہی ہے۔ اس ٹیکسی کو ہم کئی مقامات پر جاتے مڑتے دکھاتے ہیں۔ مومن اس میں سوار ہے۔ آخر میں وہ ایک چھوٹی سی کوٹھی پر آتی ہے۔ کوٹھی کے باہر پورڈ لکھا ہے:)

Beware of Dogs

(کیمرو اس پورڈ کو کلوز میں دکھاتا ہے۔ یہاں ٹیکسی رکتی ہے 'مومن اترتی ہے۔ وہ پورڈ کو غور سے دیکھتی ہے۔ پھر ایک جگہ سے اوپر چڑھ کر دیوار کے اندر جمنا لگتی ہے۔ اندر پانچ چوکتے کھلے پھر رہے ہیں۔ وہ مومن کی شکل دیکھ کر بھاگنے اور بھونکنے لگ جاتے ہیں۔ مومن خوفزدہ ہو کر سر پکڑتی ہے۔)

کٹ

## قسط نمبر 5

## کردار

ارشاد	:	ہیرو
مومنہ	:	ہیروئن
موجی رمضان	:	ارشاد کے ہادی رہنما
ڈاکٹر محمد حسین	:	ارشاد کے مرشد
پروفیسر عائشہ	:	مومنہ کی والدہ
عدیل	:	مومنہ کا شوہر، نئے دور کی پیداوار
رانی	:	مومنہ کی سہیلی، فیشن ایبل
بابا سلیمان	:	عامر کا والد
	:	اور کالج کی سات لڑکیاں

## سین 1 آؤٹ ڈور دن

(تھانے میں حوالات کے اندر موچی رمضان بند ہے اور سلاخوں کے ساتھ لگا بیٹھا ہے۔ وہ تین چار دوسرے حوالاتیوں سے بالکل بے نیاز ہے۔ نیم اندھیرا ہے۔ اچانک رمضان موچی کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ جاتی ہے اور وہ ہاتھ سے سلام کرتے ہوئے کہتا ہے:)

رمضان: السلام علیکم یوہنی جان! آپ نے حد کر دی جو مجھے ڈھونڈ نکالا۔ (ارشاد فیلڈ میں داخل ہوتا ہے اور نہ اصرار تو کسی کو ظلم ہی نہیں تھا کہ میں یہاں ہوں۔)

ارشاد: (حسرت سے چارگی اور شدید کرب کے ساتھ است وکلتا ہے)

رمضان: دوہاں موادی صاحب نے اٹھوایا بھائی جان کالے خان سے کہہ کر۔ میرا لالہ لے لیا اور مجھے یہاں بند کر دیا۔ آپ تو دلایت چاہتے تھے؟

ارشاد: سر میں تو جا رہا ہوں (گھڑی دیکھ کر) بلکہ اس وقت تو مجھے ایئرپورٹ پر ہونا چاہیے تھا۔۔۔ لیکن آپ کو اس طرح بھڑک کر۔۔۔

رمضان: نہیں نہیں بھائی جان۔۔۔ یہ تو کیفیات ہیں۔ یہ تو آتی جاتی رہتی ہیں۔ کمری سردی خوشی خوشی خفتی غمی یہ کیفیتیں ہیں۔ ان پر توجہ نہیں دینی بھائی جان کام کرنا ہے۔۔۔ کام ادھیان کے ساتھ۔۔۔ لگن کے ساتھ۔۔۔ مانگے پر۔۔۔ گانٹھ پر گانٹھ۔۔۔ ٹاٹ پر ٹاٹ۔۔۔ قالین نہیں مٹا پھول بوٹے نہیں دیکھنے۔۔۔ بس ٹاٹ پر ٹاٹ لگاتے جاتا ہے۔۔۔ مانگے پر۔۔۔

ارشاد: میں آپ کی ضمانت کرانے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔

رمضان: اس کی چند ضرورت نہیں بھائی جان! یہ خودی ٹھیک ہو جائے گا اپنے وقت پر۔ ضرورت جیسا کہ ہے کہ آپ سرفی لائٹ لے کر حقوق خدا کی رہنمائی کریں۔

ارشاد: سرفی لائٹ سر؟

رمضان: اور یہ سرفی لائٹ ماش کو امانتے بغیر ہاتھ نہیں آنے گی۔۔۔ تو کس کچھ بغیر جاتا کس نہیں بچری جسنے گی۔۔۔ میں دور میں تو کس سی جی تو کس میں وعلی ہاری ہے اور ان ہاتھ تو کس کے اندر ہی سارو راز پھیدو ہے۔

ارشاد: (خواب میں)

(بڑی تیز آندھی کا شات)

(ڈرالو)

(وہی حوالات کا منظر)

ر مضان: اور بھائی جان! کو اٹھ تھیوری کو جانے بغیر اور قوانین کی تکفیت سمجھے بنا فوٹ الا عظم کا یہ اسرار کیسے سمجھ لو گے کہ مواحد جب مقام توحید پہ پہنچتا ہے تو نہ مواحد رہتا ہے نہ توحید! نہ واحد نہ بسیار نہ عابد نہ معبود نہ ہستی نہ نیستی نہ صفت نہ موصوف! نہ ظاہر نہ باطن نہ منزل نہ مقام نہ کفر نہ اسلام! نہ کافر نہ مسلمان!۔۔۔ (چند لمبے حوالات پہ دھواں پھیل جاتا ہے، پھر یکدم صاف نظر آتے لگتا ہے۔) اور بھائی جان۔۔۔

At subatomic level, matter does not exist with certainty but rather shows tendencies to exist. This is why particles can be waves at the same time.

نہ واحد نہ بسیار نہ عابد نہ معبود نہ ہستی نہ نیستی نہ صفت نہ موصوف۔۔۔ نہ ظاہر نہ باطن۔۔۔ کھل گئی بات۔۔۔ کھل گئی بھائی جان! واضح ہوا کہ کسی بھی ایسی Event کو یقین کے ساتھ بیان نہیں کر سکتے۔۔۔ صرف کہہ سکتے ہیں کہ ایسا ہو سکتا ہے۔ تو پھر آگے اس کی مرضی (پہنتے ہوئے) اس کی مرضی!۔۔۔

ارشاد: سر میں تو صرف باطن کے سفر میں اتر سکتے ہوں۔

(گھڑی کو گھبراہٹ کے عالم میں دیکھتا ہے)

ر مضان: (بہس کر) باطن کا ستر! سائیں بننا ہے؟ بھائی جان تو پھر تجربے سے گزرنا ہو گا۔ سائیں وہ ان کی طرح ایک طرف ہونا ہو گا۔ اس کے رہنے کی جیروی کرنا پڑے گی۔۔۔ منہ میں اترنا پڑے گا اور منہ میں اترے تو مراقبہ کرنا پڑے گا۔ اور مراقبہ لیبارٹری میں ہوتا ہے بھائی جان! نہ ہائی ٹیکنالوجی میں نہیں۔۔۔ ہمیں پیمپائی معلومات میں نہیں۔ سائیں بننے کا

ارادہ ہے؟

ر مضان: (بہس کر) سائیں بننا ہے؟

مضی؟

مضی؟

ر مضان: راستہ چل گیا ہے۔۔۔ حیرت! آج پڑے گا سائیں کے حقدہ میں۔ اب میری! ہر امنہ ہی چل رہی ہے۔

ارشاد بہتر سرا

رمضان: سائنس کے ٹیچر نے بن جانا بھائی جان سائنس کے سادھو بننا۔ سائنس سیکس پائیک کی طرح سائنس میگزین پر کی طرح پاپاراز فورڈ اور سائنس آئن سٹائن کی طرح۔ تم پر زمانے کا باطن رہا تم ہونے کے کا بھائی جان۔ پانچ سو بیس دونوں گرفت میں آجائیں گے اگر تم یہ سمجھ لو بھائی جان (سپائی فیلڈ ان ہوتا ہے) کہ یہ آسانی۔۔۔

سپائی: اوسے تم میں رمضان سوچتی کوئی ہے؟

سوچتی: میں ہوں بھائی جان رمضان سوچتی

سپائی: (حوالات کا لاکھول کر) آج ابھر۔۔۔ شائش۔۔۔

(سپائی لاکھول کر رمضان سوچتی کو بے درونی سے حوالات سے باہر نکالتا ہے اور سچا تھ لے کر چلا ہے۔ ارشاد بھی گھڑی دیکھتا ڈراڈرا ساتھ چلا ہے۔ سامنے جمائیدار دونوں پائیکس پھیلائے آرام کر رہی ہیں دراز اختیار دیکھ رہا ہے۔ ایک اور سپائی سوچتی کو اس کا نوٹہ کے پنے والا ڈبہ لاکر دیتا ہے۔ سوچتی ڈبہ لے کر زمین پر بیٹھتا ہے جمائیدار صاحب کا ایک پاؤں اٹھا کر اپنی گود میں رکھتا ہے اور کالے سیاہ بوٹ پائش کرتے لگتا ہے۔)

گفت

۱

دن

آؤٹ ڈور

سین 2

(سمنڈر لے اسی جگہ گھڑی ہے جہاں چائیک پر Beware of dogs کا بورڈ آویزاں ہے۔ اندر سے بے تحاشہ کتے بھونکنے کی آواز آرہی ہے۔ کیمرو اس کے ساتھ چلا ہے۔ دودھار کی دودھ سے یا چائیک کی جھری سے اندر دیکھتی ہے۔ کیمرو دودھار پر تو آکر اندر بے تحاشہ جھونکتے جھونکتے کتوں کا شٹ لیا جاتا ہے۔ اس دور میں یہ ریت پر ایہوڑ کیجئے:

میں دی دی دی دی کل گھڑی

بھئی توں کی توڑ توڑی ہو جاتی ہے ابھی ریت مچھا ہو جاتا ہے۔ کیمرو یہ دیکھ کر ہلکتا ہے۔ کتے کتے کتے لیکن کتے بھونکنے کی آواز مسلسل رہتی ہے۔ اب چوتھا کتہ ہے۔ ایک کتہ مسین ڈانک کا حیلہ لگاتے باہر آتا ہے۔ جس



وقت ذاکہ باہر آتا ہے ہمتوں کی آواز فوراً بند ہو جاتی ہے۔

مومنہ: معاف کیجئے جی۔۔۔ یہ ان کی کوٹھی ہے۔۔۔ جی۔۔۔ جن کو۔۔۔؟  
محمد حسین: جی جی۔۔۔ جی جی۔۔۔

مومنہ: یہ ارشاد صاحب کی کوٹھی ہے؟

محمد حسین: بالکل ارشاد صاحب کی۔۔۔ ارشاد کی۔۔۔ مستقبل کے صاحب ارشاد کی!

مومنہ: وہ لندن چلے گئے ہیں یا دھر رہی ہیں؟

محمد حسین: دھر رہی ہیں۔ انہوں نے خود اداک لی ہے مجھ سے ابھی۔

مومنہ: وہ جی کتوں نے آپ کو اندر جانے دیا؟ بہت سارے کتے کھٹے ہیں اندر۔

محمد حسین: کتے؟ ہاں بھی دو بھی موجود ہی ہوتے ہیں۔۔۔ کتے جو ہوئے۔

مومنہ: آپ سے مانوس ہوں گے۔۔۔ تم بھی کچھ نہیں کہتے آپ کو۔۔۔ (کچھ دیر سنتے ہوئے)  
کیسے پیپ ہو گئے ہیں۔

محمد حسین: آہ۔۔۔ فکر ہو کر چلی جائیں۔ وہ آپ کو بھی کچھ نہیں کہیں گے۔

مومنہ: ٹھیک جی۔۔۔

محمد حسین: (غصا کر) راستے کے کتوں کی پروا نہیں کرتے بی بی اور نہ منزل نہیں مٹی۔ نئے بھر گئے  
کے لیے ہوتے ہیں نرہ کتے کے لیے نہیں۔

مومنہ: (یہ جملہ جیسے اسے کاٹ کر جاتا ہے) وزیر لہی میں دوہراتی ہے کہ کتے کے لیے نہیں!  
محمد حسین: خوف انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ آپ جائیں ڈریں نہیں۔

(مومنہ کچھ ہچکچاتی ہے پھر چٹانک کھولتی ہے)

محمد حسین: جائیے۔۔۔ جائیے میں۔ یہیں ہوں اور اپنے پیچھے چٹانک بند کر دیں۔

(مومنہ اندر جاتی ہے۔ چٹانک بند ہوتا ہے۔ اداک ایک دو معنی مسکراہٹ کے

ساتھ تھیلے میں سے اداک نکال کر چھوٹا ٹیجرہ کرتا ہے پھر تھیلا سا نیل پر لٹاتا

ہے۔ ایک دم اداک کو سا نیل پر لٹاتا ہے۔ جب ٹانگ اٹھتی ہے تصویر سفل

ہوتی ہے اور فانی دیر تک سفل رہتی ہے۔)

انت

پچھ دیر بعد

آؤٹ ڈور

سین 3

اداک فانی دیر تک سفل رہتی ہے۔ اداک اور ایک مہولی کا بیج نظر



ارشاد

شاید اتنا ٹھیک اور اتنا خوش میں کبھی نہیں تھا۔

(اتھ کر لیڈرنری میں جاتا ہے۔ ایک ٹکڑا اٹھاتا ہے۔ اس میں پڑے ہوئے کیمیکل کو دیکھتا ہے۔ پھر کاپی میں کچھ لکھتا ہے اور واپس آکر مومنہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔)

جب میں بنایا لائن کیا تھا پہلی بار تب بھی کچھ مرمہ کے لیے میں اتنا ہی ٹھیک اور خوش تھا۔

مومنہ

میں کبھی نہیں سرا

ارشاد

جب انسان اپنے سارے کام اپنے ماتحتوں سے کرنے لگتا ہے تو بہت سادہ فیر ضروری کام خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔ اپنے آپ سے ملنے کا وقت مل جاتا ہے۔ اپنا Conduct درست کرنے کی لٹھا قائم ہو جاتی ہے۔

مومنہ

آپ اکیلے رہتے ہیں سر؟ کوئی چوکیدار۔۔۔۔۔ خائشاں۔۔۔۔۔ مالی؟۔۔۔۔۔ اکیلے سر بالکل اکیلے؟

ارشاد

بالکل اکیلا! ملازم لوگوں سے ہٹا کر اٹل گیا ہے مومنہ! آہستہ آہستہ ٹکیر ختم ہو رہا ہے۔ اب میں اپنے آپ کو Almighty نہیں سمجھتا۔

مومنہ

آپ کا دل اچھا نہیں ہو تا سر۔۔۔۔۔ بالکل تباہ؟

ارشاد

بہت کام اور مصروفیت رہتی ہے مومنہ! تھجائی کیسی !!

مومنہ

کبھی آپ کا دل نہیں کر تا لوگ ہوں یا تمیں ہوں سر۔ میں ذات برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔ تھجائی تھجائی کر۔

ارشاد

ہاں تم برداشت نہیں کر سکتیں کیونکہ تمہیں سادہ فیصلے کیے کرانے ملتے ہیں۔

مومنہ

سر آپ کے پاس نام ہے؟

ارشاد

نام ہی تو حاصل کیا ہے زندگی میں۔۔۔۔۔ نام ہی تو میری کٹائی ہے۔

مومنہ

سر میں آپ کی طرح ایک طرف کیوں نہیں ہرکتی؟ میں۔۔۔۔۔ اب میں کیسے ایکس ٹین

ارشاد

اروہ۔۔۔۔۔ میری بیوی شعلی ہے سر۔

مومنہ

ہاں ہاں جان اروہ۔۔۔۔۔ شعلی ہے؟

ارشاد

شعلی تب بچہ نہ پائے۔۔۔۔۔ تب وہ نہیں یا نہیں مجھے۔۔۔۔۔ مجھے ار لگتا ہے۔

مومنہ

میں۔۔۔۔۔ لوگوں کو جتنے بڑے بڑے لوگ تو ابھی وہ تب اب تو۔۔۔۔۔ نا تھے

مومنہ

جائے۔۔۔۔۔ یہ نہیں میں سے شروع ہوا۔۔۔۔۔ تھجائی جان اروہ۔۔۔۔۔ میری والدہ ماجدہ

ہیں۔ ان کے اور میرے درمیان افہام و تفہیم کی ہمیشہ کمی رہی۔ ہم دونوں ایک دوسرے کو کبھی سمجھ نہیں پائے۔۔۔ ہم میں وہ محبت نہیں رہی جو۔۔۔ ماں بیٹی میں ہوتی ہے۔ ہمارا ریلیشن شپ ٹھیک نہیں۔۔۔ نیچرل نہیں۔۔۔

آرام سے موت آرام سے! ارشاد:

ڈزالو

(کشتی زوم ان۔۔۔ بہت پانی دریا میں۔۔۔ بخور کاشاٹ)

ڈزالو

## سین 5 ان ڈور رات

(موت چوکی پر بیٹھی نماز پڑھ رہی ہے۔ یہ ایک پروفیسر کا کمرہ ہے جو مفلوک و الحال نہیں بلکہ اچھے فیسے سے رہ رہتی ہے۔ اس کے پاس کار ہے اور دنیا کی قربا ساری آسائشیں بھی ہیں۔ موت کی ماں پٹنگ پر لیٹی ہے اور رسالہ پڑھ رہی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ رسالے سے نظریں اٹھائے بغیر بڑے تھکسانہ انداز میں کہتی ہے:)

موت!

(کمرہ رسالے پر جاتا ہے۔ سرورق پر ایک فیشن ہسٹل لڑکی کی تصویر ہے)

موت!

(موت سلام پھیرتی ہے)

بی بی!

بس کرو اب۔۔۔ بی بی بڑھ چکی ہے۔

ابھی آئی تھی۔۔۔ ابھی۔

(موت ہاتھ اٹھا کر ماتحت میں مصروف ہوتی ہے۔ اس قبر بھری نظروں سے

بی بی کو دیکھتی ہے۔ یہ فون مائیکر بات کرتی ہے۔)

بی بی۔۔۔ بی بی۔۔۔ کیا کہیں ہیں؟ سب دی لگا رہی ہیں ہاں کو۔۔۔ رات کو اس

وقت۔۔۔ بی بی تو سب اسکول Hazrat کم ہوتے ہیں۔ کل تم لوگ جاری ہو بی بی

نہیں سے شہر آئے۔۔۔ رات کو لیس ہاں حلف مل رہا ہے۔ کہاں بھائی۔۔۔ میرے پاس

اتنے پیسے کہاں ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔ بس دو تین سوٹ لوں گی زیادہ نہیں۔۔۔۔۔ ہاں  
 بزنس ٹیکس کے تو مزے ہیں۔ وہ جی کھول کر خرچ کر سکتے ہیں۔ اچھا ماہ سے کہتا مجھے  
 ساتھ لے جائیں اگر انہیں جانا ہو تو۔۔۔۔۔ اچھا بھی قدر ادا حفظ۔

(جس وقت وہ فون کرتی ہے 'مومنہ' آتی ہے۔ سر سے دوپٹہ اتارتی ہے۔ تہہ  
 کر کے سر ہانے تلے رکھتی ہے اور لینے کی تیاری کرتی ہے۔ مومنہ اس سین میں  
 بالکل ساہ نظر آتی ہے۔ سیدھی مانگ اور چوٹی بتائے ہوئے ہے۔ یوں احساس  
 ہو کہ اس نے میک اپ بھی نہیں کر رکھا۔)

عائشہ: مومنہ!

مومنہ: جی ائی!

عائشہ: تم میں اتنی شدت کیوں ہے؟ تم اس قدر Extremist Attitude کیوں رکھتی ہو؟

مومنہ: میں۔۔۔۔۔ میں ائی جی؟

عائشہ: اب میرا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ میں تمہیں نماز سے منع کر رہی ہوں لیکن یہ نمازوں کو  
 اتنا جنون کی حد تک فرق ہو کر پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں۔

مومنہ: جی مجھے احساس ہوتا ہے ائی کہ میں۔۔۔۔۔ مجھے لگتا ہے کہ میری Priorities ٹھیک ہیں۔

میں۔۔۔۔۔

عائشہ: بالکل! بالکل تمہاری Priorities بالکل ٹھیک ہیں۔ بہتر آپس میں مدد میں داخل ہونے

والے ہیں اور تم 1857ء کے غدار کی ماری ہوئی شہزادی بننا چاہتی ہو۔ وقت بدل گیا ہے۔

یہ کپٹی شین کا دور ہے۔ میں نہیں کہتی کہ نمازیں نہ پڑھو خدا بخواتین۔ ضرور پڑھو

لیکن تمہارے امتحان سر پہ ہیں۔ یہ تو بالکل غرار ہے۔ تم پڑھائی کو Avoid

کرنے کے لیے یہ سارا پکھنڈ چاری ہو۔

مومنہ: یہ پکھنڈ ہے ایہ دعا میں۔۔۔۔۔ نمازیں۔۔۔۔۔ پکھنڈ ہے ائی جی!!

عائشہ: سو فیصد!

مومنہ: (دکھ سے) چائی۔

عائشہ: انسان کو انہیں سچ میں رہنا چاہیے۔ تم تو سب قوم بھولی بھال کر بس ایک ہی طرف لوہتے

گتتی ہو۔

مومنہ: ائی ام سوری می۔

عائشہ: ایک ایسی تمہارے لیے پڑھائی ہوئی ہے تو ڈانٹ کیسے ہوگی۔ ڈانٹ نہ ہی سہی تو

Career کیا خاک ہوگا۔

(مومنہ نیکی کے سے دوپٹہ نکال کر پھر اوڑھنے لگتی ہے)

آج کے زمانے میں شادی پر تو بھروسہ کیا نہیں جاسکتا۔ نیچے نیچے نہ نیچے نہ نیچے Career پر تو ڈیپنڈ کیا جاسکتا ہے ناں!

(مومنہ افسوس کرتی ہے اور جائے نماز کا رخ کرتی ہے۔)

عائشہ: اب کیا ہونے والا ہے؟

مومنہ: جی نظائیں رہ گئی تھیں۔

عائشہ: تجھے سمجھانا بیکار ہے۔ بالکل بیکار۔

(کمرہ پھر ماں پر آتا ہے اور تصویر پر جاتا ہے جو ایک فیشن ایبل لڑکی کی ہے)

کٹ



دن

آؤٹ ڈور

سین 6

(کانچ میں ایک بہت ہی مازن لڑکی کے ساتھ مومنہ سر پر دوپٹہ لے لے جا رہی ہے۔ ان گت لڑکیاں بیک گراؤنڈ میں ہیں۔ یہ دونوں چلتی جاتی ہیں۔ یہ لہا شات ہے اور سارے ماحول کو رجنر کرتا ہے۔)

کٹ

کچھ دیر بعد

آؤٹ ڈور

سین 7

(ایک شاپ پر مومنہ اپنی سہیلی کے ساتھ موجود ہے۔ یہ سہیلی بہت فیشن ایبل ہے۔ یہ دونوں سڑک کے ساتھ کوئی ڈرنک پی رہی ہیں)

مومنہ: میں نے کبھی ایسے کہا ہے رینی؟ کبھی میرے منہ سے کوئی بات نکلے گی؟

رینی: خیر منہ سے نہیں کہا تو یہ سے احساس دلایا ہے ہم سب کو۔

مومنہ: میں کچھ نہیں سمجھتی۔

رینی: جب تم سب سے ملے گی کہ رینی بی رینی بن کر سر پر دوپٹہ چادر تان کر چلتی ہو تو تم کو

کہہ دی جاتی ہو مومنہ! تم سب کو احساس دلا رہی ہو کہ تم ارفع ہو ایک ہو۔

تہہ دار کوئی مقابلہ نہیں۔ صرف تم درست ہو۔ صرف تم اچھے ہو۔

مومنہ: یہ تو دہرا عظیم ہے رانی! دہرا عظیم۔ ایک تو میں ساری دنیا کی رنگینیاں چھوڑوں۔ اور دوسرے تم مجھے یہ احساس بھی دلاؤ کہ میں سب سے زیادتی کر رہی ہوں۔ دہرا عظیم خدا قسم!

رانی: تم زیادتی کر رہی ہو مومنہ اور Realize نہیں کرتیں۔ تمہارا رویہ intolerable ہے۔ (قریباً روٹھ کر) اور اگر میں کہوں کہ تم اور تمہارا گروپ مجھے احساس کتری دلاتا ہے۔۔۔ مجھے لگتا ہے جیسے میں موجودہ عہد کی کوئی چیز ہوں۔۔۔ جیسے میں Fake ہوں۔۔۔ محض ڈرامہ کر رہی ہوں نیکی کا۔۔۔ تو۔۔۔ تم ہاں لو کہ تم بھی میرے ساتھ زیادتی کر رہی ہو۔۔۔ بے حد زیادتی۔

رانی: اچھا مومنہ! اہم از یادہ لڑکیاں تم جیسی ہیں کہ مجھ جیسی؟  
مومنہ: پہلے میرے جیسی زیادہ تمہیں اب تم جیسی زیادہ ہیں۔  
رانی: پھر؟ یہ عہد ڈیموکریسی کا ہے۔ جو کچھ زیادہ لوگ کہتے ہیں کرتے ہیں وہی اپناتا چاہیے۔  
مومنہ: میں کیا کروں کہ تم لوگ یقین کر لو کہ میں بھی لڑکی ہوں۔ میری بھی خواہشات ہیں جو تمہاری ہیں میں بھی زعمور ہوتا چاہتی ہوں میں بھی توجہ لینا چاہتی ہوں۔ لیکن کچھ حد میں رو کر اپنے لیے کوئی کوڈچین کر۔۔۔ کوئی بڑھکھانا کر۔

رانی: اگر تم ہمیں سانس لینے دو تو ہم تمہیں زعمور بنے دیں ناں!  
مومنہ: کیا ہم ساتھ ساتھ زندہ نہیں رہ سکتیں رانی؟ تم اپنے دین پر رہو میں اپنے دین پر۔ تم جس طرح چاہتی ہو پہننا، آؤ، آؤ، آؤ جاؤ۔ مجھے اجازت دو کہ میں اپنی مرضی سے اپنی Conviction سے جس طرح چاہوں آؤں جاؤں۔ اپنا وقت گزاروں۔۔۔ زعمور ہوں۔

رانی: ہمیں تمہارے Motive پر اعتبار نہیں ہے۔ ہمیں لگتا ہے اندر ہی اندر تم ہمیں تبدیل کرنے کی خواہش رکھتی ہو۔ ہم سب کو Convince کرنا چاہتی ہو کہ تم صحیح ہو! ہم ملتا ہیں۔

مومنہ: اب میں رانی! مجھ میں اتنا کس مل کہاں! اتنی رحمتی کہاں۔ میں تو اپنے آپ کو ہی سیدھا ہی دکھانے کی بات ہے۔ مجھ میں تو ایسی کوئی کشش نہیں کہ کسی کو حائر کر سکوں۔ میں قصص کیسے تبدیل کر سکتی ہوں۔ (آنسو آنکھوں میں آتے ہیں)  
رانی: تم ہمیں شرمندہ کر کے جبریت دلاؤ کہ مجھے شرم میں اہل اہل کر تبدیل کرنے کا ارادہ

رکھتی ہو۔

مومنہ: (دانی کا ہاتھ پکڑ کر) دانی میری جان! میرا ایسا کوئی نراودہ نہیں۔ مجھے تمہاری قسم میں تو چپ چاپ کر اپنے آپ کو بے نمایاں رکھ کر زندہ رہنا چاہتی ہوں۔

(اس وقت کچھ فیشن سٹیل 'لاا بائی لڑکیاں' دور سے تالیاں بجاتی آتی ہیں۔)

لڑکیاں: کالج دین مل گئی ہپ ہپ ہرے ہرے ہپ ہپ ہرے ہرے۔۔۔۔

نغمہ: سارا انتظام ہو گیا۔ ہم لوگ شالا مار جا رہے ہیں۔ فائن ڈسے ہالی ڈسے۔۔۔۔ فائن ڈسے ہالی ڈسے۔۔۔۔

سلیپ: مومنہ تو شاید نہیں جائے گی۔ پکنک ان کے اعتقادات کے خلاف ہے۔ ہے؟

رانی: (مومنہ کو آنکھ مارتی ہے) کیوں نہیں جائے گی مومنہ۔۔۔۔ یہ سب سے پہلے دین میں سوار ہو گی۔

سب: ہپ ہپ ہرے ہرے مومنہ۔۔۔۔ ہپ ہپ ہرے چادر والی لڑکی۔۔۔۔ ہپ ہپ ہرے ہرے ماما

سین 8 آؤٹ ڈور دن

(کالج کے پس منظر میں کالج دین کھڑی ہے۔ لڑکیاں کوئی تھرموس کوئی باسکٹ لیے آتی ہیں۔ کسی نے تھیلہ اٹھا رکھا ہے۔ ان لڑکیوں کی مومنہ اور رانی سمیت تعداد آٹھ ہے اور ساری کی ساری دوپٹہ کر فیشن سٹیل ہیں۔ سب خوش ہیں۔ سب سے پہلے مومنہ تھمتی ہے۔ ایک لڑکی پیچھے سے اس کی چادر کھینچتی ہے۔ سب قہقہہ لگاتی ہیں۔ تصویر سٹال ہوتی ہے۔)

سین 9 آؤٹ ڈور دن

(دن کی مختلف مقامات سے ہواؤں گزرتی ہے۔ پھر اس پر شالا مار ہال کے فواروں کے ساتھ پیرا آؤٹ ٹیبلٹ اس دور میں سب میں یہ نظری نظم مومنہ کی آواز میں



بلے کے ساتھ پیرا پوز کی جاتی ہے۔ سکرین پر کبھی دین کے اندر بیٹھی تالیاں  
بجائی ہنسی کھیتی لڑکیاں کبھی سڑک کارش دکھایا جاتا ہے۔ پھر شالامار باغ کے  
نوارے 'شالامار کے تختے' غزرت کے حصے اور یہاں موجود پنک مٹانے والی  
لڑکیوں کے شاٹ دکھائے جاتے ہیں۔ بالوں کو برش کرتی 'سیب کھاتی' آگے  
پچھے دوڑتی لڑکیاں ان شانوں کے ساتھ مکس کی جائیں۔

آواز (مومنہ): وہ تینوں کھڑکی کے پاس بیٹھے سمندر کو دیکھ رہے تھے۔ ایک سمندر کی باتیں کر رہا  
تھا دوسرا سن رہا تھا تیسرا یہ بول رہا تھا۔ وہ بہت گہرے سمندر میں تھا۔ دو تیر رہا تھا۔ کھڑکی  
کے شیشوں کے ادھر شفاف چلنے والے رنگ میں اس کی حرکت آہستہ اور واضح تھی۔ وہ  
ایک ڈوبے ہوئے جہاز کو تلاش کر رہا تھا۔

ایک نے مردو گھنٹی بجائی۔ چھوٹے چھوٹے بلے ہلکی آواز سے پھوٹے گئے  
اچانک۔۔۔ "ڈوب گیا؟" ایک نے پوچھا۔  
دوسرے نے کہا: "ڈوب گیا۔"

لیکن تیسرا سمندر کی تہہ میں سے ان دونوں کو بے بسی سے دیکھ رہا تھا۔  
جیسے کوئی ڈوبے ہوئے لوگوں کو دیکھتا ہے۔

(یہ فلم بڑی خوبصورتی کے ساتھ اس طرح پڑھی جاتی ہے کہ اس کے معنی بخوبی  
کچھ آجائیں۔)

ڈزالو

## سین 10 آؤٹ ڈور دن

(پچھلے سین سے ڈزالو کر کے ہم شالامار کے کسی ایسے گوشے میں آتے ہیں جو  
بہت خوبصورت ہے۔ یہاں پر نوجوان لڑکوں کا ایک ماڈرن سینٹر قائم ہے۔  
نوجوان بڑی گرمجوشی کے ساتھ کوئی لوک گیت بجا رہے ہیں۔)

میںوں دھرتی قلمی کرا دے میں نہیں مادی رلت

راہے راہے جائے خیال سے فی کذا چھا خیرے

جب مٹانے والی لڑکیاں قریب آتی ہیں تالیاں بجاتی ہیں اور نیم دائرے کی شکل  
میں گڑی ہو کر خوب ہنستے کرتی ہیں۔ ایک لڑکا مجمع میں سے گل کر مومنہ کے

پاس آتا ہے اور اس کے کان میں کچھ کہتا ہے۔ مومن حیران رہ جاتی ہے۔ پھر اسی غم دائرے کو توڑ کر بھاگتی ہے۔ مثلاً مارکیٹن روڈ پر کمرہ رکھ کر اسے دور سے بھاگتے ہوئے دکھاتے ہیں۔ اس کے بھاگنے میں تیزی ہونی چاہیے جیسے کوئی قرار ہونا چاہتا ہو۔)

کٹ

## سین 11

الٹا دور رات

(مومن نیچے میں منہ دیئے رو رہی ہے۔ پردیفر اس کے سر ہاتے کھڑی دونوں ہاتھ پھیلا پھیلا کر اسے جھڑک رہی ہے۔)

عائشہ:

یہ ہوتا ہے تم جیسی پھمکندوں کے ساتھ۔۔۔ ذرا اوکھپو ڈر نہیں لے سکتیں تم مومن۔۔۔ ایک معمولی پنک تم انجوائے نہیں کر سکتیں ایک نارمل لڑکی کی طرح۔ کوئی نہ کوئی رات ہو تا ہے تمہارے ساتھ بیٹھ۔۔۔

مومن:

یہ بات نہیں ہے ایسی بات نہیں ہے۔ ایک لڑکے نے مجھے چھیڑا تھا۔ گندے ریمارکس دیئے تھے میرے کان میں۔

عائشہ:

کچھ بھی بات ہو مومن۔۔۔ ہر روز لوگ پنک مٹاتے ہیں۔ تم جہاں جاتی ہو جس کے ساتھ جاتی ہو صرف تمہارا Experience دکھا ہوتا ہے۔ غلط ہوتا ہے۔ اس کی ساری ذمہ داری تمہاری ہوتی ہے۔ تم بے Self conscious ہو۔ تم اپنے آپ کو سب سے Different بنا کر چلاتی ہو سب کو۔ کسی اور لڑکی کو ریمارکس کیوں نہیں دیتے؟ ساری Fault تمہاری ہے تمہاری مومن۔۔۔ ساری کی ساری۔۔۔ تم نارمل نہیں ہو۔

مومن:

(جواب تک لپٹی سسک رہی ہے) اچھ کر بیٹھتی ہے) آپ تو میری ماں ہیں۔ آپ کو تو صرف بھلا پوائنٹ آف دیو کہنا چاہیے اسی صرف میرا۔۔۔ ساری دنیا کا نہیں صرف میرا آپ کو تو خدا نے صرف میری ماں بنایا ہے۔۔۔

(نقص مومن پر ماکت ہو جاتی ہے)

کٹ



ارشاد: (بغیر سر اٹھائے لیکن پوری توجہ کے ساتھ) ہاں اور پھر مومنہ؟

مومنہ: پھر کیا سر میری شادی ہو گئی۔

ارشاد: کس کے ساتھ؟

مومنہ: آپ کو پتہ نہیں سر؟ (ہنستی ہے) کتنی بار میں بتا چکی ہوں عدیل کے ساتھ۔ دو ایک

ٹیلیفون آپ ریٹر کے ساتھ دو یعنی بھاگ گیا گدھا!۔۔۔ شادی کے بعد سر عورت پر الزام لگتے ہی ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ یہ الزام اور بچے کا بوجھ اٹھانے کے لیے پیدا ہوئی ہے۔ کبھی جہیز نہ لانے کا الزام، کبھی یا نجھ رو جانے کا الزام، کبھی کچھ کبھی کچھ۔ لیکن مجھ پر جو الزام لگاؤ انوکھا تھا۔

ارشاد: الوکھا؟۔۔۔ کیسے؟

(دونوں کو انگلیوں کے تصویر مثل ہوتی ہے)

کٹ



سین 14

ان ڈور دن

(یہاں پر کچھ شات شادی کے متعلق لگائے جس پر کرم کی مدد سے مومنہ ڈھن بنی جیٹھی ہے اور طفیل نیازی کا گیت پورا پورے کیجئے۔)

ساڈا چڑیاں دا چنہ دے یا بلا اسارا اڈ جانا

کٹ

سین 15

ان ڈور رات

(ایک نہایت امیرانہ بنڈروم میں مومنہ ڈرینگ ٹیبل کے آگے بیٹھی میک اپ کر رہی ہے۔ اس نے چوڑی دارپا جامہ، ٹکلیوں والی قمیض اور بہت کھلا دوپٹہ اوڑھ رکھا ہے۔ لمبی پٹیا میں پھول لگا رکھے ہیں اور وہ ایک طرح سے امر او جان او الگ رہی ہے۔ عدیل نے فل سوٹ اور جانی لگا رکھی ہے۔ مومنہ کے پیچھے عدیل کھڑا ہے اور آئینے میں دیکھ دیکھ کر بال پر سے کر رہا ہے۔)

عدیل:

ہمیں کچھ دیر نہیں ہو گئی مومنہ؟

مومنہ: بس یہ بال سوکنے میں بڑی دیر لگ گئی۔ ابھی دو منٹ۔۔۔۔۔ بس۔

عدیل: اسی لیے تو کہتا ہوں کٹوا دو۔

مومنہ: پھر تم نے ایسا کہا ناں تو میں رو روں گی عدیل۔۔۔۔۔ پتہ نہیں کتنے جتنوں سے لمبے کیے ہیں۔

عدیل: (مومنہ کی چوٹی پکڑ کر گول چکر دیتے ہوئے) شنی شنی شنی۔۔۔۔۔ لمبے بالوں کی شنی!

(مومنہ بال چھڑاتی ہے۔ یہ سین محبت کا ہے اس میں چڑچڑاہٹ نہیں ہونا چاہیے)

مومنہ: اور حضور کے جو کچھ چاؤ چوٹیلے ہوتے ہیں وہ۔۔۔۔۔!

عدیل: تم مجھ سے ایک نمبر زیادہ ہو۔

مومنہ: ایک نمبر کم!

عدیل: ایک نمبر زیادہ!

مومنہ: ایک نمبر کم!

عدیل: ایک نمبر زیادہ۔۔۔۔۔ مان لو!

مومنہ: مان گئی!

(کدم متحیدہ ہو کر عدیل گھڑی دیکھتا ہے)

عدیل: یہی رفتار رہی تو ڈویژنل انجینئر صاحب کا زمرہ چکے گا جب ہم پہنچیں گے۔

مومنہ: بس ایک منٹ۔۔۔۔۔ ایک لمحہ۔۔۔۔۔ ابھی انجینئر عدیل صاحب ابھی۔۔۔۔۔

(بھاگ کر جاتی ہے اور چادر الماری سے نکال کر اوڑھنے لگتی ہے۔)

عدیل: اب یہ بادبانی جہاز بن کر چانا ضروری ہے؟

مومنہ: ضروری تو نہیں عدیل! لیکن مجھے عادت پڑی ہوئی ہے بڑے سالوں کی۔

عدیل: تم پرانی عادتیں چھوڑ نہیں سکتیں؟ یہ چادر و فیروزہ۔۔۔۔۔

مومنہ: ضرور چھوڑ دوں گی عدیل۔ جو جو کچھ تم کہو گے 'چھوڑ دوں گی'۔۔۔۔۔ لیکن مجھے تاہم

تو دو پلیز۔

کٹ

رات

ان ڈور

سین 16

(مومنہ جاسٹے نماز پر بیٹھی نماز پڑھ رہی ہے۔ اس نے بی بی سی چادر اوڑھ رکھی)

ہے اور سلام پھیرنے والی ہے۔ عدیل چنگ پر لیٹا ہے۔ وہ تکیہ اٹھا کر موت کو  
مارتا ہے۔)

عدیل: سو جاؤ بی جن ار و شنی میں مجھے نیند نہیں آتی۔

(مومنہ سلام پھیرتی ہے)

مومنہ: آپ جی بھا کر سو جائیں پلیز!

عدیل: یہ سارا تمہارے نام کا قصور ہے۔ لڑکیوں کا نام رکھنا چاہیے مسرت دل بہار آرزو۔۔۔

مومنہ: میرا نام میری مانی نے رکھا تھا عدیل! مجھے خود پسند نہیں۔ ایویں دعویٰ زیادہ ہو جاتا ہے۔  
کھورو پہاڑ لکھے چوبیا۔

عدیل: تو مت بنا کر دناں اتنی نیک پارسا!

مومنہ: (اٹھ کر پاس آتی ہے) پتہ ہے عدیل۔۔۔ میری مانی بڑی Religious عورت تھیں۔ امی

کالج چلی جاتیں تو وہ مجھے چھوٹی چھوٹی کہانیاں سناتیں بڑے بڑے آدمیوں کی۔ اپنے  
ساتھ نماز پڑھاتیں۔ جس روز میں نے پہلا روزہ رکھا انہوں نے مجھے پانچ روپے  
دیئے۔ میرے پاس محفوظ ہو گا کہیں وہ توٹ۔

عدیل: مانی اور عہد کی عورت تھی یہ اور دور ہے۔۔۔

مومنہ: ایک بات پوچھوں عدیل؟

عدیل: زہے نصیب! لیکن صرف یہ مت پوچھنا کہ شادی سے پہلے مجھے کون کون پسند تھی۔

مومنہ: نہیں یہ کیوں پوچھتا ہے۔ بتائیے کیا آپ مجھے Fundamentalist سمجھتے ہیں؟

عدیل: سمجھنا کیا ہے 'تم ہو ہی بنیاد پرست'۔ رجعت پسند۔۔۔ روایت پسند۔

مومنہ: اتنے سارے الزام! اکٹھے اتنے سارے الزام۔ یہ تو میری ساری عمر لگ جائے تو مٹ نہ  
سکیں عدیل۔۔۔ ساری عمر۔

کٹ

سین 17

ان ڈور دن

(بھیر ڈور کی دکان پر مومنہ کرسی میں بیٹھی ہے۔ اس کے پاس رانی ہے جو  
ہدایات دے رہی ہے کہ ہال کس طرح کاٹنے جائیں۔ مومنہ کے ہاتھ میں اس  
کی کٹی ہوئی نیسی چٹخا ہے جسے وہ غور سے دیکھ رہی ہے۔ اس پر پرامپڈ زبجئے)

تیرے من چلے کا سودا ہے یہ کھنا اور بیٹھا  
کٹ

سین 18 ان ڈور دن

(رانی پلنگ پر اوندھی لیٹی ہے اور دونوں کہیاں ٹیک کو موت سے ہاتھ کر رہی ہے۔ موت کی کمر رانی کی طرف ہے اور وہ الماری میں کچھ ڈھونڈ رہی ہے۔ کبھی الماریوں میں بچے کا غذا اٹھا کر دیکھتی ہے پھر الماری کے دروازہ کھولتی ہے۔)

رانی: تیری قسمت بڑی اچھی ہے موت! دیکھ تو کیسا شوہر ملا ہے۔ پورا کو الیفائیڈ  
ایک تیرے لیے۔۔۔ ایک بیٹا کا افسوس کر رہی ہے۔ اگر میں تیری جگہ ہوتی تو ساری کی  
ساری بدل جاتی ہے سرتے پاس تک۔۔۔ جسم سے روح تک۔

موت: میں خود بدل جانا چاہتی ہوں۔ ساری کی ساری انہیں مجھے پتہ نہیں چلتا اسے کیا پسند ہے اور  
کیا ناپسند

رانی: کچھ بیٹا کا افسوس ہے تجھے؟  
موت: ہے تو سہی۔۔۔ بڑی دیر کا کھانا تھا ہمارا  
رانی: ڈھونڈ کیا رہی ہے الماری میں پاگلوں کی طرح؟

موت: اوجھے پاگل روپے دیئے تھے تانی ہاں نے پہلا دروازہ کھنے پر۔۔۔ میرا می چاہتا ہے اس بیٹا  
کو بھی اس کے۔۔۔ نہ ہی رکھ دوں آکھنے آئے ہیں۔  
(کمرہ موت کے ہاتھوں پر آتا ہے جن میں ایک لمبی سی کٹی چٹا لنگ رہی ہے)

کٹ

سین 19 ان ڈور رات

(موت نے جو سوئی ہوئی سوئی تھی کمر میں تھی۔ وہ صاف سے کمرہ گاری ہے۔ وہ موت  
کو تھک رہی ہے)

سین 20

آؤٹ ڈور

شام کا وقت

(عدیل لان میں ٹہل رہا ہے۔ بیک گراؤنڈ میں ایک خوبصورت کوئٹھی نظر آ رہی ہے۔)

کٹ

سین 21

ان ڈور

شام کا وقت

(مومنہ شرمندہ سی ڈرائنگ روم میں کھڑی ہے اور عدیل جلال میں ہے۔)  
 مومنہ: ہرگز نہیں عدیل! میں لٹچ پر گئی تھی سبز بخاری کے گھر۔ انہوں نے آنے نہیں دیا دیر ہو گئی۔ میں جان بوجھ کر گھرا لاک کر کے نہیں گئی۔ مجھے دیر ہو گئی۔  
 عدیل: جہیں میرے لوٹنے کا وقت معلوم تھا۔ اس لیے تم نے دروازہ لاک کیوں کیا؟  
 مومنہ: وہ لوگ آنے نہیں دیتے تھے۔ اتنا فورس کرتے ہیں وہ کہ آدمی بے بس ہو جاتا ہے۔

عدیل: جہیں میری رتی بھر پروا نہیں مومنہ۔ جہیں اپنے میرے پائے بیٹھ چاہئیں۔  
 مومنہ: دیکھئے عدیل! میں آپ کو pinch نہیں کرنا چاہتی لیکن آپ مجھ میں بیک وقت دو عورتوں کی آرزو رکھتے ہیں۔ میں باہر سے ماڈرن تعلیم یافتہ، آئی ڈونٹ کیئر قسم کی لگوں اور اندر میں مانی اماں کو بھائے رکھوں دل میں۔ کیا آپ متضاد باتوں کی آرزو نہیں کر رہے مجھ سے؟

عدیل: ہر چیز کی کوئی Limit ہوتی ہے مومنہ!  
 مومنہ: بسے آف لائف کتے کی زنجیر ہے عدیل۔۔۔۔۔ جب آپ اسے گلے میں ڈال لیتے ہیں تو پھر اس کے ساتھ ساتھ بھی چلنا پڑتا ہے۔

عدیل: پتہ ہے تم کیا ہو! اندر سے وہی اذیت دینے والی Fundamentalist۔۔۔۔۔ دوسروں کے خیال ان کے آرام ان کی لائف کا نہ سوچنے والی۔ جہیں معلوم ہی نہیں تم کتنی عجیب گھر ہو اپنے سوائے جہیں کچھ نظر ہی نہیں آتا۔۔۔۔۔ بنیاد پرست۔۔۔۔۔



## سین 22 ان ڈور شام گئے

(ارشاد اور مومن لیبارٹری میں ہیں۔ ارشاد مانگیر و سکوپ کے اندر کوئی ملا نیلا دیکھ رہا ہے۔)

مومن: نہیں نہیں ہرگز نہیں! آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔ عدیل شراب آدمی نہیں تھا۔ وہ بھی عبوری دور کے ہر آدمی کی طرح دو چاہتوں کا مرعوض تھا۔ نہیں سر میرا مسئلہ عدیل نہیں ہے۔ وہ اچھا تھا ساری باتوں کے باوجود صرف دو تہذیبوں کو بیک وقت چاہتا تھا۔

ارشاد: پھر۔۔۔ تمہارا مسئلہ کیا ہے؟ تم مجھ سے کیا پوچھنے آئی ہو؟ سوال کیا ہے جو تمہیں پریشان ہے؟

مومن: سر! اگر مغرب کے لوگ مجھے بنیاد پرست کہیں مجھے مچلی دیریں مسلمان ہونے کی تو مجھے اور ابھی برا نہیں لگے گا۔ لیکن میرے اپنے ملک میں یہاں جہاں سب مسلمان ہیں اگر وہ مجھے Fundamentalist کہتے ہیں تو پھر طعنہ دینے والے کون ہیں!۔۔۔ میرے ساتھ وہ اپنے دادا دادا 'سما' بڑے ابا اپنے مارتے بچپلوں کو کیا سمجھتے ہیں۔ اس ساری تاریخ کو کیا سمجھتے ہیں۔۔۔ ان اولیوں اور صاحبوں کو کس مقام پر دیکھتے ہیں!

ارشاد: (کام چھوڑ کر کڑکی میں جاتا ہے۔ وہاں سے ایک ٹیل کٹرا اٹھاتا ہے) وہی آکر مومن کے سامنے بیٹھتا ہے اور خاموشی کاٹتا ہے۔ (مومن آکر میں قبول مادی تصور تھا وہ اب تو پھر۔۔۔)

مومن: (پیرا۔۔۔ پیرا۔۔۔) یہ مست بین صاحب بتاتے ہیں کہ جب دو آدمیوں میں جھگڑا ہو تو اگر ان میں سے ایک ان تصور ان کے تصور فیصد تسخیر ہو جاتی ہے۔

مومن: یہ بات ہوئی سر۔۔۔ اگر لوگ مجھے بنیاد پرست کہتے ہیں۔۔۔ اور۔۔۔ تو شہر ہو۔۔۔ سنتے ہیں یہ۔ ایک روز اگر وہاں کا کچھ بھی وہ تو جہاں ہی رہا اس کی۔۔۔

ارشاد: (پیرا۔۔۔ پیرا۔۔۔) یہ بات ہوئی سر۔۔۔ اگر لوگ مجھے بنیاد پرست کہتے ہیں۔۔۔ اور۔۔۔ تو شہر ہو۔۔۔ سنتے ہیں یہ۔ ایک روز اگر وہاں کا کچھ بھی وہ تو جہاں ہی رہا اس کی۔۔۔

## کٹ ٹو کٹ

سین 23

- 1۔ مومنہ کا چلا رہی ہے۔ بہت اونچی توہلی بج رہی ہے۔
  - 2۔ مومنہ کپڑے الماری میں تانگ رہی ہے۔ بہت اونچی مغربی موسیقی لگی ہوئی ہے۔
  - 3۔ باورچی خانے میں اونچا نیپ لگا کر انڈہ بجھتی ہے۔ کبھی توہلی بکتی ہے اور کبھی مغربی دھن۔
- کٹ

## سین 24 آؤٹ ڈور شام کا وقت

- (چھوٹے سے لان میں کرسیوں پر ارشاد اور مومنہ بیٹھے ہیں۔ ارشاد کافی پی رہا ہے۔)
- مومنہ: سر اندر مل اور میں ٹھیک جا رہے تھے۔ پھر وہ نیلیون آپرینر بخت مجھ سے جٹس ہو گئی۔ پتہ نہیں یہ ہم لوگ اس قدر جٹس کیوں ہوئی ہیں سر۔۔۔۔۔
- ارشاد: (جس کرنا یہ تو آپ ہی بتائیں گی میں عورت نہیں ہوں۔)
- مومنہ: سر اس وقت میں بڑی پریشان تھی مدی کے گھر میں۔۔۔۔۔ ان دنوں میں بہت موسیقی سنا کرتی تھی۔۔۔۔۔ کار میں غسل خانے میں اینڈروم میں۔ موسیقی کے بغیر مجھے سانس نہیں آتا تھا۔ آپ نے نوٹ کیا ہے سر موسیقی میں ایک عجیب گن ہے۔ یہ دل میں ایسا لہریا پیدا کرتی ہے جو رکھی ہی نہیں سر چلتی رہتی ہیں۔ گناہ لہریں اندھی لہریں۔۔۔۔۔
- ارشاد: شاید اسی لیے اسٹیج سون لوگ ہمارے غلاف میں موسیقی سننے سے منع کرتے ہیں۔
- مومنہ: سر کبھی موسیقی نے آپ کو بے سون کیا ہے؟ آپ روئے ہیں بے تحاشا موسیقی سن کر۔
- ارشاد: (اسی میں سر جاتا ہے اور دل پاتا تھا بخت ہے) موسیقی میرا قیوب نہیں ہے۔
- مومنہ: (مومنہ کا آؤٹ ڈور ارشاد کرتے ہیں) یہ ارشاد ہی بے نوہی ہے۔۔۔۔۔ (دل کی طرف اشارہ کرتا ہے)

(سکین پر اصلی و حزن کشا دل آتا ہے۔ ایک کے ساتھ دل کی آواز۔۔۔ اس بار پہلے دل کی آواز آتی ہے پھر اس میں طبلے کی آواز مدغم ہو جاتی ہے۔)  
کٹ

## سکین 25      ان ڈور      شام کا وقت

(ایبار ٹری بیک گراؤنڈ میں ہے۔ مومنہ اور ارشاد سامنے بیٹھے ہیں۔ ارشاد ٹیبلٹ کے ایک برتن میں لال رنگ کا مخلوط ڈنٹے بیٹھا ہے۔ وہ ٹیبلٹ کی نگلی سے اس میں بھنور بنا رہا ہے۔ چبلے گیمرو اسی گلولہ پر جاتا ہے پھر اوپر اٹھتا ہے اور ارشاد اور مومنہ کو دکھاتا ہے۔)

ارشاد: سراسر آپ مانیں گے تو نہیں میں نے کئی بار اپنے قلب کو دکھا ہے۔ اس کی صورت سائت پانچوں جھکی تھی۔ ان پانچوں میں پڑا سکون تھا پھر سر کھینچتے ہوئے گلے کی خیال کی ہوا۔۔۔ اور سائت پانچوں میں تلخے تلخے بھنور پڑتے تھے۔ ابھی خیال بھنور ہی کر چھوڑا ہے اور دل میں جو ہر بھانا لگتا ہے۔ سر میں ڈکچو مکتی ہوں بیچ۔

ارشاد: اب بھی کبھی یہ کیفیت ہوتی ہے مومنہ۔ قلب کو دیکھنے کی؟  
مومنہ: جی سر اب میں کبھی کبھی چھپتے پھر باک جاتی ہوں اور ایک ایسا سا خیال میرے دل کی سطح پر لہریں مارتا ہے۔ میں اس خیال سے بولا کرتی ہوں سر۔

ارشاد: اس خیال کی کوئی شکل ہے مومنہ؟  
مومنہ: ہے سر ہے کیوں نہیں اندر ہے سر۔ اس کی شکل ایسی ہے سر جیسے کچی دیوار پر بارش کے بعد تیز و صوب پڑے۔

آواز

(آواز یہ لے کر آتی ہے مومنہ کا خواب ہو۔۔۔ دریا کے کنارے مومنہ اور ارشاد جا رہے ہیں۔ ان دونوں کی طبیعت ٹھہر آتی ہے۔۔۔ ان کی پشت پر چڑھتا جاتا ہے۔ آخر میں ارشاد اپنا ہاتھ چھو کر مومنہ کا ہاتھ چوم لیتا ہے اور چھپکا ہے۔  
گیمرو دونوں ہاتھوں کا ہاتھ آپ بٹاتے۔)

کٹ

## سین 26 ان ڈور شام کا وقت

(لیبارٹری میں ارشاد اور مومن موجود ہیں۔ ارشاد سرخ رنگ کا مخلول ایک بیکر سے دوسرے بیکر میں ڈالتا ہے اور خوب ہلاتا ہے۔)

مومن: کبھی کبھی میرا دل چاہتا ہے سر میں مرد ہوتی۔ آزاد ہوتی اور آزاد رہ سکتی۔ میرے دل کے پانی آنکھوں کے پانی مجھے اس قدر پابند کرتے۔

ارشاد: یہ بھی تمہارا خیال ہے مومن! مرد بھی کچھ ایسا آزاد نہیں ہوتا۔ پابند ہے کہ آزاد ہو نہ ہو نہیں سکتا۔

مومن: آزاد کسی سر اپنی ہی آنکھوں کے آنسو سے ڈبو تو نہیں دیتے ہاں۔ وہ اپنی ہی فیلنگز کا غلام تو نہیں ہوتا ہاں!

ارشاد: کیا تم غلام ہو؟

مومن: ہاں سر! غلام در غلام۔ کبھی کبھی مجھے لگتا ہے اگر میں آزاد بھی ہو جاؤں روڈی کمانے سے بچ پانے سے تو ابھی میری فیماںز جان بوجھ کر۔۔۔ مجھ سے چر رگنے کو مجھے نچاؤ کھانے کے لیے کہیں۔ کہیں مجھے غلام بنا دیں گی۔ آپ کو پتہ ہے سر میرا اصلی دشمن کون ہے؟

ارشاد: عدلی؟

مومن: ہائے نہیں سر۔۔۔ میں خود۔۔۔ میں خود سر۔۔۔ ہی لیے تو میں جیت نہیں سکتی۔ مجھے ہمیشہ برا دینے والا۔۔۔ پانی سے بھرا میرا قلب مجھے پر سکون نہیں رہنے دیتا۔ جو ہوتا ہی رہے وہ کس سے جیتے گا سر! کیسے جیتے گا! ایک ذرا سا خیال ہی تو کافی ہے بڑی بڑی بہریں بند کرنے کے لیے۔

آزاد

(آزاد کی لہروں والا شارٹ)

آزاد

## سین 27 ان ڈور شام کا وقت

(آزاد اور مومن دونوں آگے آئے ہیں اور ہوا کی جھلک مار رہے ہیں۔)

مومنہ: مردہ جو۔۔۔ دیکھیں سر آپ مجھے یہاں جگہ نہیں دے سکتے مردش کو اور ٹرڑ میں۔۔۔ میں سارے کام کر سکتی ہوں۔۔۔ دھوبی جیسے کپڑے استری کر لیتی ہوں سر۔۔۔ ولایتی سویٹ ڈشیں بنا لیتی ہوں۔۔۔ اندھیرے میں فیوز لگا لیتی ہوں۔ آپ کو کوئی چاکر نہیں چاہیے؟

ارشاد: اور تمہارا وہ بیٹا کیا کرے گا مومنہ۔۔۔ مومنہ عدیل؟

مومنہ: وہ تو سر دو بیٹا چلا گیا باپ کے پاس۔۔۔ وہ امی کے ساتھ ایڈجسٹ نہیں کر سکا۔

ارشاد: اچھا مومنہ! اب تم یہ کر دو کہ گھر چلی جاؤ۔ بہت دیر ہو گئی ہے۔

مومنہ: آپ مجھے واقعی نہیں رکھ سکتے سر! امی نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے سر اور۔۔۔ دیکھئے میں مجھے اتنی جلدی گھر کہاں ملے گا۔

ارشاد: بہت دیر ہو گئی ہے مومنہ!

مومنہ: دیر کہاں سر! مجھے تو لگتا ہے کہ جیسے ایک خیال میرے دل میں آیا اور چلا گیا۔۔۔ اتنی دیر ہوئی ہے ساری۔ لیکن خیال ایسا تھا سر کہ اس سے پیدا ہونے والی لہریں ساری زندگی پر سکون نہیں ہوں گی۔

ارشاد: (آشیر باد کے انداز میں) اچھا بھئی! خدا عافہ!

(تصویر شل ہوتی ہے۔)

کٹ

## سین 28 آؤٹ ڈور دن

(مومنہ چٹانک کے قریب پہنچ چکی ہے۔ ارد گرد کچھ ترچہ چک رہے ہیں۔ وہ چٹانک کھول کر باہر نکلتی ہے۔ سین وہیں سے شاٹ شروع کیجئے جہاں سین 2 میں ڈاکیومنٹ اٹھا کر سائیکل پر چڑھنے کو تیار ہے۔ تصویر شل ہے یکدم چلتی ہے اور ڈاکیومنٹ سوار ہوتا ہے۔)

محمد حسین: مل گئے ارشاد صاحب؟

مومنہ: اندر تو کوئی بھی نہیں ہے محمد۔

محمد حسین: اندر کوئی نہیں تاہم نے تو میں بکے ہاتھ میں ڈاک دی ہے۔۔۔ خود آیا ہے دعوت

نامہ۔۔۔ شرکت کا۔۔۔ چلے گئے ہیں گے شریف۔۔۔



مومنہ: ۲ میں نے تو ایک ایک کر دیکھا ہے پوسٹ میں صاحب وہاں تو کوئی بھی نہیں۔  
 محمد حسین: اس آنکھ سے تو کچھ بھی نظر نہیں آئے گا بی بی!

(ڈاکیہ سائیکل پر بیٹھ کر روانہ ہو جاتا ہے۔ ایک دم کتوں کے بھونکنے کی آواز  
 شروع ہو جاتی ہے۔ مومنہ اپنی پہلی نیکیسی کی طرف حیرانی سے دیکھتی ہے اور اس  
 کی طرف بڑھتی ہے۔)

کٹ

## قسط نمبر 6

## کردار

ارشاد کئے کرو۔ ایک روشنی کی تین کرنیں۔ ایک ہی ایکٹر  
تینوں رول ادا کرے گا۔

ہیردکن

ماں کا دوسرا روپ

ریسرچ آفیسر

ریسرچ آفیسر

لیبارٹری اسٹنٹ

امیر نو جوان۔ ریسرچ سے وابستہ

شادی شدہ نو جوان۔ ٹائیل میں گہری دلچسپی رکھنے والا

عمر ساٹھ سال

شیخ کی دوست۔ امیر کی بیوی

سلنی کا دائمی طور پر کھسکا ہوا تایا

عامر کا والد۔ مخمل حراج

عمر ساٹھ کے لگ بھگ

عامر کی طلاق یافتہ بہن

اور چند غلط کردار

[گڈ ریا عبد اللہ  
ڈاکیہ محمد حسین  
فاکروب بھا]

مومنہ

ارشاد کی والدہ

سلنی

عامر

ٹائیل

سجاد

ہاسٹ

ٹائیل کی ماں

ظہرا

تمباکूम

ابا سلیمان

عامر کی ماں

رحیمہ





آپ کا گھر ٹوٹ جائے گا تو۔۔۔ تو۔۔۔ آپ میں اتنا سیلف کنٹرول ضرور ہوتا چاہیے تھا کہ آپ مجھے ignore کرتے۔ میرے قریب تک نہ آتے۔

باسط: جب میل ملاقات کی اتنی آزادی ہو۔۔۔ دوپہر کو انکھٹے کھانا ہو روز۔۔۔ پھر آدمی کو کبھی کبھی بھول بھی جاتا ہے کہ وہ شادی شدہ ہے۔

نائیلہ: پھر اب کیا کریں باسط؟

باسط: مہلت دو نائیلہ کچھ ہمتوں کی۔۔۔ مجھے خود کچھ سمجھ نہیں آرہا۔

کٹ

## سین 2 آؤٹ ڈور دن

(مومنہ، سلنی اور نائیلہ تینوں سڑک پر آٹھ بج چکی ہیں۔ ان تینوں کے ڈائلاگ علیحدہ دیکارڈ کر کے چلتی ہوئی لڑکیوں پر سپر ایپوز کریں۔)

مومنہ: آج نائیلہ بڑی چپ ہے۔ کیوں نائیلہ؟

نائیلہ: جس تھک گئی ہوں ذرا۔

سلنی: یہ کیا بولے! بلکہ کوئی بھی درمیک دو من کیا بولے۔۔۔ سارا دن کام کام اور کام اور گھر گھر کرتے ہی اور کام کام کام۔ کم از کم مرد گھر پہنچ کر تو آرام کرتا ہے۔ یہ بیچاری کیا بات کرے!

مومنہ: اسے بھی تو بات کرنے دو سلنی۔

سلنی: اس کا ذہن بند ذول بند عقل بند ایہ کیا بات کرے گی مومنہ کی صورت!!

نائیلہ: ہیں بھی قسمت بند محبت بند مواقع بند! میں کیا بولوں!!

مومنہ: سر کہا کرتے تھے باقی سب کچھ بند ہو سکتا ہے قسمت بند نہیں ہوتی۔۔۔ اس کے کئی راستے ہوتے ہیں۔ VIIہ جاپان بھی آجاتی ہے VIہہ ایسٹریڈیم روپنی بھی پہنچ جاتی ہے۔

سلنی: سال بھر ہونے کو آیا جنہیں سر کی باتیں بھولی نہیں ابھی۔ کیا بات ہے؟

(ایسٹریڈیم کا چہرہ گھور میں لڑکتا ہے۔ وہ بے چین نظر آتی ہے۔ یہاں

تصویر چند لمحے کے لیے شل ہوتی ہے۔ پھر جب تصویر جاری ہوتی ہے تو ایک

دین ایس شاپ پر رقی ہے۔ مومنہ بھاگ کر دین میں سوار ہوتی ہے۔ ہاتھ ہلا کر

خدا حافظ کرتی ہے۔)



- ہاں: بس یہ وال صاف کر کے ابھی چڑھاؤتی ہوں۔
- نائیلہ: کچھ تو دوپہر کو پکایا ہو گا ناں۔
- ہاں: پکایا تھا پکایا کیوں نہیں۔ کر لیے گوشت تھا۔
- نائیلہ: (حکمان کے ساتھ) تو چل دے دے۔ بڑی بھوک لگی ہے۔
- ہاں: لے دو اب تک پڑے ہیں کر لیے گوشت۔۔۔ عہر کی لڑان ہو رہی تھی 'تیرا ماما مجید آ گیا۔۔۔' وہ بھی سامنے رکھ لی 'میں روٹیاں پکاتی گئی اور وہ کھاتا گیا۔ چوم چاٹ کر دیکھی کھرے میں دکھ دی۔
- نائیلہ: اور بچے؟
- ہاں: ہم سب نے تو دے ہی منگا کر روٹی کھالی۔
- (نائیلہ قدرے غصے کے ساتھ چارپائی پر بیٹھ جاتی ہے۔ اس وقت ایک دس برس کا لڑکا 'ایک چھ برس کی بچی اندر آتے ہیں۔)
- لڑکا: نائیلہ باقی پانچ روپے ہیں؟
- ہاں: کیا کرنے ہیں؟
- لڑکی: اماں سموتے لینے ہیں 'بڑی بھوک لگی ہے۔
- (نائیلہ پیسے دیتی ہے۔)
- ہاں: ایک تو تو نے انہیں بازار کھا ہے
- دونوں بچے: (حسرت سے) (جاتے ہیں)
- ہاں: (حکمت سے) ایک سموتہ باقی کو بھی لاؤ بیٹ۔
- نائیلہ: جی نہیں 'شکر ہے!
- (چند لمحوں کا سکوت)
- ہاں: نائیلہ!
- نائیلہ: جی ہاں!
- ہاں: (دھڑکتے ہوئے) آئی تھی 'میں نے آئی تھی 'میں نے آئی تھی۔
- نائیلہ: (پوچھتے ہوئے) جی ہاں؟
- ہاں: کیا سوچا ہے تو نے؟
- نائیلہ: کس بارے میں؟
- ہاں: (پوچھتے ہوئے) میں نے تو کیا ہوا ہے؟

پالنا بڑے ثواب کا کام ہے۔

اگر میں تجیہوں کو پالنے میں کئی ماں تو یہ سارا کمرہ ختم ہو جائے گا۔

اھ ہاں! سب کا!

(جانتے ہوئے) آتی صغرا نے بھی گھر دیکھ لیا ہے۔ جب کہیں سے گزارہ والاؤں

نہیں ملتا یہاں آ جاتی ہے دو ہا جوڑوں کے رشتے لے کر۔

(فصے کے ساتھ اندر وہی سائیکل کی طرف نکل جاتی ہے۔ بچے سو سے لے کر آتے ہیں۔)

باقی سو سے کھالیں۔

کٹ

سین 5 ان ڈور کچھ لمحوں بعد

(ایک بوز حاسا آدمی پتنگ پر لینا ہے۔ اس کے چہرے پر بیگ ہے اور وہ دھماکے

میں کوٹ کاٹن پروٹے ہوئے دونوں ہاتھوں سے اس بین کو دھماکے پر چلانے کی

کوشش کر رہا ہے۔ ٹائیلہ دروازہ کھول کر آتی ہے۔)

سلام ملیم!

(اس وقت سولہ سترہ برس کا نوجوان اندر آتا ہے۔)

ابا بلی کاٹل کہاں ہے؟ ٹانگ مکان آیا ہے۔

مجھے کیا پتا بیٹا! میں کبھی ہوا کرنے گیا ہوں بلی کاٹل۔

ایک تو یہاں کوئی چیز ہی نہیں ملتی کبھی وقت پر۔۔۔ ایک جنگل ہے۔۔۔ سرس

ہے۔۔۔ چہ یا گھر ہے۔

(فصے سے جاتا ہے۔)

فصہ زیدہ: کیا ہے آج کل کہ۔۔۔ برو داشت کم ہو گئی ہے ہم بڑھوں کی!

اس کی تو عادت ہے! بات ہوتی ہو، جتنو ضرور کالیا ہے سلمان۔

ہیہ ہا!

بس ابائوں کی۔۔۔ ہی تھک گئی ہیں۔

ہاں۔۔۔ تھک گئی ہیں۔۔۔ تینے سال سے کچھ قیلہ ہی جاتے۔

اٹا ہا!

- باپ: کب تک یہ گاڑی کھینچے گی ٹائیل؟  
 ٹائیل: بس اب اسلٹان کو گھنٹے نوکری مل جائے۔۔۔
- باپ: جس گھر میں پٹیاں گھر کا بوجھ اٹھالیں وہاں بنے کبھی بد مرد ازگار نہیں ہوتے۔ وہ کچھ  
 ادھر ادھر ہو جاتے ہیں ٹائیل!
- ٹائیل: میری فکر نہ کریں اب انہیں ٹھیک ہوں۔
- باپ: تو ٹھیک ہوتی تو اپنے شوہر کے ساتھ ہمارے گھر آیا کرتی کبھی کبھار۔ میں چاہتا تھا سال  
 چھ ماہ کے بعد اسے کراہ کر کام پر جانے لگوں گا۔ سنا ہے جہاں میں ٹاپ رائٹر لے کر بیٹھا کرتا  
 تھا وہاں اب یوٹس نے فونوٹیشن مشین لگا لی ہے۔
- ٹائیل: ہاں بابا!
- باپ: کچھ دنوں کے لیے ٹاپ رائٹر لے کر گیا تھا پار سال ہو چکے۔ کبھی شہر پہ آکر کرنے  
 ہی آ جاتا۔ سنا ہے بڑا کام ملنے لگا ہے اس کو!
- ٹائیل: کچھری کے سامنے جو بیٹھا ہے اب۔
- باپ: (سر ہانے سے دو ہنسی گولیاں نکال کر) یہ لے لڑی انھی لیسن اور ایس ہیں۔ صبح  
 سے میں نے چھپا کر رکھی ہیں (انہیں) پاس لایا تھا میرے پاس آج۔۔۔ بچا ہوا چھپا آری  
 ہے لیکن مجبور ہے۔۔۔ بدوی ساتھ تھی اس کے۔۔۔ تو ملی ہے ناں زیست کو۔۔۔ بدوی  
 انھی عورت ہے۔۔۔ بد نصیب بہ تیزی طرح۔۔۔
- کٹ

## سین 6 ان ڈور شام کا وقت

- (سٹونی فیس میں موت بنی کھڑی ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک خط ہے۔ تپا کھڑیم  
 دہکا ہوا چارپال پہ بیٹھا ہے۔)
- سٹونی: تپا کھڑیم! یہ خط آپ میری امی کو دے دیجئے گا۔ وہ آپ کو اپنے پاس رکھ لے گی۔ میرے  
 پاس اتنا حوصلہ نہیں ہے کہ میں اپنی بیاہ بھاتی کراؤں یا۔۔۔ بازاروں میں۔ امی نے  
 ساری عمر نیکی کر کے دریا میں ڈالی ہے۔۔۔ وہ خوشی سے تپ کو عاف کریں گی۔ آپ  
 ان کے پاس ملے جائے پلیز۔
- تپا کھڑیم: (سٹونی کی بات سن کر)۔۔۔

سلسلی:

کیا سنوں آپ کے حصے کی بات! بازار میں اس بد تمیز نے میرا دوپٹہ کھینچ کر روکا۔ کس لیے؟ آپ کی وجہ سے۔۔۔ ورنہ آپ فیکٹری میں چل کر دیکھئے۔ پندرہ سو روپے کر نکلتا ہے شام کو، کبھی غلطی سے بھی کسی نے آنکھ بھر کر نہیں دیکھا میری طرف۔

تایا:

بس کل اتنی بات ہوئی ہے۔۔۔ میں آئس کریم لایا ہوں فقیر بھائی کی دکان سے۔ میں جانتا ہوں وہ ذرا مشغول تھا۔ میں نے اس کے چھوٹے سے کہا، 'بھئی شام کو پنچادوں کا پیسے۔ کل اتنا معاملہ ہوا ہے۔ میں قرآن اٹھا لیتا ہوں۔

سلسلی:

جو کوئی بھی معاملہ ہو لیا نہیں ہوا میں آپ کو رکھ نہیں سکتی۔ بس یہ میرا فیصلہ ہے۔ میں ابھی پوچھ کر آتا ہوں فقیر بھائی سے دوپٹے کا لگاؤں گا چھوٹے کو۔ اس کی یہ مجال! سید حانہ کو دیا تو نام تایا نکرم نہیں۔ (کھینکے لگتا ہے)

تایا:

(سر دھسے کے ساتھ) رک جائیں تایا نکرم اسی جگہ! لے رک گیا۔۔۔ اسی جگہ۔

سلسلی:

میں اب آپ کو نہیں رکھ سکتی۔۔۔ سنتے ہیں آپ۔ ختم ختم۔۔۔ آپ یہاں سے چلے جائیں سیدھے سیدھے۔

تایا:

سلسلی:

وجہ؟ آخر وجہ؟

بس میری مرضی۔۔۔ میں ہر روز کی یہ بک بک برداشت نہیں کر سکتی۔ آپ سدھر نہیں سکتے نکرم تایا! آپ چلے ہی جائیے۔

تایا:

سلسلی:

لے ہے! تیری مرضی ہے میں نہ رہوں اور میری مرضی ہے میں رہوں۔ ان کو انروں سے میری لاش نکالے۔ دھوم دھام کا جنازہ ہو۔ اب تو یہ بتائیں بڑا ہوں کہ تو؟ میری مرضی ہوگی کہ تیری؟

تایا:

بس تو آپ ہی ہیں لیکن میں آپ کو نہیں رکھ سکتی۔ ہرگز نہیں۔۔۔ ایک منٹ کو بھی نہیں۔

سلسلی:

کٹ

سین 7 ان ڈور دن

(موت کا چھوٹا سا گھر۔ اس وقت صبح اور عام بیٹھک نما ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہیں۔ سادہ سی چائے کا برے سامنے دھرا ہے۔)

- عامر: اچھا مومنہ جی! تو میں پھر چلتا ہوں۔
- مومنہ: ہاں بھی۔۔۔ مجبوری ہے۔ (عامر اٹھتا ہے) دو دراصل مینے کا آخر ہے ناں۔ میرے اپنے پاس کل پچاس روپے ہیں۔
- عامر: بس مجھے تھوڑی سی تکلیف تھی۔ چلے میں سجاد سے مانگ لوں گا۔ آپ فکر نہ کریں۔
- مومنہ: سچ عامر۔۔۔ میرے پاس ہوتے تو میں ضرور تمہاری مدد کر دیتی۔ آئی ایم سوری۔ میرے پاس کچھ ہے ہی نہیں۔
- عامر: کوئی بات نہیں مومنہ جی۔ ٹھیک ہے۔ (چلا ہوا دروازہ تک پہنچتا ہے۔)

مومنہ: عامر!

عامر: جی!

مومنہ: وہ۔۔۔ بات یہ ہے۔۔۔ پتہ نہیں تم مجھ سکو کہ کچھ اور ہی نتیجہ نکالو۔ میرے پاس پانچ سو

تو ہیں بلکہ ہزار روپیہ ہے نوٹل وغیرہ کر کے لیکن۔۔۔

عامر: تو آپ مجھے دے دیں پلیز! تنخواہ ملنے میں کل چار دن تو باقی ہیں۔ میں فوراً دے دوں گا۔

پردوس!

مومنہ: جب سے ارشاد صاحب گئے ہیں ناں جب سے کوئی ادھار ہی نہیں دیتا۔ یہ ساری مدت میں لوگوں سے قرض مانگتی رہی ہوں کسی نے کبھی میری مدد نہیں کی۔ فقیروں کی طرح یہ وقت گزرا ہے۔

عامر: مومنہ جی پلیز اعتبار کریں (گھڑی اٹارتے ہوئے) چلئے آپ یہ گھڑی رکھ لیں ضمانت کے طور پر۔ (مومنہ گھڑی پکڑ لیتی ہے لیکن کافی ٹانگہ پکڑا ہٹ کے بعد) اگر میں دوسری تاریخ کو نہ آیا تو گھڑی آپ کی۔۔۔

مومنہ: وہ بات یہ ہے عامر آج تک جس کسی نے مجھ سے قرض لیا ناں اس نے کبھی واپس نہیں دیا۔ (گھڑی دیکھ کر) یہ گھڑی اتنی قیمتی تو نہیں لگتی۔

عامر: نہیں ہی کافی مبلغ ہے۔ میری مدد تو ڈے پ سسٹنی نے لے کر دی تھی پونے سات سو روپے۔

(مومنہ پر اس کھول کر اس میں گھڑی رکھتی ہے۔ پھر پانچ سو کا نوٹ نکال کر دیتی ہے۔)

مومنہ: پتہ ہے عامر پچہ را سال ہو گا۔۔۔ کسی نے میری مدد نہیں کی۔ خدا جانتا ہے کبھی بھی مجھے

بڑی مشکل پڑ جاتی ہے پر ہر ایک کو ہی متی پروہلم ہے۔ یہ پانچ سو واپس ضرور کر دیتا۔۔۔ سر بھی نہیں ہیں جو میری مدد کریں گے۔ مہینے کے آخری دن ہیں۔

عاصر: ضرور واپس کر دوں گا مومنہ جی آپ بے فکر رہیں۔ قینک یویری بچ۔ (جاتے ہوئے مزرے) بہت بہت شکریہ۔۔۔ اصل میں میں سجاد سے قرض لینا نہیں چاہتا تھا اس لیے آپ کے پاس آ گیا۔

مومنہ: عابر!

(عابر واپس آتا ہے۔)

عاصر: جی ہائی!

(مومنہ پرس کھولتی ہے گھڑی نکالتی ہے۔ اسے ہلا کر کان سے لگاتی ہے۔ پھر دیکھتی ہے۔)

مومنہ: بھئی یہ تم واپس لے لو۔ کچھ اچھا نہیں لگتا۔

عاصر: کیا اچھا نہیں لگتا؟

مومنہ: بھئی یہ گھڑی وڈی رکھنا۔۔۔۔۔ آدی کچھ یہودی سا لگتا ہے اسرائیلی سا۔ لیکن رقم ضرور لوٹا دینا دو تیرے کو پلیز۔ میں نے کیمینی ڈالی ہوئی ہے۔

(مومنہ پرس کھول کر کچھ دیکھنے لگتی ہے۔)

عاصر: ضروری جی ضرور۔۔۔۔۔ خدا حافظ قینک جی!

کن

## سین 8 ان ڈور شام کا وقت

(تایا حکیم اپنے کپڑے ایک چھوٹے سے جگے میں بڑے لٹا خریتے سے پیک کر رہا ہے۔ کچھ دور سٹلی بیٹھی چائے کے ساتھ برگر کھا رہی ہے۔)

(دکھ کے ساتھ) میں تو ساری عمر دوسروں کی مرضی کی سولی پہ منگا رہا۔ چھوٹا تھا تو ماں کی مرضی پہنچی تھی۔۔۔۔۔ جوان ہوا تو تمہاری مائی نے گلے میں ہنڈال دیا۔۔۔۔۔ بچے جوان ہوئے تو ان کے ہاتھ میں بنجر تھا مرضی کا۔ میں تو کینڈی بنارہا سٹلی! یہ تو دوسرے ہی تھے۔ کبھی حکیم کو بچہ کا دیا بھی چکا۔

مومنہ: (مومنہ غور سے دیکھ رہی ہے) میں تو حکیم! میں آپ کو ایک لمحے سے بھلا کر لاتی۔۔۔۔۔ ہے



آپ کو پتہ چل رہا ہے تھے۔ کیا حالت تھی اس وقت آپ کی!

تایا: بری حالت تھی۔۔۔۔۔ کپڑے پائے ہوئے۔۔۔۔۔ ایک پاؤں سے ننگا۔۔۔۔۔ بخار چڑھا ہوا۔  
میں مانتا ہوں۔ میں کب مکر تا ہوں۔ بری حالت تھی میری۔ تو ہی مجھے وہاں سے  
چھڑا کر لائی۔

سلسلی: پھر میں نے آپ کو نبھلایا۔ دھلایا۔۔۔۔۔

تایا: بند دہلایا۔ میں مکر تا ہوں؟ پر سلسلی بتا۔۔۔۔۔ سچی بتا کبھی میں مکر تا ہوں تیرے احسان سے۔  
کبھی تو نے آج تک مجھے پوچھا تیا کیا کھانے کو جی چاہتا ہے تیرا؟ کبھی تو نے پوچھا تیا  
کپڑے کون سے رنگ کے ہوں تیرے لیے؟ جب تجھے خند آ جاتی ہے تو بتی بھڑکتی  
ہے کوئی جلا نہیں سکتا۔ جس وقت تو کھانا چاہتی ہے اسی وقت ہی کھانا پڑتا ہے 'ٹھہر کے  
نہیں۔

سلسلی: (خفتی سے لیکن ٹھہرا کر) اس وجہ سے تیا۔۔۔۔۔ اس وجہ سے کہ جو کھانے کا مرضی اسی کی  
چلے گی۔ جو انسان کسی قسم کی کنٹری بیویشن نہیں کرتا وہ ڈکلیٹ نہیں کر سکتا۔  
تایا: ٹھیک ہے 'ٹھیک ہے! میں جانتا ہوں۔۔۔۔۔ مانتا ہوں۔ جو کما نہیں سکتا وہ منوا کیسے سکتا ہے  
بھلا۔ بالکل ٹھیک ہے۔

مومنہ: پھر جب آپ کی پوزیشن ہی ایسی نہیں منوانے والی تو پھر آپ Complain کیوں  
کر رہے ہیں!

تایا: Complain تو نہیں کر رہا میں تو پوچھ رہا ہوں۔

سلسلی: کیا پوچھ رہے ہیں آپ؟

تایا: میں پوچھ رہا ہوں کہ بچے بھی تو گھر میں کچھ کنٹری بیوٹ نہیں کرتے نہ پیسے لا کر دیتے  
ہیں نہ کام کاج کر کے دیتے ہیں نہ کوئی ہاتھ بٹاتے ہیں لیکن ان سے تو کوئی ناراض نہیں  
ہوتا۔ ان سے تو کوئی کنٹری بیوٹ کرنے کو نہیں کہتا۔ کیا تم بڑے آدمی کو ایسے نہیں  
دیکھ سکتیں لائی پیار کے ساتھ۔۔۔۔۔ بچے کی طرح؟

سلسلی: (ہنس کر) بچے کی طرح تیا جانی۔۔۔۔۔ بچے کی طرح! جناب مالی بچے پر تو بے طرح پیار آتا  
ہے۔ اس کے بغیر تو گھر ویران ہوتا ہے اور بڑھا؟ بڑھا تو گھر کا بوجھ ہوتا  
ہے۔۔۔۔۔ معاشرے کا بوجھ۔۔۔۔۔ جو انوں کا بوجھ۔

(کدم جیسے جانا ٹھہریم کو بات سمجھ آ جاتی ہے اور وہ سوٹ کیس اٹھاتا ہے۔)  
تایا: لے سلسلی! بات سمجھ میں آگئی بیٹا۔۔۔۔۔ آج ساری بات سمجھ میں آگئی۔ ابھی تک میرا

خیال تھا کہ تو مجھ سے یاد کرتی ہے۔۔۔ اپنے سر پر باپ کا سایہ سمجھتی ہے۔ لیکن وہ میری بھول تھی۔۔۔ میری حماقت تھی۔ پر اب بات سمجھ میں آگئی۔۔۔ سمجھ میں آگئی میرے۔۔۔ سمجھ گیا۔۔۔ سمجھ گیا۔

(بیسے شاہ کی کافی "گل سمجھ لنی حن رولا کی"۔۔۔ گاتے گاتے گول گول چکر کاٹنے لگتا ہے اور بھمدیاں سی ڈالنے لگتا ہے۔)

کٹ

## سین 9 آؤٹ ڈور دن

(لبھا خاکروب اپنا جھاز د پہلو میں رکھے ہاتھ پر رکھی روٹی کھا رہا ہے۔ اس کے قریب ہی ایک چھوٹی سی کوڑے کی ڈھیری کو آگ لگی ہوئی ہے جس میں سے دھواں اٹھ رہا ہے۔ لبھا اس جلتی اور دھواں چھوڑتی ڈھیری کو دیکھ کر مسکرا رہا ہے۔ اس پر اسی کی آواز پر اپوز ہوتی ہے)

لبھا (آواز): جب تک اپنے آپ کو مار نہیں لو گے۔۔۔ ساڑ کے سوا نہیں کر لو گے اس کا بھید نہیں ملتا اہل کوئی بھی بھید نہیں ملتا۔ پرانے کو مارنا پڑے گاتے نوں کو جہنم دینا پڑے گا۔ پرانا رست۔۔۔ پرانی سوچ۔۔۔ پرانا وجود۔۔۔ پرانی آکڑ۔۔۔ پرانی شیخی سب کو ختم کرنا پڑے گا۔ چٹا میں ڈال کر بھسم کرنا پڑے گا۔ ایہہ جو لسیاں بڑیاں درگا ہواں اور آستانیاں پر آگ لگ رہی ہوتی ہے، "کج" لگا ہوتا ہے 'چٹا روشن ہوتی ہے' اس کی راکھ لے لے کے اسی جا رہے ہوتے ہیں بھولے لوگ پڑیاں ہانہ ہانہ کے۔ راکھ نہیں لے جانی ہوتی میرے سونچ میرے باہر وہ آگ اس واسطے جل رہی ہوتی ہے۔۔۔ لکڑی اسی لیے لگ رہی ہوتی ہے۔۔۔ چٹا اس واسطے شعلے نکال رہی ہوتی ہے کہ آنے والا اس میں اپنے پرانے اعتقاد پرانے جانے پرانی آکڑ 'غروہ' نکبر پھینک کر ان کو بھسم کر دے۔۔۔ سونا باندے۔۔۔ مٹی کر دے۔ اور ایک نیا جہنم لوے۔۔۔ اک لوں چٹا اور پچھا ہودے راکھ سے۔۔۔ لوں پچہ پھیل پھیر۔

(ایک جگہ سے قریب کی جلتی ہوئی ڈھیری کی آگ کر پڑتا ہے۔ شعلہ بلند ہو کر لہلاہٹا ہوتا ہے۔)

کٹ

## سین 10 ان ڈور صبح کا وقت

(بابا سلیمان کا دیہاتی بھرا پرانگہ۔ گھر میں تین چار بچے اور مہم چاہتے کھیل رہے ہیں۔ ایک طرف رضیہ بالٹی میں پانی ڈالے چمڑکاؤ کرنے میں مشغول ہے۔ دوسری جانب عامر کی ماں جھاڑو پھیر رہی ہے۔ بابا سلیمان لسی کا گلاس پینے میں مصروف ہے۔)

ماں: ایسی کس کس کے لگاؤں گی کہ مرث لھکانے آجائے گی۔ آرام سے جھوٹا بات کرنے دو۔

(بچے باٹی کی آواز سن کر شور کم کرتے ہیں لیکن بالکل خاموش نہیں ہوتے۔)

رضیہ: سنتے ہو کہ نہیں دفع ہو جاؤ باہر۔ ہر وقت سر پر ہر وقت سر پر۔ باپ نے دھکا دے دیا کہ جا کر اوروں کا سر کھاؤ۔ خود تو ہمیش میں رہا مجھ ٹکری کو دھکیل دیا کھوتوں کی فوج میں۔

بابا: اوئے رضیہ۔۔۔۔۔ اوئے رضیہ! چڑی کے بوٹ جیسا تو ان بچوں کا دل ہوتا ہے تو شیر کی طرح دھاڑ رہی ہے۔ بہہ جاؤ کا کا پر دہتے آنے والے ہیں۔ کتنی بار صفائی کریں گی بیچاریاں۔

ماں: تو بیٹھ کر لسی پیارو! دس دفعہ کہہ چکی ہوں مرفی لاوے 'مرفی لاوے'۔ کب اس کے کھسب اتریں گے کب یونیاں ہوں گی کب کچے گی۔۔۔

رضیہ: ہانڈی میں جلدی پک جائے گی ماں! ٹکرتہ کہ۔

ماں: ہمارے پاس تو دیسے مسالے بھی نہیں ہوتے سلیمان! پتہ نہیں شہر کو پسند بھی آئے کہ نہ آئے۔

رضیہ: کدو کا طلوہ تو میں نے ایسا پکایا ہے کہ انگلیاں چاٹتی رہے گی۔

ماں: سلیمان اب اٹھ بھی جاؤ اس کے لیے! بڑی دیر ہو گئی۔

بابا: تو ٹکرتہ کر بھلی لوک! ایسا نرم اصل مرغا لاؤں گا۔۔۔ پونے گئے جیسی ہڈیوں والا ٹکڑک

ٹکڑک منہ میں ہڈیاں بھی روں بن جائیں گی۔

ماں: چلا بھی جا سلیمان! وہ نہ ہو شہر کو کبھی مرفی کھانی پڑے۔

بابا: ہمارے عامر کی پسند ہو گی ماں! سمجھ اس نے ہم سب میں کھل لی جانتا ہے رضیہ کے

بچے گودی چڑھا لیتے ہیں۔ گھاں ہاں۔۔۔ گھاں ہاں۔۔۔ بھلی لوک! اس نے سالن

روٹیاں دیکھی ہیں۔ اے تو میرے میں 'میرے میں' ان سارے ہاتھوں میں بھرا

بھورا عامر مل جاتا ہے۔ تو رکھتی تو جا!  
(بابا سلیمان جاتا ہے۔ گھر اسی پر رہتا ہے۔)  
کٹ

سین 11

آؤٹ ڈور کچھ دیر بعد

(بابا سلیمان کے ساتھ رضیہ کے چار بچے جا رہے ہیں۔ کبھی بچے آگے نکل جاتے ہیں کبھی بابا۔ یہ سارے بچے خوش نظر آتے ہیں۔)  
کٹ

سین 12

آؤٹ ڈور کچھ دیر بعد

(بابا سلیمان رست سے کچھ دور چارپائی پر بیٹھا ہے۔ اس کے پاس ایک دیہاتی آدمی بھی بیٹھا ہے۔)

بابا:

لے بھائی منظور خوشی جیسی خوشی ہمارے گھر تو عید چھی ہوئی ہے۔ پچھلے جمعہ عامر آیا تو کہنے لگا ابانگے جسے کو سہنی آئے گی۔ لے تو قسم لے لے۔ یہ ہفتہ تو ایسے گزرا ہے۔۔۔ سال جیسا۔ دن ہی قسم ہونے میں نہ آئیں (انگلیوں پر گنتے ہوئے) ہفتہ 'اتوار' بچہ منگل ہندہ 'جمعرات'۔۔۔ جمعہ

پڑھی نکھی ہوگی؟

منظور:

پڑھی پڑھی نکھی ہے۔ (ہنس کر) انگریزی بولتی ہے فر فر۔ تیرے میرے کو سمجھ نہیں آتی عامر سمجھ لیتا ہے انگریزی۔

بابا:

(آواز گرا کر) بھائی سلیمان! ان شہری لڑکیوں کے ہڈ کاٹھ اچھے نہیں ہوتے۔۔۔ نرمی مردار ہوتی ہیں۔

منظور:

ہاں ہاں! سمجھنے سے پتہ کر لیا ہے عامر سے۔ اپنی لمبی مہوری چینی 'تھپہ پاؤں' کھلے 'مٹھا سوہلا' لے یہ بھی کوئی ذرا الی بات ہے عامر کے گھر کی ہے۔

بابا:

لے پھر تو تجھے مبارک سی مبارک۔۔۔ تم بن گیا۔ عامر بھی تو اب پکا شہری ہو گیا ہے۔  
لے بھائی منظور! امرنی کے چپے کچھ چپے کے ملیں گے عامر کی عکلا پہ۔

منظور:

بابا:

منقولہ:

چیوں کی فکر نہ کر کر۔ جب آگئے آگئے نہ آئے نہ آئے۔

بابا:

(آواز دے کر) ادئے کمال۔۔۔ بچو لوگ اتنی دیر میں بھینس کا کھراپہ کر کے بھینس  
دھونڈ لیتے ہیں تم سے بھورا جتنی مرغی نہیں پکڑی گئی۔

(اب کمرہ ان دونوں کو چھوڑ کر رہٹ کی دوسری طرف جاتا ہے۔ یہاں رضیہ  
کی ایک بچی اور تین لڑکے ایک مرغی پکڑنے میں مشغول ہیں۔ یہ سین کم از کم  
آدھ منٹ کا ہونا چاہیے مرغی کبھی کھیت میں گھس جاتی ہے، کبھی اڑان بھرتی ہے۔  
کبھی بچے پیچھے بھاگتے ہیں، کبھی گھبرا اڑاتے ہیں۔ مرغی کڑکڑ کرتی ہے، بھاگتی ہے)  
کٹ

### سین 13 آؤٹ ڈور دن

(رضیہ اور تینے دونوں مل کر ایک بھاری سی دری جھاڑ رہی ہیں۔ ان کا ٹوٹا پھوٹا  
گھربیک گراؤنڈ میں نظر آ رہا ہے۔ دری کی گرد سارے میں پھیلی ہے۔)  
کٹ

### سین 14 ان ڈور دن

(بابا سلیمان کے گھر میں بڑی تیاری ہے۔ اس وقت بچے دروازے کے ساتھ  
سمرے والے پھول تاک رہے ہیں۔ کمرے میں صاف کھیس اور دری پھٹی  
ہے۔ درمیان میں دری پر دسترخوان ہے اور اس پر کنواریاں گلاس سجے ہیں۔  
ایک بچی اگر حق سلکانے میں مشغول ہے۔ رضیہ آئینے کے سامنے کھڑی کانوں  
میں لٹپٹیاں پہن رہی ہے۔ ماں نے خوب کس کے پٹیاں بنا رکھی ہے اور آخری  
ٹل دے رہی ہے۔ ایک بچہ گلاس میں گلاب کے پھول سجا کر دسترخوان کے وسط  
میں رکھتا ہے۔)

رضیہ: جب باپ سنائی آئے تو کیا کہتا ہے سب نے؟

چاروں: السلام علیکم

ماں: السلام علیکم چتے رہو

- رضیہ: آجے بڑھ کر کسی نے کپڑے خراب نہیں کئے باجی سلٹی کے۔
- ماں: لے ان چھوٹے چھوٹے ندان بچوں نے کسی کے کپڑے کیا خراب کرنے ہیں۔
- رضیہ: اور تو نے کیا کرتا ہے کمال باجی کے آنے پر؟
- کمال: میں جی ریڈیو لگا دوں گا فوراً۔
- رضیہ: ریڈیو لے بھی آیا ہے کہ نہیں؟
- کمال: کیا تھا ای انہوں نے دیا نہیں۔
- رضیہ: یہ تو حال ہے چاچا غلام رسول کا! اپنی باری تو آخری بوری کلک کی اٹھالے جاتا ہے
- مسکراتا مسکراتا۔ چاچر سے مانگ۔ کہنا ای نے مانگا ہے۔ ہمارا اثر انسٹر خراب ہو گیا ہے، نہیں تو ہمیں کیا ضرورت تھی مانگنے کی۔
- ماں: جانے دے رضیہ! اس کا ریڈیو۔ اس کا دل نہیں چاہتا دینے کو۔
- لڑکی: ای یہ اگر جی نہیں سلگ رہی۔
- ماں: برسات کی ہو الگ گئی ہے۔ ذرا چوبیس کے آگے رکھ شاپاش!
- رضیہ: اگر باجی سلٹی کوئی گانا سننے کی فرمائش کرے تو۔۔۔ تو کیا کرتا ہے؟
- (یکدم بچے مودب ہو کر درری پر اکٹھے بیٹھ جاتے ہیں اور بڑی لہک سے گاتے ہیں۔)
- بچے: جیوے جیوے جیوے پاکستان  
پاکستان پاکستان جیوے پاکستان  
(کچھ دیر بچے گاتے رہتے ہیں۔)

ڈزالو

سین 15      آؤٹ ڈور      دوپہر کا وقت

(عامر موٹر سائیکل پر ڈیفنس کی شاندار کونٹریوں کے پاس سے گزر رہا ہے۔ ایک بہت عالی شان کونٹری کے سامنے جا کر رکتا ہے۔ موٹر سائیکل باہر رکھتا ہے اور پھر کچھ تھیںدا انداز میں اندر جاتا ہے۔)

کٹ

## سین 16 ان ڈور چند لمحے بعد

(ڈیفنس کا شاندار گھر اور اس میں ایک خوبصورت ڈرائنگ روم)

سجاد: کافی پو مجھے کہ چائے؟

عامر: صرف ایک گلاس ٹھنڈا پانی!

سجاد: (تپائی کے ساتھ گل ٹبل بجاتا ہے) بہت اچھا یادام کا شربت بتایا ہے امی نے۔

عامر: وہی سہی!

(ملازم آتا ہے۔)

سجاد: جناب رمضان صاحب! ایک عدد یادام کا شربت Crushed Ice کے ساتھ۔۔۔۔۔ پتہ

نہیں اس بار پونس دیتے ہیں کہ پچھلے سال کی طرح ٹھپلا ڈال دیتے ہیں۔

عامر: تمہیں کیا پروا ہے کسی پونس کی!

سجاد: کیوں مجھے پروا کیوں نہیں۔

عامر: مجھے معلوم ہے تم ٹائم مارک کر رہے ہو۔ جو نمی تمہیں داخلہ مل گیا ہر نکلے میں تم یوں

جاؤ گے (چٹکی بجاتا ہے) یوں۔

سجاد: اور تم میرے پیچھے پیچھے یوں آؤ گے۔ (چٹکی بجاتا ہے)۔

عامر: کہاں یار۔۔۔۔۔ میں تو ابھی ایم ایس سی کا پوچھ لکھٹر نہیں کر سکا۔

سجاد: کرتے کیوں نہیں؟

عامر: بس ہو نہیں سکتا۔ پڑھنے کو جی نہیں چاہتا۔ یوں لگتا ہے جیسے۔۔۔۔۔ پتہ نہیں۔

سجاد: کم آن!

عامر: کچھ نہیں۔۔۔۔۔ ایک ریکوئسٹ تھی!

سجاد: ضرور! بتاؤ ناں!

عامر: تم مجھے کچھ دیر کے لیے 'یعنی آج کے لیے اپنی کار اور حاروے سکتے ہو؟

سجاد: ضرور۔۔۔۔۔ ضرور بلکہ (جیب سے چابیاں نکال کر) یہ لو جناب چابیاں۔

عامر: یاد اگر۔۔۔۔۔ آف یو ڈونٹ ناٹ۔۔۔۔۔ مجھے جلدی ہے۔ صبح کار لے آؤں گا۔

سجاد: ساتھ چلیں گے فیکٹری۔ اور حریقی ناشتہ کر لینا۔

عامر: یاد تمہارا کیا خیال ہے 'یہ لڑشاو صاحب لندن کیوں گئے ہیں اتنے لمبے عرصے کے لیے؟

سجاد: میڈیکل چیک اپ کے لیے اور کیا 'شا ہے انہیں لیور میں کوئی تکلیف ہے 'کوئی



گروہ دیگر۔

عامر:      نے اب تک چپک اپ ہی کر رہے ہیں سال بھر سے؟

سچاؤ: تو تمہارا کیا خیال ہے؟

عامر: بھئی امیر آدمی کا کیا پتہ ہوتا ہے دوزخ کی سے چاہتا کیا ہے زندگی سے کیا کرنا ہے۔  
 بڑی چوٹیں ہوتی ہے اس کے پاس (جاتے ہوئے) میں مونر سائیکل پورچ میں چھوڑ  
 جاؤں گا۔

(عامر دور سے مونز سائیکل کی چابیاں پھینکتا ہے۔ سجاد کچھ کرتا ہے۔ ملازم شربت لاتا ہے۔)

ملازم: سر پاداشم کا شربت!

عامر: یہ تمہارے لیے ہے بھائی۔۔۔ خدا حافظ۔



سین 17

انڈور | دن

(مومن کے گھر میں مومن اور مسلمانی بیٹھی ہیں۔ مسلمانی رونے کے قریب ہے)

موسم:

شام تک آجائیں گے، اتم فکر نہ کرو۔

14

میں سب جگہ ڈھونڈ آئی ہوں۔ وہ اتنی دیر باہر رہے ہی نہیں۔

۱۰۰

پھر پولیس میں اطلاع کر دیتے ہیں۔

25

کس منہ سے پولیس میں اطلاع دوں۔ وہ کہیں، مگر۔۔۔

(یکدم چپ ہوتی ہے۔)

2000

21

سلاسل

۱۰. تمایزدار صاحب۔۔۔ (و کہیں) آ کہیں مجموعہ ص ۲۸ تا ۳۱

1950

سید

و لو انکم نے تمہا یندار کو جتنا تمہا

5

۱۰۰

آپ کا اثر کر کے، میں نے



- سہلی: اور پولیس والے مان لیں گے۔۔۔؟
- مومنہ: مان لیتا چاہیے انہیں۔ کوئی کوئی پولیس والا تو بڑا سویت ہوتا ہے سچ!
- سہلی: مومنہ سارے بازار میں ایک ایک دکان پر پوچھا ہے میں نے۔۔۔ (روتے ہوئے) ہائے
- مومنہ: ٹکرم تاپا پلیز گھر آجائیں۔ پلیز تاپا۔۔۔ جہاں کہیں آپ ہیں گھر آجائیں۔
- سہلی: ایک طریقہ ہے!
- سہلی: کیا؟
- مومنہ: ریڈیو سٹیشن چلتے ہیں۔ ریڈیو پر تمہارا کام بن جائے گا۔
- سہلی: کوئی راقیت ہے آپ کی؟
- مومنہ: وہ جتنا سیکلہ کا باسط ہے ناں وہ باتیں کیا کرتا ہے کسی پروگرام پر ریڈیو سڑکی۔
- سہلی: باتوں سے کیا ہوتا ہے۔۔۔ باتیں تو آدمی وزیراعظم کی بھی کر لیتا ہے شیخی بگھارنے کے لیے۔ ہائے میں کیا کروں! تاپا ٹکرم مجھے معاف کر دیں پلیز۔۔۔ (اتھ جوڑ کر) شام سے پہلے پہلے گھر آجائیں۔
- مومنہ: اچھا تم ایسا کرو ایک دیک مان لو!
- سہلی: دیک!!
- مومنہ: اگر ٹکرم تاپا مل گئے تو دیک چڑھاؤ گی داتا کے دربار۔۔۔ مان لو ناں جلدی سے دل میں۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔ تاپا ٹکرم کہیں شہر سے باہر ہی نہ نکل جائیں۔ پھر کام نہیں بناتا ہاں۔
- (سہلی آنکھیں بند کر کے جیسے متناقی ہے۔ کیمرو اسے کلوز میں لیتا ہے۔)
- کن

دن

ان ڈور

سین 18

(ااکہ محمد حسین بوسٹ آفس میں ٹیلیفون کان سے لگائے کھڑا ہے۔ اس کے ساتھ میز پر مہر لگانے والے دو لاکے بیٹھے ہیں۔ محمد حسین نے ہاتھ اٹھا کر ان کو مزید مہر لگانے سے منع کر رکھا ہے تاکہ وہ فون کال انجی طرز سے سن سکے۔)

محمد حسین: ہو ہو ہم اللہ ہم اللہ۔۔۔ بس اب آہل وطن کو صداقت لے لیا۔۔۔ بڑا ترسانا (اچوٹ)

کر) نہیں نہیں بھائی' نہیں۔۔۔۔۔ مرشد کچھ نہیں کرتا۔ مرشد کچھ نہیں ہوتا۔ وہ کوئی کمال نہیں دکھاتا۔ وہ تو بس مرید کے اندر پیاس پیدا کرتا ہے۔ پیاس بڑھاتا ہے کہ نکل کے پانی کی طرف بڑھ سکے۔ اپنے آپ کو پہچان سکے اور دوئی کا کنارہ چھوڑ دے۔۔۔۔۔ دوئی چھوڑ دے اور وحدت کے دریا میں چھلانگ لگا کر اپنی پیاس بجھا سکے۔۔۔۔۔ بالکل بالکل۔۔۔۔۔ یہ چھلانگ صرف اسی وقت لگائی جاسکتی ہے جب آپ کے اندر خوف کے مقابلے میں پیاس زیادہ ہو۔ پیاس نے آپ کو ترپا کے رکھ دیا ہو اور آپ پانی پانی پکارتے پھرتے ہوں۔ (فون سنتے ہوئے) اوں ہوں۔۔۔۔۔ ہوں ہوں۔۔۔۔۔ سنہ نہ سنہ۔۔۔۔۔ ٹیچر میں اور گرد میں بڑا فرق ہے۔ استاد اور مرشد میں بڑا فاصلہ ہے۔ استاد لکھاتا ہے پڑھاتا ہے بتاتا ہے۔ اس کے پاس سکھانے اور پڑھانے کو بہت کچھ ہوتا ہے۔ لیکن مرشد کے پاس سکھانے والی کوئی چیز ہوتی ہی نہیں۔ ادب بار و حایت سکھائی یا پڑھائی نہیں جاسکتی اختیار کی جاتی ہے۔ اسی طرح طالب علم باطن کا سفر اختیار کرتا نہیں چاہتا اس کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے۔ سوچی ہنسا نہیں چاہتا' شومینگ کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے' صرف علم۔۔۔۔۔ وہی تو تظار ہا ہوں میرے سونیا کہ طالب علم تبدیلی کا خواہش مند نہیں ہوتا' صرف علم کا خواہش مند ہوتا ہے اور چیلہ پوچھتا ہے میں بدل کیسے سکھا ہوں' نیستی کیسے بن سکتا ہوں جو ہر میں کیونکر اتر سکتا ہوں۔۔۔۔۔ (اوپچی آواز میں) کیوں۔۔۔۔۔ کیوں اکیوں آخر!! (نہیں کر) اوئے تیرا بھلا ہو جائے۔۔۔۔۔ اوئے زندگی کوئی مسئلہ تو نہیں کہ سلیٹی پنل لے کر اس کا حل ڈھونڈنے لگ جائیں۔ زندگی تو زندگی ہے۔ یہ تو ہر کی جاتی ہے۔ نہیں نہیں مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ بالکل کچھ نہیں۔ اور تمہارا دلایت بے چارہ دے بھی کیا سکتا ہے مجھے۔۔۔۔۔ اسے کہو چھوٹے ملکوں پر ظلم کرنا چھوڑ دے' ساری دنیا کا بھگت بن جائے گا۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے بھائی' ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ جب تیرا دل چاہے' جب تیری راج کرے۔۔۔۔۔ یہ تو من چلے کا سودا ہے کوئی زار زبردستی نہیں۔۔۔۔۔

فیڈ آؤٹ

سین 19      ان ڈور      شام کا وقت

(ابا سلیمان کے گھر میں چاروں بچے اور مردہ مر لٹے ہوئے ہیں۔ ماں بھی صحن ہوتی گئی ہے۔ سلیمان ابا صحن پر کھٹ میں جھڑک رہا ہے۔ رخصتہ باہر سے آئی ہے۔)

- ماں: کہیں عامر بھول ہی نہ گیا ہو!
- رضیہ: کوئی بات نہ ہو گئی ہو!
- کمال: اماں موٹر سائیکل کا ہار بچکر ہو گیا ہو گا۔
- ماں: بری بری باتیں منہ سے نہ نکال خواہ مخواہ!
- رضیہ: عامر کہتا تھا میں موٹر سائیکل پر سلتی باجی کو نہیں لاؤں گا کسی دوست کی کار میں لائے گا۔
- ماں: اتنی تو کچی سڑک ہے۔ پتہ نہیں کہ عرصہ کیا۔
- بابا: آجائے گا آجائے گا! شہری زندگی ہے سو کام پڑ جاتے ہیں۔ تو ان بچوں کو تو کھانا کھلا دے یہ کب تک بھوکے بیٹھے رہیں گے۔
- بچی: ہم باجی سلتی کے ساتھ کھائیں گے نا۔۔۔ آپ ہماری فکر نہ کریں۔
- بابا: (اٹھتے ہوئے) میں نہر کی طرف جا کر دیکھتا ہوں۔
- ماں: ہاں دیکھ ہی آسلیماں۔
- کت

شام کا وقت

ان ڈور

سین 20

(عذرا اگر شاہ کی ماں کے پاس بیٹھی ہے اور چلنے کے لیے تیار ہے۔ وہ ایک تیلے ہوئے کے بعد عذرا اٹھتی ہے اور ماں بھی اسے دروازے تک چھوڑنے جاتی ہے۔)

عذرا: جھینک پو دو بری بچ فار دی ٹائسنٹی آنٹی!

- ماں: کبھی کبھی آجلیا کرو عذرا!
- عذرا: بس آنٹی کیا بتاؤں! سلمان کی زندگی میں تو مجھے پتہ ہی نہیں تھا کہ کام کیا ہوتا ہے۔ لیکن اب زمینوں نے ہی پریشان کر رکھا ہے۔ کوئی ایک بکھیرا ہے۔
- ماں: وہ سنا تھا کہ سلمان کا کزن تمہاری مدد کر رہا ہے۔
- عذرا: (اٹھتے ہوئے) کہاں آنٹی! وہ تو چار لاکھ کا گھپلا ڈال کر چلا گیا۔ الٹا ناراض ہے مجھ سے۔
- ساری فیملی میں پو پو پینڈا کر رہا ہے میرے خلاف۔
- ماں: جیل سے توجہ مسکین سا لگتا ہے۔
- عذرا: وہ چھوڑیں آنٹی! مجھے تو یہ پتہ چل چکا ہے بے لوث کوئی نہیں ہوتا سب کو کوئی نہ کوئی

غرض ہوتی ہے آپ کے ساتھ — تبھی وہ آپ کے پاس آتے ہیں۔

ماں: (لمبی آد بھر کر) یا تو زمانہ بدل گیا ہے یا پھر ہماری سوچ پیچھے رہ گئی ہے۔

عذرا: آنٹی مجھے شجاع بتا رہے تھے کہ ارشاد آنے والے ہیں۔

ماں: آنے والا تو ہے لیکن مرضی والا ہے۔ نہ جانے کب آئے۔ اطلاع دے کر آئے یا

سر پرانزدے۔

عذرا: ان کا چیک اپ ہو گیا؟

ماں: ہو گیا!

عذرا: کیا رزلٹ نکلا آنٹی؟

ماں: مجھے کچھ بتاتا تو زنی ہے۔۔۔ گول سول سافون کر کے رہ جاتا ہے۔ جانے کیا تلاش کر رہا

ہے نہ مگ کی ہے!

عذرا: انجوائے کر رہے ہوں گے آنٹی۔ عی کین انورڈ اسٹ۔ امیر آدمی غمزدہ رہ کر بھی

انجوائے ہو کر رہتا ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔ ارشاد صاحب نے سال بھر خوب چھنی مٹائی

ہے (ماں کو گال پر چومتی ہے)۔

ماں: جیسے تو کہتی ہے ویسے ہی ہوا ہو عذرا۔۔۔ خدا حافظ! کاش اس نے انجوائے کیا ہو۔۔۔

کٹ

سین 21 آؤٹ ڈور شام کے دھندلکے میں

(بابا سلیمان کچے راستے پر وہاں جا رہا ہے جہاں کچی سڑک کچھ فاصلے کے بعد کچی

سڑک سے ملتی ہے۔ وہاں دونوں راستوں کے سنگم پر جا کر کھڑا ہو جاتا ہے اور

آنے والے عامر کا انتظار کرتا ہے۔)

کٹ

سین 22 آؤٹ ڈور شام کا وقت

(حمیا عزم پر شاہی مسجد کے پہلو میں جا رہا ہے۔ ہدایت جگہ رک کر اپنا بیس کھ 0

ہے۔ اس میں سے ایک جوڑا اٹھ کر ایک فقیر کو دیتا ہے۔ پھر وہ آگے بڑھتا ہے

اور ایک سائیکل والے کو آواز دیتا ہے۔ وہ رکتا ہے۔ تایا نکرم بکس کھول کر اپنی  
تہہ اسے پکڑا تا ہے۔ پھر آگے چلتا ہے۔ ایک فقیرنی راستے میں بیٹھی ہے۔ بابا  
نکرم اپنا بکس اس کے پاس رکھ کر قلعے والی سڑک کی طرف چلا جاتا ہے۔ اس  
دوران یہ گیت پورا ہوتا ہے:

بھلا ہوا میری مگری نوئی  
میں پنا بھرن سے مھوئی

### سین 23 آؤٹ ڈور شام کا وقت

(عامر کار لے کر کوڑا خوروں کے پاس جاتا ہے۔ کار سے باہر نکلتا ہے۔ عقب  
میں کوڑا خور جھڑک رہے ہیں۔)



### سین 24 ان ڈور کچھ دیر بعد

(عامر اور سہیلی کمرے میں موجود ہیں۔)

سہیلی: ایہ میرا تیسرا چکر ہے۔

عامر: تو میں نے جنہیں کہا ہے کہ چکر بڑھ کر لگاؤ۔ تم میری بات کب سنتے ہو۔

سہیلی: پلیز سہیلی! وہ سب تمہارا انتقاد کر رہے ہیں۔ میری ماں کا دل ٹوٹ جائے گا۔

عامر: پہلے میں نے جنہیں ٹھیک Reason بتایا تھا کہ میں پریشان ہوں، اب نکرم گھر چھوڑ کر

سہیلی: چلے گئے ہیں۔ پھر میں نے جنہیں ایک اور وجہ بتائی کہ مجھے تمہاری جیلی سے ملنے کا کوئی

حقوق نہیں۔ اگر تمہاری جیلی کو کچھ کرنا ہے تو وہ سرگودھا جائے۔ میری ماں بیک صورت

ہے وہ جلدی مان جاتی ہے۔

عامر: وہاں بھی جائیں گے سہیلی۔ لیکن پلیز! میں تمہارے کہنے پر اتنا سب کو۔۔۔

لوگ۔۔۔

سہیلی: تمہارا میں کام کرتی ہوں۔ یہاں تک کہ میں اپنی مرضی لیٹاؤں۔ میں کسی کی خادم

نہیں۔

عامر: ٹھیک ہے لیکن پچھلے ہفتے تم نے کہا تھا کہ تم چلو گی ماں سے ملو گی۔

سلمیٰ: ضرور کہا تھا، لیکن اب نہیں جاسکتی۔ میرا جی نہیں چاہتا۔

عامر: لیکن سلمیٰ تمہیں تو مجھ سے محبت ہے۔

سلمیٰ: محبت ضرور ہے عامر۔۔۔ لیکن میں تمہاری غلام نہیں ہوں۔۔۔ تمہاری مرضی کے تابع نہیں ہوں۔ میں بھی ایک انڈی دیجو کل ہوں۔ میری بھی اپنی رائے ہے مرضی ہے۔

خدا حافظ! کل صبح فیکٹری میں ملیں گے۔ بائی۔۔۔

(عامر چند لمحے رکتا ہے۔ پھر خدا حافظ کہتا ہے۔ کیمرہ اس کے چہرے پر شل

ہوتا ہے۔ گیت فیڈ ان کیجئے:)

تیرے من چلے کا سودا ہے

راکت

## قسط نمبر 7

نہرو

نہرو

## کردار

نہرو

نہرو

نہرو	:	ارشاد
فیکٹریوں کی مالکہ 'منہو' عورت	:	ارشاد کی والدہ
ارشاد کا گروہ	:	خاکروب لہا
ارشاد کا دوست	:	کبیر
منہو کی والدہ	:	پروفیسر عائشہ
دیہات میں بسنے والی	:	عورت
جوان بچوں کا باپ	:	بوڑھا
حساس جوان	:	اکبر
عمر چالیس کے لگ بھگ	:	اماں طالعاں
چور ڈکیت نو جوان 'منہ' زور	:	نہرو

نہرو کی زندگی کا یہ دور تھا کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھ کر اپنے گھر کے کاموں میں مصروف رہتی تھی۔

## سین 1 آؤٹ ڈور دن

(ارشاد ہوائی جہاز کی بیڑیاں اتر رہی ہیں۔ اس نے دازمی رکھی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ اور بہت سی سواریاں بھی اترتی ہیں۔)

کٹ

## سین 2 آؤٹ ڈور کچھ دیر بعد

(ایئر پورٹ کا بیرونی حصہ۔ جہاں سے سواریاں باہر نکلتی ہیں وہاں کبیر خان کھڑا ہے۔ وہ ارشاد کو ہاتھ ملاتا ہے۔ ارشاد کندھے سے بیگ لٹکائے اور اپنی ریڑھی کو خود حکیما آتا ہے۔ کبیر اور ارشاد چلنے لگتے ہیں۔ کبیر ایک قلی کو اشارے سے بلاتا ہے۔ ارشاد منع کرتا ہے اور خود ریڑھی و حکیما پر اصرار کرتا ہے۔)

کٹ

## سین 3 ان ڈور دن

(ارشاد اور میں داراننگ روم میں موجود ہیں۔ کبیر خان بھی ساتھ ہے۔) تیرا کمرہ میں نے تیار کر رکھا ہے ارشاد اسرار فریخچر بدل دیا ہے۔ (ارشاد بیگ میں سے دو چار کپڑے اور دو تین رسالے نکال کر میز پر رکھتا ہے۔ پھر پریم کی ایک لمبی سی بوس لٹال کر مالا کو دیتا ہے۔ اس دوران وہ سب ہانسی کرتے رہتے ہیں۔)

آپ کو افسوس تو ہو گا مگر میں نے آپ کے ساتھ رہ نہیں سکتا۔ آپ مجھے ایک بالائی کی یاد دلا رہے ہیں۔ کبیر خان مجھے کمرہ پہنچا رہا ہے۔ ان کے دونوں نہیں تھے۔ اب تو نے پہچان لیا ہے؟ میں اس بات کو سمجھ رہی ہوں کہ میں نے ان کی مرضی ہے۔ ایک میں نے یہ بھی دیکھا ہے۔ اب نہیں۔ اب نہیں۔



That's the right spirit.

ارشاد:

دیکھتا جا میں تجھے کیسے درست کرتا ہوں!

کبیر:

نہیں نہیں کبیر! ہم دونوں ایک فیصلے پر پہنچ چکے ہیں۔ راستے لمبے ہو چکے ہیں۔ تکلیف اسی وقت تھی جب تذبذب تھا۔ مجھے ظلم نہیں تھا کہ میں نے اپنا بڑھاپا کیسے گزارا ہے۔۔۔ ارشاد کو معلوم نہیں تھا کہ اسے اپنا مستقبل کس کے حوالے کرنا ہے۔

ارشاد:

ماں جی واقعی آپ یہاں تک پہنچ گئی ہیں!

ماں:

تھینک یو۔۔۔ لیکن اگر تجھے برا نہ لگے اگر ہم دونوں تیری آزادی میں نکل نہ ہوں تو کیا تو ہمیں بنا سکتا ہے کہ اتنی دیر تو نے کیا کیا؟

ارشاد:

میں آپ کو اطلاعات تو بتا سکتا ہوں لیکن کیفیات نکل نہیں کر سکتا۔

کبیر:

چل کچھ تو بتا۔ ماں جی کی تسلی کے لیے ہی آئی۔

ارشاد:

کچھ دیر تو میں بچوں کے ساتھ رہا۔ اور پھر۔۔۔

ماں:

اور پھر؟

ارشاد:

پھر ماں میں ہالینڈ چلا گیا اور ایک یہودی سے ملا۔۔۔ سولو من زیٹ لن سے!

کبیر:

یہ دیکھو۔۔۔ یہ یہودیوں سے ملا پھر رہا ہے یہودیوں سے۔

ارشاد:

بات پوری سن لیا کرو کبیر!

کبیر:

تمہاری پوری بات بھی! صوری ہی ہو گی انشا اللہ! بولو۔

ارشاد:

سولو من اسرائیل میں رہتا تھا۔ اب کچھ سالوں سے وہ ہالینڈ چلا آیا ہے اور ایک سے کچھ

دور سیبوں کے ایک باغ میں رہتا ہے۔

کبیر:

تو مجھے یہ بتا کہ ایک یہودی سے ملنے میں کیا شک تھی؟

ارشاد:

میں تو Steven Catta سے بھی مل آیا ہوں جناب نوفل سے کیوں نہ ملے؟

کبیر:

نوفل؟ وہ یہودی۔۔۔

ارشاد:

اس کا اصلی نام سولو من زیٹ لن تھا اور اسلامی نام سلیمان نوفل ہے۔ وہ جب سیبوں کے باغ

میں چلتے پھرتے مجھے اور میرے بھائی کے پاؤں گھاس پھرتی چیزوں کی طرح پڑتے تھے۔

ماں:

کیا مطلب؟

ارشاد:

مجھے یوں لگتا تھا کہ زمین ان کا وزن محسوس نہیں کرتی۔ جہاں جہاں وہ قدم رکھتے

وہی گریوٹی ختم ہو جاتی تھی۔

کبیر:

وہ بھائی میرے! ہم آئندہ صدی پر دستک لگائے ہیں اور تو ہمیں مملوؤں میں پھنسا



## سین 4 آؤٹ ڈور دن

(خاکروب لہا باغ میں جہازو کے ساتھ چتے اکٹھے کر رہا ہے۔ عقب میں ہیر کا یہ بند پیرا پیوز کیجئے:)

ٹلے چائے کے جوگی دے ہتھ جوڑے ساہنوں اپنا کرو فقیر میاں  
تیرے درس دیدار دے دیکھنے نوں آیا دیس پردیس نوں چہر میاں  
بنا مرشداں راہ نہ ہتھ آوے دودھ باجھ نہ رتھ دی کبیر میاں  
یاد حق دی صبر تسلیم سچا تہاں جگ دے نال کیہ میر میاں  
(ہیر کے دوران لہا کو مختلف مقامات پر دکھاتے ہیں۔ کبھی وہ جہازو پھیر رہا ہے  
کبھی پتے ہاتھ سے اٹھاتا ہے کبھی آسمان کی طرف ڈو معنی انداز میں دیکھتا ہے۔)



## سین 5 آؤٹ ڈور دن

(اسی جگہ جہاں ارشاد نے چوٹی سی کو ٹھی ہٹا رکھی ہے ان دو پرانے لوگوں پر کبیر  
اور ارشاد کا ز میں جا رہے ہیں۔ ڈائلاگ پیرا پیوز کیجئے۔ کبھی کار دور ہے کبھی  
نزدیک۔ کبھی کبیر اور ارشاد کلوز میں نظر آتے ہیں اور کبھی ان کا فرمٹ کے ٹھٹھے  
سے ایچ نظر آتا ہے۔)

کبیر: یعنی تمہاری کوشش صرف اتنی ہے کہ تم امیر لوگوں کو شرمندہ کر سکو۔۔۔ ان پر تنقید  
کرتے رہو۔۔۔ ان کے دے آف لائف کا تسخیر اگر انہیں گھٹیا ثابت کرو۔ غریبوں  
میں تمہاری بے بے کار ہو۔ امیروں سے نفرت تمہیں غریبوں میں مقبول کر دے۔  
ارشاد: ہرگز نہیں۔۔۔ ہرگز نہیں!

کبیر: تم امیرانہ زندگی چھوڑ کر سادہ زندگی اپنا کر اپنے کام اپنے ہاتھوں سے کر کے 'افضل  
خرچی سے بچ کر اور کیا کرنا چاہتے ہو؟ تم مجھ جیسے رئیس امین رکھیں کو بتانا چاہتے ہو کہ  
دیکھو مجھ میں اتنی قوت ہے۔۔۔ میں چاہوں تو دولت کماؤں۔۔۔ چاہوں تو اسے فو کر مار  
دوں۔۔۔ مقصد تمہارا کبیر خان کو ڈیل کرنا ہے۔ امیر آدمی کو گھٹیا ثابت کرنا ہے۔  
ارشاد: ایک بار مجھ میں کہتا ہوں ہرگز نہیں کبیر! میرا یہ مقصد بالکل ٹھیک ہے۔

کبیر: یاد رکھو ارشاد احمد! کبھی کبھی غریب آدمی میں بھی بڑی مالا ہوتی ہے۔ وہ بھی بڑا منکبر ہوتا ہے۔  
 ارشاد: میں جانتا ہوں وقت بدل گئے ہیں کبیر! معاشی مجبوریوں نے گنی ہیں۔ پہلے ظہر تک کی  
 کمائی کافی تھی اور اگلا سارا وقت خدا کا اور گھر والوں کا تھا۔ اب کئی کئی جگہ کام کر کے بھی  
 پوری نہیں پڑتی۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ دولت اچھی چیز ہے۔ اس نے انسان کے  
 بڑے دکھ درد دور کیے ہیں۔۔۔ انسان کی عزت نفس کو محفوظ رکھا ہے۔ عام انسان کی  
 خوشیوں میں اضافہ کیا ہے۔ میرا مسئلہ نہ امیر آدمی ہے نہ رزق کی تلاش میں سرگرداں  
 مجبور۔ میرا مسئلہ میری اپنی ذات ہے۔

کبیر: یہ کیسی ذات ہے جس نے تمہیں تنگی پر چڑھا دیا ہے۔

ارشاد: میں اپنی پلیٹ میں اسی قدر کھانا ڈالنا چاہتا ہوں جو میں کھا سکوں۔ مجھے بقدر ضرورت نہ  
 بقدر ہوس۔ مجھے لوگوں نے خدا کی طرح ٹریٹ کیا۔ نعوذ باللہ! ضرورت سے زیادہ  
 عزت ملی مجھے۔ اب میں چاہتا ہوں عزت ہو لیکن بقدر حفاظت۔ میں نے غیر ضروری  
 خوشیاں انھیں کی ہیں کبیر۔۔۔ لیکن اب میں صرف اتنی خوشیاں سمیٹنا چاہتا ہوں جو میری  
 رون کے لیے ضروری ہیں۔ میں اس کی غلامی میں رہنا چاہتا ہوں۔

کبیر: کس کی غلامی میں؟ تمہارے خیال میں وہ تمہیں ملے گا؟ نو سو چوہے کھانے کے بعد ج  
 بھی کر لو گے۔۔۔ تم خدا کو تلاش کر سکو گے اس شکل و صورت کے ساتھ؟

ارشاد: میں اس کی تلاش نہیں کر سکتا تیسرفان! اس کا ارادہ کر سکتا ہوں۔۔۔ دعا کر سکتا ہوں  
 آرزو رکھ سکتا ہوں لیکن مل نہیں سکتا۔ صرف اس رخ پر چل سکتا ہوں۔

کبیر: یہ کیسا Fruitless کام ہے ارشاد کہ آدمی کوشش کرے اور کہیں پہنچ نہ سکے۔

ارشاد: کتابک سے کبھی نہیں ملتا مالک کئے سے ملتا ہے ہمیشہ۔ حضرت ابھا خا کر وہ کہتے تھے یہ  
 سارا سفر ہی سفر ہے اس کی کوئی منزل نہیں۔

کبیر: جب کوئی منزل ہی نہیں تو فائدہ ویسٹ آف ٹائم!!

ارشاد: جب مہر نکلتی ہے۔۔۔ دینے کا شہ۔ لگ جاتا ہے تو پھر سفر شروع ہو جاتا ہے۔ جب آپ  
 والے کی نظر پڑ گئی اور ہاتھ میں برتن چمکا۔۔۔ اور برتن۔۔۔ بھرنے والے کو پسند  
 آگیا تو منہ لی خود آکر قدموں سے پٹ گئی۔

کبیر: یہی مانو ارشاد! ایک بار ڈاکٹر اختر سے مل لو۔ بڑے پائے کا سائنسی ایت رست ہے۔  
 تمہاری طبیعت پر یو جہ نہیں ڈالے گا۔

(سورج طلوع ہو رہا ہے۔ اس پر وہ ذکر پیرا پوز کھجے جو نیوارک ذکر کلب کا ہے۔)

ڈرائو

علی الصبح

ان ڈور

سین 6

(جائے نماز پر ارشاد بیٹھا ہے۔ وہ اس وقت نماز نہیں پڑھ رہا بلکہ دیوار کے ساتھ پشت لگائے سر کو دیوار کے ساتھ ٹکائے آنکھیں بند کیے گہری سوچ میں ہے۔ روشنی چمکی ہے۔ کیمرو ارشاد سے ہو کر اس کی لیبارٹری میں جاتا ہے جہاں بوتلوں میں لال، پیلے، نیلے رنگ کے پانی ہیں۔ انہی بوتلوں پر منظر ڈرائو ادا ہے اور جیسے نظر بینا ریگستان میں دیکھتی ہے، ذکر جاری رہتا ہے۔)

[ 9 ] سورج غروب ہونے کا منظر۔ ذکر جاری رہتا ہے۔ سورج طلوع ہونے سے غروب کے منظر تک ذکر باقاعدگی سے بغیر وقفہ کیے چلا رہتا ہے۔ ذکر میں تسلسل برقرار رکھئے۔ سورج طلوع ہونے کے بعد بوتلیں دکھانے کا مقصد یہ ہے کہ طلوع اور غروب میں وقت گزرنے کا وقفہ اسطیلاًش کیا جائے۔)

کٹ

دن چڑھے

آؤٹ ڈور

سین 7

(ایک ٹیکسی میں ہے ارشاد کے گھر سے پاس مومنہ کی والدہ اترتی ہے۔ یکدم ٹھک کر مائنہ دیکھتی ہے۔ اس کا چہرہ کلوز میں لپکتے۔)

ڈرائو

(ذمہ کی صاپ پر وائس)

## سین 8 آؤٹ ڈور صبح کا وقت

(نواز شریف پارک میں کیمرو سب سے اونچے فوارے کی سب سے اونچی چوٹی کو لیتا ہوا بیٹھے آتا ہے اور فوارے کو زوم آؤٹ کرتا جاتا ہے۔ لانگ شاٹ۔ لہما خاکروب بائیں بازو پر جمولی نما تھیلا ڈالے کر اسی گراؤنڈ کے پتے چن چن کر اس میں ڈال رہا ہے۔ کیمرو اسے گلوڑ میں لیتا ہے اور اس کے سامنے ارشاد صاحب اعلیٰ درجے کا سوٹ پہنے اس سے آگے پتے چننے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ ناظرین کو پتہ نہیں چلا کہ کون پتے چن رہا ہے۔)

(آواز دے کر) اونچے میرے راجھیا۔۔۔۔۔ اونچے چن کھناں۔۔۔۔۔ میرے تیرا کام نہیں ہے میرے سو بھیا! یہ لکھے کا کام ہے۔ دونوں میرے لہما جی۔۔۔۔۔ لہ کے دنی ناں لہما جی۔ (تیزی سے آگے ارشاد کی طرف بڑھتا ہے۔) بس جی مہربان۔۔۔۔۔ اللہ خوش رکھے گرم کرے۔ یہ کام آپ کا نہیں لکھے کا ہے۔۔۔۔۔ نہ سبے کا نہ کچھ کا یہ سارا کام لکھے کا۔ (ارشاد مڑتا ہے۔ دونوں فیس نو فیس ہوتے ہیں۔)

آہا۔۔۔۔۔ سرکار! یہ تو بڑا گرم ہو گیا راتا کا۔۔۔۔۔ مہربانی ہو مہربانی۔ (اپنی ہل شرٹ کے ساتھ ہاتھ رگڑ کر ہاتھ ملانے کی تیاری کرتا ہے۔) (لو جی! توں کے پچھڑے ساتھی مل گئے۔ اس حررتی پر ملاپ ہو گیا۔) (ادبی داہر حررت ملاپ ہو گیا۔)

(ارشاد بھی ہاتھ ملانے کے لیے اپنے ہاتھ کو اپنے کوٹ پر رگڑ رہا ہے اور جانتا ہے کہ اس کے ہاتھ کی ناپاکی زیادہ ہے۔ لہما لپک کر ارشاد کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔ ارشاد جھنجھی ڈالنے کو روک کر کہتا ہے لیکن اس کا حوصلہ نہیں پڑتا اور اوپر سے ان بھی نہیں ملتا۔)

اب کتنی باقی رہ گئی ہے حضور؟

اب کتنی باقی رہ گئی ہے حضور؟

ٹھ میسے اٹھائی دن ابھر قریب ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ وصال مل جاتا ہے۔۔۔۔۔ کی عاصری چوڑی کھینے کی۔

ان کو بھی معلوم ہے کہ آپ کی درہندہ پانچ میسے اٹھائیس دن کی رہ گئی ہے؟

اوہ ہاں گاائی تو غم والا ہو اسے ان کو کیسے پتہ نہیں ہو گا لہما۔۔۔۔۔ جی! لاڑھی میں ہر ایک کا راز ہوتا ہے۔۔۔۔۔ ہاں اسے پتہ ہے۔۔۔۔۔ جمع ہوتے ہیں سچہ ہر آدمی ہر آدمی سے چلو کوئی لہما خاکروب۔۔۔۔۔ ارشاد! اب کتنی باقی رہ گئی ہے؟



حاضری۔۔۔۔۔ لبھا خاکروب دوپارہ حضوری پاوے۔۔۔۔۔ سکھی سہیلیاں کے جوڑے  
 پکڑے۔۔۔۔۔ یاتریاں کے گھوڑے حکم کی چھو لداری میں رہے۔۔۔۔۔ امر کوٹ میں کوثر  
 پاوے۔۔۔۔۔ لبھا خاکروب۔۔۔۔۔

ارشاد: یہ اعلان ہو جاتا ہے سر؟

لبھا: کل جہاں میں میرے بادشاہا عرش فرش پر چہ بدر کی کوک پکار جاتی ہے۔ دین دنی میں  
 ذکر نایج جاتا ہے۔ لبھا خاکروب۔۔۔۔۔ لبھا خاکروب۔۔۔۔۔ محبوب کی سواری کی زیارت ہو  
 جاتی ہے میرے بادشاہ۔۔۔۔۔

ارشاد: حضور سزا پانے سے پہلے آپ کا کیا نام تھا؟

لبھا: (آواز گرا کر رازداری کے ساتھ) کوئے بندیا نام نوم میں کچھ نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ میرے  
 بادشاہ! مہر کرم کی بات ہے ساری۔ نام تو اپنے اطمین کا بھی بڑا عزت دار تھا، عزت ازل۔ کیا  
 سوا گھوڑی۔ انکاری ہو گیا بد نصیب۔ سارے راستے آپی بند کر لیے۔ غلطی کر کے پیش ہو  
 جاتا تو بارہ سال کی سزا دی جانی تھی یا زیادہ سے زیادہ بیس سال کی اس سے انیک نہیں  
 ہونی تھی۔ پھر بڑی ذیورمگی سے چوہدار نے آواز ماری تھی۔ پلو بھی کوئی عزت ازل  
 ہے وکیل۔۔۔۔۔ سزا کا بھگتان انت اخیر۔۔۔۔۔ حکم حضور حاضری پاوے۔۔۔۔۔ واپس اپنے  
 رتبے پر جاوے۔۔۔۔۔ گزٹ نوٹیفکیشن کے ساتھ Reinstate کیا جاوے۔۔۔۔۔ (آواز مگی کی  
 طرف اشارہ کرتا ہے) یہ کتب سے؟

ارشاد: یہ تو حضور کوئی پونے سال سے! ولایت میں جناب سلیمان نو قل نے رکھوائی تھی۔۔۔۔۔  
 کہتے تھے گوشش کرو ویسے لکھنے کی۔۔۔۔۔ حکم ماضا آسان ہو جائے گا۔

لبھا: وادعی داد۔۔۔۔۔ ولایت سے آتا ہے اور وہی ولایت سجاتا ہے۔ جس کو ولایت مل  
 گئی اس نے سات بادشاہیاں ملے کے بھی کیا کرتا ہے۔

ارشاد: اصل میں حضور میں آپ سے یہ سمجھتا ہوں کہ وہاں کی باتیں حقیقت میں ہوتی ہیں  
 کہ آپ کی کیفیات میں۔

لبھا: سمجھ لے آجیاب۔۔۔۔۔ وادعہ سمجھ لے۔

(کہا جاتا ہے کہ حضور مر ڈالنے لگتا ہے۔)

مجھے لوں سمجھان آجیاں بہتاں تے بھر جاتیاں  
 من سے بھرا ہوا آکھا تمہی کی لکھاں لائیاں  
 فیذا آؤت

## (ذمہ کی تھاپ پر رقص)

از ایلو

سین 9 ان ڈور دن

(ایک چھوٹے سے دیہاتی مکان میں ایک توجوان چنگ پر بے سرح لپٹا ہے۔ ایک بوڑھی عورت اس کے ماتھے پر پنیاں ٹھنڈے پانی میں تھوڑا تھوڑا کر بدل رہی ہے۔ ایک اور توجوان اس کی ٹانگیں دبا رہا ہے۔ ایک بوڑھا پریشان حال بیٹھا ہے۔)

عورت: کسی عیم ی کو پکڑ لا کسی ڈاکڑی کو تبس دکھا ڈال۔

اکبر: (ٹانگیں دباتے ہوئے) اماں حوصلہ کر۔۔۔ ابھی ہوش کرے گا بھاء اصغر۔۔۔ حوصلہ!

عورت: مجھے کہتا ہے اماں میں واڈی والوں کا تاج دیکھ آؤں۔ میں نے کہا بھی تاں کا آگے تیرا جی ٹھیک نہیں نہ جا۔ پر ماں کی کون سنتا ہے۔۔۔ کون مانتا ہے ماں کی۔

بوڑھا: اچھا اچھا اصغراں۔۔۔ حوصلہ کر بہت نہ ہار۔ کمزور کو دھکا لگ گیا ہے۔ وہ شربت پلا

مندرل والا۔ بظاہر میں جھمردیکھنے نہ جاتا۔۔۔ پر خیر۔ جو انوں کو کون سمجھائے بھائی۔

عورت: کسی ڈاکڑ کو بلا۔ (کانوں سے ہاتے اتارتی ہے) میں نے صدقے کیے یہ ہاتے۔ یہ اکبر تو چند روے ڈاکڑ کو دے دیتا۔

(اکبر ہاتے پر جاتا ہے جو کانوں سے ڈنڈیاں اتار رہی ہے۔)

کٹ

سین 10 ان ڈور دن

(مرد و عورت دونوں سر پر داپہ لیے بڑی مودب چلیں گے۔ سامنے لڑ شاہ موجود ہے۔)

لڑ شاہ: (مرد و عورت کے سامنے آ کر) آئی قہی جیلن ملاقات لکھن ہاں۔

مرد و عورت: (ہم آواز میں) میں جلد آ جاؤں گا۔

لڑ شاہ: (مرد و عورت کے سامنے آ کر) آئی قہی جیلن ملاقات لکھن ہاں۔



تاچ دیکھتی رہی۔ شام پڑ رہی تھی پھر لوٹا پڑا۔

ارشاد: فرمائیے! میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں۔

عائشہ: میں مومنہ کی ماں ہوں ارشاد صاحب۔۔۔ اور اسے آپ پر بڑا اعتماد ہے۔ میں امید لے

کر آپ کے پاس آئی ہوں۔ پلیز آپ ہی اسے کچھ سمجھائیں۔

ارشاد: اب کیا ہوا ہے؟

عائشہ: اب نہیں سر ہمیشہ سے کچھ ہوتا رہا ہے۔ عام طور پر ماں باپ اور بچے کا رابطہ بڑا نیچرل

ہوتا ہے، فردِ ثقل ہوتا ہے لیکن مومنہ اور میرے درمیان کچھ ٹھیک نہیں۔ وہ مجھ پر

احقاد نہیں رکھتی، شک کرتی ہے۔

ارشاد: اور میں آپ کی بات ٹھیک سے سمجھا نہیں۔

عائشہ: میرے اور مومنہ کے درمیان کوئی اندھا شیشہ ہے سر۔ پتہ نہیں کیا بات ہے اسے

میری سمجھ نہیں آتی اور میں اس کو سمجھ نہیں پاتی۔

(ارشاد اپنے نشو میں زور سے ناک صاف کرتا ہے۔)

ارشاد: سوری! اولاد اور ماں باپ میں ایسے ہو جاتا ہے کبھی کبھی۔۔۔ کیونکہ ماں باپ کو دعویٰ

ہوتا ہے کہ ان کی محبت بے لوث ہے۔۔۔ نہیں اولاد اسے کچھ درکار نہیں۔ ساتھ

ساتھ وہ اولاد کو اپنی مرضی کے مطابق دیکھنے کے خواہشمند بھی ہوتے ہیں۔۔۔ بچوں کی

زندگی میں دخل اندازی کر کے بچوں پر دوبارہ بھی ڈالتے ہیں، رکاوٹ بھی پیدا کرتے ہیں

اور یہ بھی سمجھتے رہتے ہیں کہ ان کی محبت بے غرض ہے۔

عائشہ: بچوں کے فائدے کے لیے سر! ان کی بہتری کی خاطر۔۔۔ ان کو کسی آگ سے بچانے

کے لیے ماں باپ روکتے ہیں۔

ارشاد: ٹھیک ہے، بیگم صاحبہ۔۔۔ لیکن اگر کوئی از خود برا ہو تا چاہتا ہو۔۔۔ کھالے کا سودا

کرنا چاہتا ہو۔۔۔ سن چلا ہو پھر ہر انسان کے اندر اختیار ہے ناں۔

عائشہ: کون ماں باپ یہ برداشت کریں گے سر! ایسے کون سے جگرے والے ہوں گے؟

(درازا سے پر ہلکی سی دھچک ہوتی ہے۔)

ارشاد: دراصل بات یہ ہے بیگم صاحبہ کہ والدین کبھی بھی لاڈ کو دینا بند کر نہیں دے سکتے۔

اپنے تجربات کے سنگریزوں سے وہ بچوں کے خواب کا محلِ تعمیر نہیں کر سکتے۔ البتہ وہ

اندر کے سفر کی تعلیم ضرور دے سکتے ہیں۔۔۔ مثلِ من کر ضرور دکھا سکتے ہیں اور شاید

وہ وہب کا Essence بھی پیش کر سکتے ہیں۔

عائشہ: مذہب کا Essence؟

ارشاد: دنیا کا تجربہ تو ہر جنریشن کے ساتھ بدلتا رہتا ہے، ماحول کا علم تو ہر جنریشن کے ساتھ مختلف ہو جاتا ہے اور نوجوان اسے بہتر سمجھتے ہیں، پچھلی جنریشن کی نسبت۔۔۔۔۔

عائشہ: تو میں مومنہ کو وہ سب کچھ کرنے دوں جو وہ چاہتی ہے!

ارشاد: میں نے یہ تو نہیں کہا۔۔۔ میں تو شاید یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر تربیت ایمانداری سے اور نیک دلی سے کی جائے اللہ کا فضل شامل حال ہو تو اولاد درست فیصلے ہی کرے گی۔

عائشہ: آپ کی باتوں سے تو میں نے یہی اندازہ لگایا ہے کہ مجھے اسے کچھ مشورہ نہیں دینا چاہیے۔

ارشاد: اور اصل بیگم صاحبہ۔۔۔۔۔ اولاد کے مقابلے میں والدین کو خود مشورے کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ انہیں شادی کے وقت علم نہیں ہوتا کہ اولاد کیا چاہے۔۔۔۔۔ اسے پالنے کی کیا کچھ ذمہ داری ہے۔۔۔۔۔ ماں باپ کی چھوٹی چھوٹی کوتاہی بے گنجی کیا اور ریس اثر ڈالنے کی ان پر۔۔۔۔۔

عائشہ: آپ کا مطلب ہے کہ میں قصور وار ہوں؟ غلطی پر ہوں! میں نے درست فیصلے نہیں کیے مومنہ کے لیے۔

ارشاد: ہاں ناں بیگم صاحبہ! میں کوئی حاکم نہیں ہوں۔ میں کسی کو غلط اور درست ثابت نہیں کر سکتا۔ میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ وہی فعل کافی جاسکتی ہے جو بولی گئی ہو۔  
(دروازے پر دستک)

عائشہ: میں نے آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔۔۔۔۔ (آہستہ سے دروازے پر شاید کوئی ہے!)

ارشاد: عورت اور بچے کا مسئلہ سا نجما ہے بیگم صاحبہ! مرد کو کام کاج ہوتے ہیں زندگی سنوارنا ہوتی ہے! آگے بڑھنا پڑتا ہے۔ آج کے ترقی کے دور میں مقابلہ اور بھی سخت ہو گیا ہے۔ عورت سے ہمہ وقت محبت نہیں کر سکتا۔ وقفے وقفے کے بعد۔۔۔۔۔ اپنی فرصت کے مطابق۔۔۔۔۔ سو پڑا چڑھی کے تحت وہ عورت کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ لیکن عورت ہمارا وقت تو نہ چھوڑتی ہے۔۔۔۔۔ ہر وقت محبت چاہتی ہے۔ یہ نالی پریم جل کے بننے سے آئے تھی ہے اور سنوار رہا جاتی ہے۔

عائشہ: تو اسے۔۔۔۔۔ کچھ بھی سوا رہے گی زندگی!

ارشاد: ہاں! میں نے کہا ہے کہ اسے ایسا ہی وقت دے گا میں آتی ہے۔ جس کا کوئی مذہب نہ دلی ایف میں ہے۔۔۔۔۔ میں یہی کہہ رہی ہوں کہ وہ خود بخود اچانک کے دل کی طرف سے آتا ہے اور

وقت ماں کی ضرورت ہوتی ہے، مگر ماں کو اس قدر فتنوں بھری دنیا میں اور بھی کام ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ لیکن جس بچے کو اولین پانچ سال میں خوب محبت ملی ہو وہ از خود ماں کو چھوڑ کر اپنے سکول اور اس دنیا کی بھیڑ میں شامل ہو جاتا ہے اور ہمیشہ روحانی توانائی محسوس کرتا ہے لیکن جو ماں اپنے بچے کو یہ پہلے پانچ سال نہیں دے سکی۔۔۔۔۔ بچے سے ہمہ وقت محبت نہیں کر سکی، وہ بھی مرد کی طرح محبوب سے بے وفائی کرتی ہے۔۔۔۔۔

عائشہ: عورت بھی کیا کرے سر! مشق میں کیا کرتی۔۔۔۔۔ کام چھوڑ دیتی۔ میرے شوہر ہمیشہ Jobless رہے۔

ارشاد: یہی مرد بھی سوچتا ہے لیکن کہہ نہیں سکتا۔ وہ بھی عورت کو زندگی کے مکمل پانچ سال دے نہیں سکتا اور دعویٰ کرتا ہے کہ میں تیری خاطر کمار ہوں۔ اور ماں بھی دعویٰ کرتی ہے۔ لیکن جس دعویٰ کی توفیق نہ ہو اس کا اعلان نہیں کرنا چاہیے ورنہ آدمی مشقت میں پڑ جاتا ہے۔ مشقت ہر رشتے کا زہر ہے پیگم صاحب۔۔۔۔۔ جہاں مشقت ہے وہاں محبت نہیں ہو سکتی۔

(دروازے پر زور ہے دستک)

ارشاد: آجایے! آجایے پلیز۔۔۔۔۔ (بوڑھا اور اکبر ڈرے ڈرے اندر داخل ہوتے ہیں۔)

دونوں: سلام علیکم سرکھڑا!

ارشاد: علیکم سلام۔۔۔۔۔ آئیے بیٹے!

(اکبر بیٹے کے لیے کرسی دیکھتا ہے۔)

بوڑھا: اوتی سرکھڑا میرے پاس بیٹے کے لیے وقت نہیں ہے۔ میں آپ کو ساتھ لے جانے کے لیے آیا ہوں۔

ارشاد: مجھے؟ خیر ہے؟

اکبر:۔۔۔۔۔ میرے بھائی کو تین اگلوں سے بخار آ رہا ہے۔ بدھ کے دن پڈ میں بھگوا اور ہا تھا وہ بیٹے چلا آیا۔۔۔۔۔

بوڑھا: لوگ تھی پڑاں! اکبر! اے عالم صاحب۔ آپ وقت نہ گوا میں فوراً چلیں۔ پج ۱۱

عائشہ: ہاں صاحب! یہ تو اچھا صاحب نہیں تھا۔

اکبر: ہمیں قاضی نے بتایا تھا۔ میں تو بھی میں دلی اساتذہ سے ہیں تو یہ فوراً۔

ارشد: میں ڈاکٹر نہیں ہوں۔۔۔۔۔ لیکن آپ کو ڈاکٹر کے پاس لے جاسکتا ہوں۔ آئیے چلیے۔  
 محاف کبجے بیگم صاحبہ! ان کی ضرورت آپ سے زیادہ ہے۔۔۔۔۔  
 عائشہ: پلیز پلیز ضرور جائیے۔ میں پھر آجاؤں گی کسی روز۔۔۔۔۔ سو منہ کے ساتھ۔  
 ارشد: (لیبارٹری کی طرف جاتے ہوئے) مجھے ایک منٹ دیجئے۔۔۔۔۔ صرف ایک منٹ۔۔۔۔۔  
 ابھی چلتے ہیں ایک منٹ میں۔۔۔۔۔

ک

سین 11 آؤٹ ڈور دن

(کار دینہائی گھر کے سامنے کھڑی ہے۔ قریب ہی ایک چارپائی پڑی ہے جس پر اصغر بے صدمہ پڑا ہے۔ اکبر اور بابا اسے سہارا دے کر کار میں لٹاتے ہیں۔ پورن کا اصغر کا سر گود میں رکھتا ہے۔ اکبر سامنے بیٹھتا ہے اور ارشاد کار چلاتا ہے۔)

(5)

سین 12 آؤٹ ڈور دن

(ہسپتال کا بیرونی حصہ)۔ اکبر ایک شریع پر لیٹا ہے۔ ایک نرس پاس ہے۔ یوزفا اور اکبر تصویریں اس ساتھ ہیں۔ اور شاید ایک ڈاکٹر سے بات کر رہا ہے۔ پھر ڈاکٹر دھڑکے سے مٹاتا ہے کہ اس جانب چلے جائیے۔ یہ لوگ اسی طرف کارخ کرتے ہیں۔)



سین ۱۳      آؤٹ ڈور      دن

انہی لہجہ کی میں ہم سے ہوشِ اصغر کی جو سدا کا اہل سے لہا چار رہا ہے ہر دم  
ہو رہا ہے نے صدمہ مر رہا بھی جاتھ لڑا ہے ۔

1

سین 14

ان ڈور

رات

(ایک بیڈ لیپ روشن ہے باقی کمرہ نیم اندھیرے میں ہے۔ بیڈ لیپ کی روشنی کبیر

خان اور ارشاد کے چہروں پر پڑ رہی ہے۔)

کبیر:

یعنی اب تم باتھ پر باتھ دھر کر خلق سے کنارہ کشی کر کے اختیار کرنا چاہتے ہو۔ پتہ ہے اسلام رہبانیت کے خلاف ہے۔

ارشاد:

بالکل پتہ ہے!

کبیر:

اور تم پھر بھی اس کے خلاف کر رہے ہو۔۔۔۔۔ ٹیکٹریاں چھوٹ گئیں۔۔۔۔۔ سوشل سرکل ترک کر دیا۔۔۔۔۔ پینرن آف لائف بدل لیا اور رہبانیت کیا ہوتی ہے؟ زندگی چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ یہی تو رہبانیت ہے۔

ارشاد:

دیکھو کبیر! پہلے میں راہب تھا۔۔۔۔۔ میں بڑی پراپیٹری کی زندگی بسر کرتا تھا۔۔۔۔۔ میری دولت صرف میرے کام آتی تھی۔۔۔۔۔ میرا وقت صرف میرے لیے تھا۔۔۔۔۔ میرے شغل صرف میرے تھے۔۔۔۔۔ میری زندگی میری اپنی تھی۔۔۔۔۔ اب میں اس رہبانیت کی غار سے باہر نکلا ہوں۔ میں نے پہلی مرتبہ محسوس کیا ہے کہ اس دنیا میں میرے سوا اور لوگ بھی ہیں۔۔۔۔۔ میرے نوکر چاکر اور ماتحتوں کے علاوہ اور انسان بھی اس دنیا میں آباد ہیں۔۔۔۔۔

کبیر:

تم بہت آئیڈیلک باتیں کرتے ہو ارشاد۔ حقیقت سے اس قدر دور کہ آدمی بالکل تو ہو سکتا ہے لیکن کچھ حاصل نہیں کر سکتا مسٹر راہب!

ارشاد:

صرف وہ شخص راہب ہوتا ہے کبیر خان جو سبقت زندگی بسر کرنا ہے نہ غایت زندگی کی بجائے میں شامل ہو یا چاہے پہنچ کر چلی جائے یا بیٹھا چپا کر رہاؤ۔ یہ دونوں ہی خلق سے دور ہوتے ہیں اور دونوں ہی راہب ہوتے ہیں۔۔۔۔۔

کبیر:

تو اچھو چلیں۔۔۔۔۔ گاڑی باہر کھڑی ہے۔ دھشت ناک خواب ختم ہوا۔ آکھ مکمل گئی۔۔۔۔۔ الحمد للہ!

ارشاد:

وہاں یہ زندگی میری تھی ہے وہ خلق کے ساتھ چلنے پھرنے میں تھی اور پامٹ مین محمد حسین صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ اب تک غلوٹ جلوت ایک نہ ہو رہبانیت اور پھر لوٹ نہیں سکتا۔۔۔۔۔ جس کو اس نے اپنا چاہا وہی ہو جاتا ہے اور راہب

You are impossible Irshad.

کبیر:

ہاں لیا!

ارشاد:

میں آتا رہوں گا جاتا رہوں گا۔

کبیر:

ضرور!

ارشاد:

بائی وی دے یہ جو تم نے ابھی زمزمستانال کیس خلوت جلوت۔۔۔۔۔ یہ کیا بلا ہیں؟

کبیر:

خلوت جانتے ہو کیا ہوتی ہے؟

ارشاد:

ہاں تنہائی۔۔۔۔۔ سب سے علیحدگی!

کبیر:

اور جلوت ہوتی ہے جب آدمی محفل میں جلوہ آ رہا ہوتا ہے۔۔۔۔۔ کروہ میں، بھیڑ میں

ارشاد:

ہوتا ہے۔

تو پھر خلوت اور جلوت ایک کیسے ہوتی ہے؟

کبیر:

فقیر جب تنہا ہوتا ہے تو لوگ اس کی تنہائی اس کی پرائیویسی سے خوفزدہ نہیں ہوتے۔

ارشاد:

وہ جتن اٹھا کر اندر گھس سکتے ہیں۔۔۔ اپنا حال بیان کر سکتے ہیں۔ اور جب وہ بھیڑ میں

ہوتا ہے سب میں ملاحظہ نظر آتا ہے۔ تب وہ اندر اوپر والے کے دھیان میں ہوتا ہے

لیکن جسمانی طور پر سب کے ساتھ۔۔۔ ہر مقام پر جلوت میں خلوت میں فقیر کا ایک

نئی حال ہے۔ وہ اوپر والے کی رضا تلاش کرتا ہے اور ساتھ والوں کے ساتھ سفر کرتا

ہے۔ اس کے کوئی دور واپ نہیں ہوتے۔

کبیر:

میں تو چلوں بھائی! کہیں تم مجھ پر بھی اپنی خلوت جلوت نہ ڈال دو۔

ارشاد:

ضرور۔۔۔ جاؤ لیکن آتے رہنا۔۔۔۔۔

کٹ

شام کا وقت

آؤٹ ڈور

سین 15

(صبر) چاند کا شام۔ کئی ماہ کی مدت سے اس سین پر ارشاد کو پہرا پہوز کیجئے۔ ایسے  
کئے جیسے وہ صبر میں پتا چا رہا ہے۔ اس پر وہی ذکر لگائے جو نوبارک صبر  
کے ہے۔)

کٹ





ہے 'چل چھوڑ عورتوں کی کوئی کمی ہے' پر پتہ نہیں اس چندری میں کیا ہے 'وہ مانتا ہی نہیں۔ تو کوئی تعویذ لکھ دے' وہ آپنی دوڑ دوڑ آئے اور جمالے کے پاؤں پڑ جائے۔

ارشاد: ایسے ہی ہو گا انشاء اللہ!

طالعہاں: اچھا ایسے ہی ہو گا!

ارشاد: سارا زور تیری خواہش نگاہی ہے بی بی! چلنا تو تیرا ہی زور ہے 'میں نے تو صرف آگ کو تیلی دکھائی ہے۔ بتا تعویذ لکھوں کہ پانی دم کر دوں؟

طالعہاں: بس تعویذ ہی لکھ دے۔ پانی اسے کون پلانے جائے گا۔۔۔۔۔ اس چندری کو۔ جب تو نے دروازہ کھولا ہے ناں بیبا تو مجھے لگا تھا تیرے پیچھے کوئی روشنی کا لشکارا پڑا۔ گاؤں والوں نے مجھے بتایا تھا پیر تو وہ سچا ہے 'پر اس نے کتے پال رکھے ہیں۔ کوئی اس تک اپڑ نہیں سکا۔ کاکا تیرے کتوں نے مجھے تو کچھ کہا ہی نہیں۔

ارشاد: یہی تو ساری بات ہے بی بی! صدق یقین والے کو کتے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ دیکھ بی بی! یہ تعویذ لے جا۔۔۔۔۔ اور اپنا اعتقاد پورا رکھ۔۔۔۔۔ ذرا ڈولی تو اس تعویذ نے بیکار ہو جاتا ہے۔ سو جتنی رہتا بڑے ٹکڑے کا تعویذ ہے۔ پورا ہو کر رہے گا۔ (بوز می پلے میں سے سوا روپیہ نکالتی ہے اور ارشاد کی طرف بڑھاتی ہے۔ کسروہ ہتھیلی کا کلوز اپ لیتا ہے۔ ارشاد بڑی عقیدت سے سوا روپیہ اٹھاتا ہے۔) شکریہ بی بی! کام ہو جائے تو بہو کو ضرور لانا ہمارے ڈیرے پر۔

طالعہاں: لے تب میں تیرے لیے جوڑا لاؤں گی۔ چٹا گڑ لاؤں گی۔ اسیل۔۔۔۔۔ لال سالو۔۔۔۔۔ پھلیاں کھانے!

(ارشاد کی ہتھیلی میں سوا روپیہ ہے۔ کسروہ اس پر کلوز اپ میں مرکوز ہوتا ہے۔ بلاسٹ کے ساتھ موسیقی چلتی ہے۔)

تیرے من چلے کا سودا ہے یہ کھنا اور میٹھا کٹ

(بابا فرید: شیخ بہاؤ الدین زکریا شاہ جمال ان درباروں کی تصویریں ہوں دکھائی جائیں جیسے ایک دربار دوسرے دربار میں لپکتا جاتا ہے 'ضمیم ہو رہا ہے۔ جس طرح وہ الہ دربار منصف میں جہیز لائے آتی ہیں اور سکریں پہلے انج کو ہٹا کر بھاہتی ہے۔ منصف سے ایک دوسرے میں تم ہوتے' بھڑتے آگے جھک جاتے۔)



دائیں بائیں نکل جاتے نظر آنے چاہئیں۔ گیت من چلے گا سودا جاری رہتا :  
(ہے۔)

ڈزالو

سین 17 آؤٹ ڈور شام کا وقت

(ارشاد فوارے کے ساتھ پودوں کو پانی دے رہا ہے۔ پھر وہ ایک جگہ رک کر رہا  
اٹھالیتا ہے اور کیاری میں عمائی کرنے لگتا ہے۔)

کٹ

سین 18 ان ڈور شام کا وقت

(ارشاد چھوٹے سے باورچی خانے میں اپنا کھانا پکا رہا ہے۔ ہنڈیا بھونتا ہے اور اس  
میں سبزی ڈالتا ہے۔ رومال سے اپنا پسینہ پونچھتا ہے۔)

کٹ

سین 19 ان ڈور صبح کا وقت

(ارشاد نے ہوور لگا رکھا ہے اور وہ قالین صاف کر رہا ہے۔ ان تینوں سینوں میں  
اور پچھلے درباروں کے Visuals میں جاری رہتا ہے: تیرے من چلے گا سودا ہے  
یہ.... کھتا اور میٹھا۔ جس وقت ارشاد ہوور سے قالین صاف کرتا ہے کبیر آتا  
ہے۔)

کبیر: یہ.... یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ Mental کے کام خود کر رہے ہو.... آخر اس انجام کو پہنچا  
(ارشاد ہوور بند کرتا ہے۔)

ارشاد: آؤ بیٹھو آپ کو غسل کی باتیں ہمیں بھی سکھاؤ....

کبیر: مجھے شرم آتی ہے اب تم ان کاموں کے قابل ہو گئے ہو.... ہاں کل ہی قمر از بیت کام۔

ارشاد: کیا جگہ کے کافی رہ جائے؟

کبیر: اگر تم کو خود کچھ بنانا ہے تو کچھ نہیں۔

ارشاد: کبیر خان! تم تو مغربی تہذیب کے سب سے بڑے عاشق ہو۔۔۔۔۔ ان کی ترقی کے دلدادہ ہو۔ تمہارا بس چلے تو پاکستان میں رہو ہی نہیں۔ پھر تم کو بھی اپنے کام اپنے ہاتھوں سے کرنے پر اعتراض ہے؟ وہاں تو ملازم نہیں ہوتے۔

کبیر: وہ ایک اور سیٹ اپ ہے وہاں کی بات اور ہے۔ یہاں کا معاشرہ مختلف ہے۔

ارشاد: میں اگر تمہیں کوئی حدیث سناؤں گا تو تم زچ ہو جاؤ گے۔ اگر میں تمہیں بتاؤں گا کہ اپنے عروج کے دنوں میں اپنے آقا کی پیروی میں ہم بھی اپنے ادنیٰ کام خود کیا کرتے تھے تو تم یکدم ناراض ہو کر چلے جاؤ گے لیکن جن سفید قام لوگوں کو تم آئیڈیل کرتے ہو وہ بھی تو محتاجوں کی زندگی بسر نہیں کرتے۔ کبھی کسی عام گھر میں تم نے وہاں کوئی ملازم دیکھا ہے؟

کبیر: میں لیکچرز سننے نہیں آیا۔ میں اتنے لمبے لمبے سرمن نہیں سن سکتا۔ They bore me جانتے ہو تمہارے ان واہیات لمبے لیکچروں کے بعد میں کیا کرتا ہوں؟

ارشاد: کیا کرتے ہو؟

کبیر: چھوڑ دو اس کو! شکار پر چلو گے؟

ارشاد: نہیں!

کبیر: میرے گھر میں بھر ہے دل بہار کا آج رات؟

ارشاد: جو خود رقص کر سکتا ہو دل بہار کا بھرا نہیں دیکھا کرتا۔ اس وقت میں مجسم رقص ہوں کبیر خان اور تم نہیں جانتے یہ رقص کیسا ہے! تم اس کے نشے اور کیفیت سے نا آشنا ہو۔ تم نہیں جانتے کبیر خان! ایک نشہ اور بھی ہے جو اترتا نہیں۔۔۔۔۔ ایک بہار ایسی بھی ہے جو خزاں سے آشنا نہیں۔۔۔۔۔ ایک راحت ایسی ہے جو خوشی کی طرح ختم نہیں ہو جاتی بلکہ وہ ہر مقام پر ہر لمحہ اور ہر گھڑی راحت ہی رہتی ہے۔ میں جسم کی لذتوں سے گزر کر ایک اور لذت کی وادی میں گھر گیا ہوں۔ میرے لیے اور رقص ہے اور جھومر ہے۔۔۔۔۔

پیش بھر ہے!

(کسی بھولی سی لڑکی پر جو کبیر سے میں نظر نہ آئے اس پر ارشاد کو کھڑا کیجئے) پھر اسے دائرے کی شکل میں کبیر خان نے گھومتا ہے ایسے کہ البتہ خان مرکز میں رہے۔ ایسے میں مارا دیا اُن کا جتنے۔۔۔۔۔ وہاں ایک شخص ہو جاتا ہے ارشاد دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر کہتا ہے میں تمہارے گناہوں پر قوال فیضان ہوتی ہوں۔)

# سربازاری رقصم

ڈزالو

(ڈاچی 'اونٹ کا سایہ' گھنٹہ کی آواز 'لوک ڈانس کے مختلف شاٹ' کرتا ہوا  
آبشاری پانی۔۔۔۔۔ ان تمام مناظر پر بھی قوالی "میں رقصم" جاری رہتی ہے۔)  
کٹ

سین 20      ان ڈور      سہ پہر کا وقت

خط

(پروفیسر عائشہ اور ارشاد لیبارٹری میں بیٹھے ہیں۔)

عائشہ: آج سے سال بھر پہلے مومنہ دھینے پڑھا کرتی تھی۔۔۔۔۔ دعائیں مانگتی تھی کہ عدیل اسے  
سعودیہ بلا لے! اب وہ سختی ہی نہیں۔ میں اصرار کرتی ہوں تو روئے لگتی ہے۔ وہ عدیل  
کے پاس جانا ہی نہیں چاہتی۔

ارشاد:

لیکن آپ کیا چاہتی ہیں بیگم صاحبہ؟

عائشہ: میں نے مانا عدیل نے زیادتی کی 'مومنہ کو چھوڑ دیا لیکن اب اس کی معافیوں کے خط  
آ رہے ہیں۔ وہ مومنہ کو بسانا چاہتا ہے۔ ارشاد صاحب! مجھے تو پہلے بڑی مشکل سے  
عدیل کا رشتہ ملا تھا اب کہاں سے اور ڈھونڈ لوں گی!

عائشہ:

ارشاد: آپ پریشان نہ ہوں!

عائشہ: میں نے اپنی تو جیسی تھی گزاری اب اس جوان جہان کے دکھ کیسے دیکھوں۔۔۔۔۔ ارشاد  
صاحب! یہ اولاد ماں باپ کو اتنا دکھ کیوں دیتی ہے؟ بڑھاپے میں اتنی بڑی آزمائش اتنا  
بڑا امتحان کیوں بن جاتی ہے؟

ارشاد: (مستل آ کر) آپ جواب کی سختی سے پریشان تو نہیں ہو جائیں گی؟

عائشہ: بالکل نہیں!

ارشاد: اصل وجہ الدین ہیں پروفیسر صاحب! وہ اولاد کو نہ تو مقدمہ در بھر سزا تک پہنچنے دیتے  
میں نہ ہی رحمت کی جزا حاصل کرنے دیتے ہیں۔ وہ ہر وقت اولاد کے لیے تجویزیں ہی  
دیتے رہتے ہیں۔ جب والدین ہی رحمت سے اس کے کرم سے۔۔۔۔۔ اس کے  
نہال سے مایوس ہوں تو وہ امتحان مان لیتے۔۔۔۔۔ آزمائش کا دم مٹا دیں گے۔۔۔۔۔

مومن آپ کو آنکھ آنکھ آنسو کیوں نہ رلائے۔۔۔  
(کیمرو پر وٹیسر کے چہرے پر آتا ہے)  
کٹ

سین 21 آؤٹ ڈور رات کا پچھلا پھر

(ایک جیب میں ندیم ارشاد کے گھر کے پاس آتا ہے۔ جیب سے اڑتا ہے۔)  
کٹ

سین 22 آؤٹ ڈور کچھ لمحے بعد

(ندیم کو خفی کی دیوار پر چڑھتا ہے۔ Beware of Dogs کا بورڈ نظر آتا ہے۔ کتے کے  
بھونکنے کی آواز آتی ہے۔ کتا نیچے لان میں بھونکتا ہوا چکر لگاتا ہے۔ ندیم ہستول سے کتے  
کا نشانہ بناتا ہے۔ قاز کرتا ہے۔ کتا گر جاتا ہے۔)  
(نہن)

سین 23 ان ڈور گہری رات

(ارشاد جاتے نماز پر بیٹھا ہے۔ کمرے سے آہستہ آہستہ ذکر کی آواز آرہی ہے۔  
کیمرو دروازے پر جاتا ہے۔ جس میں ندیم اندر آنے کی کوشش کرتا ہے۔ ذکر بند  
اوتا ہے۔ ارشاد ویسے ہی آنکھیں موندھے بیٹھا ہے۔)  
ارشاد: آجائے اس گھر کا کوئی دروازہ مستطیل نہیں ہے۔ (ندیم اندر آتا ہے۔) بیٹھے۔ خوش  
آہدہ۔۔۔۔۔۔  
ندیم: مجھے افسوس ہے مجھے آپ کا کتنا یاد پڑا۔  
ارشاد: مجھے بھی افسوس ہے کہ آپ نے خواہ کتنا زحمت کی۔ میرا کتنا بڑا مہمان ہوا تھا۔ اگر آپ  
دروازہ کھول کر آتے تو وہ آپ کو کچھ کر ہی چپ ہو جاتا۔ بیٹھ جائے۔  
(ندیم اس کے پاس بیٹھ جاتا ہے۔ نمازات قریب کا لین پر بیٹھ جاتا ہے۔)

نوریم: (بہت آہستہ) تاک نقش تو وہی ہے۔ اتنی ہی لمبی ڈالڑھی بھی اس نے بتائی تھی۔

ارشاد: آپ کو کسی قسم کا تردد ہے؟

نوریم: میں دو ایک دن آپ کے گھر میں پناہ لینا چاہتا ہوں۔

ارشاد: پناہ کے لیے گھر کی نہیں 'ول' کی شرط ہوتی ہے۔

نوریم: آپ مجھے رکھ لیں گے؟

ارشاد: تو کیا آپ کو کوئی شبہ ہے؟ جہاں جی چاہتا ہے پڑ رہے۔

نوریم: دیکھئے۔۔۔ ابھی کوئی پون گھنٹہ پہلے میں نے پولیس مقابلے میں ایک سپاہی کو قتل کر دیا

ہے۔

ارشاد: جی۔۔۔ پھر؟

نوریم: میں اشتہاری ملزم ہوں۔ (جیسے اپنے آپ سے) لب دلچو بھی اسی ہے۔

ارشاد: آپ اس وقت میرے مہمان ہیں۔

نوریم: پولیس میری تلاش میں سرگرداں ہے۔

ارشاد: وہ ان کا فرض ہے۔

نوریم: دوران ہوئے مجھے میرے دوست نے آپ کا ٹھکانہ بتایا تھا۔

ارشاد: آپ کے دوست کا شکریہ!

نوریم: اس نے مجھے کہا تھا کہ اگر میں کسی قسم کی مصیبت میں پھنس جاؤں تو مجھے آپ کے گھر

میں پناہ مل جائے گی۔

ارشاد: بالکل ٹھیک کہا تھا تمہارے دوست نے۔

نوریم: آپ۔۔۔ آپ شراب کشید کرتے ہیں ناں اس کو بھی میں۔۔۔ اور اسے رکھ کر

تیس بار ڈرپار؟ اس لیبارٹری میں۔۔۔

ارشاد: جی ہاں گے!

(نوریم: اظہارِ رنج کی روشنی کر رہا ہے۔ وہ اس اٹھارہ سالہ لڑکے پر دیکھتا ہے۔)

ارشاد: یہاں آوازیں آ رہی ہیں (نوریم: اس کا ہاتھ اور مچھری طرف اٹھاتا ہے۔) (نوریم: دیکھتا ہے)

نوریم: (نوریم: اظہارِ رنج کر رہا ہے)

نوریم: (نوریم: اظہارِ رنج کر رہا ہے) آپ شراب پی رہے ہیں اور دارا دارا رکھ رہے ہیں۔

نوریم: (نوریم: اظہارِ رنج کر رہا ہے) آپ نے Camouflage سے طریقہ بھی ہوئی ہے۔ یہ جانتے ہمارے آپ کی

احسان سے۔۔۔ اور اسے آپ سے۔۔۔ اور میں۔۔۔

- ارشاد: تمہیں میرے چہرے میں بھی کچھ نظر آیا ہے؟
- ندیم: اگر میں غلطی پر ہوں تو آپ مجھے درست کر سکتے ہیں لیکن مجھے تو بھی کچھ نظر آتا ہے۔
- مجھے تو اپنے دوست کی رائے سے کلی اتفاق ہے۔ میں اعتماد اور وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے دھندے ہمارے جیسے ہی ہیں۔
- ارشاد: کیا میں تمہارا نام جان سکتا ہوں؟
- ندیم: ہاں!
- ارشاد: دیکھو ندیم۔۔۔ جو کچھ تم نے میرے متعلق رائے قائم کی ہے اس رائے کو ثابت کرنے کے لیے تمہارے پاس کوئی ثبوت تو ہے نہیں۔
- ندیم: ثبوت تو نہیں ہے لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے۔
- ارشاد: آہا! دل گواہی دیتا ہے 'ٹھیک'۔۔۔ تمہارے اندر کی آواز کہتی ہے 'بالکل ٹھیک' ہے۔ یاد رکھو میرے ندیم! اس دنیا میں محبت کا کاروبار۔۔۔ رائے کا یقین۔۔۔ اعتماد کا ثبوت صرف خیال کی زد میں ہے۔ ذاکو کی ماں اس خیال کے ستون سے بندھی ہے کہ اس کا بچہ ذاکو نہیں ہے۔ تم اس کو آرے سے چیر دو وہ تسلیم ہی نہ کرے گی کہ اس کا بچہ ذاکو ہے۔ جس عاشق کی محبوبہ بے وفا ہے۔۔۔ لیکن عاشق اس کی وفا کے خیال میں پڑ دیا ہوا ہے وہ اپنی آنکھوں پر اعتبار نہیں کرتا۔ انسان اپنے ایمان اپنے اعتماد اپنے اعتقاد کی کشتی میں سفر کرتا ہے۔۔۔ اور اس کی کشتی اس کے یقین کے بادبان سے چلتی ہے۔
- ندیم: مجھے اس نے یہ بھی کہا کہ دن کے وقت دو آدمی تعویذ گنڈے دیتا ہے۔ گاؤں کے لوگ اسے ہی سمجھتے ہیں۔ کیا آپ اصلی پیر ہیں؟
- ارشاد: کوئی اصلی پیر نہیں ہو سکتا۔۔۔ مرید کا کلا عینہ سکوپ اس پر جو روشنی ڈالتا ہے وہ وہی رنگ اختیار کر لیتا ہے۔
- ندیم: آپ کون ہیں؟
- ارشاد: تمہارا دوست لیے میں وہی ہوں جو تم سمجھتے ہو۔ میری حقیقت وہی ہے جو تمہارا گمان ہے۔
- ندیم: میں ٹھیک جگہ آ گیا ہوں۔ اب مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے پولیس کے حوالے نہیں کریں گے۔
- ارشاد: اس یقین کی کیا وجہ؟
- ندیم: ہم دونوں قانون کے معرک ہیں۔ ہماری پہلائی اسی میں ہے کہ ہم ایک دوسرے کا ساتھ



ارشاد: میری طرف غور سے دیکھو ندیم۔۔۔۔ میں کون ہوں؟

ندیم: آپ مجھے تکیہ دے دیں میں بہت تھکا ہوا ہوں۔

(ارشاد اسے پلنگ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ وہ اوندھا پلنگ پر لیٹتا ہے۔ ارشاد جائے نماز پر بیٹھتا ہے پھر اٹھتا ہے۔ ندیم کے پاس جاتا ہے۔ اسے جگاتا ہے۔)

ارشاد: ندیم سونے سے چند لمحے پہلے۔۔۔۔ اس ادھیڑ بن سے نکل کر کہ میں کون ہوں کیا

ہوں۔۔۔۔ یہ ضرور سوچنا کہ تم خود کون ہو۔۔۔۔ اور جب تم کسی نتیجے پر پہنچ جاؤ۔۔۔۔ تو

اپنے وجود کو اپنی سزا میں دینے سے پہلے اپنے آپ کو قانون کے حوالے کر دینا

۔۔۔۔ قانون کی سزا تمہاری اپنی سزا کے عذاب سے کمتر ہوگی۔۔۔۔ اپنے وجود کی سزا کو آج

تک بہادر سے بہادر انسان بھی برداشت نہیں کر سکا۔ اس کی سختی اور سخت دلی سے بچنا!

(ندیم مسکرا کر اس کی جانب دیکھتا ہے اور پھر سر تکیے پر رکھ کر سو جاتا ہے۔)

فیضانِ آفت

## قسط نمبر 8

## کردار

ارشاد	:	ہیر
سلمیٰ	:	ریسرچ آفیسر۔ پنجس زہن کی مالک
تائیلہ	:	لیبارٹری اسٹنٹ۔ حساس لڑکی
شبانہ	:	ارشاد کی کزن
عمیر	:	شبانہ کا شوہر۔ شکی مزاج
رضا	:	عمیر کا بیٹا۔ عمر چھ سال
عامر	:	خوبصورت ریسرچ آفیسر۔ سلمیٰ سے محبت کرنے والا



## سین 1      ان ڈور      دن

(سٹلی دفتر میں بیٹھی ہے۔ اس کے چہرے پر اضطراب ہے۔ وہ فون کان پر لگائے  
گویا بت بنی ہوئی ہے۔)

سٹلی: (قریبا چیخ کر) نہیں! نہیں۔۔۔ یہ نہیں ہو سکتا آئی جی۔۔۔ یہ ناممکن ہے۔۔۔ جی۔۔۔  
آپ ہوش میں ہیں؟ نہیں ہو سکتا یہ۔۔۔  
(کلام جیسے وہ کچھ کر کر رہا چاہتی ہے۔ دفتر کی بڑی کھڑکی کی طرف دیکھتی ہے۔  
بڑی کھڑکی کا شیشہ کڑکڑ کے ٹوٹا ہے۔)

آئی جی۔۔۔ مجھے لگتا ہے یہاں اب بھی بجلی گری ہے۔ جی میں آتی ہوں جی ابھی۔۔۔ جی  
بھاگ کر۔۔۔ بالکل ایک منٹ میں کوئی جی۔۔۔ جو بھی سواری ملی۔۔۔ جی۔۔۔ ابھی  
جی۔۔۔

(سٹلی پانچ چوٹا گڑھا کرتی ہے۔ سمیت خود دیکھتی ہے۔ اس کے پوائنٹ آف ویو سے وہ  
لگتا ہے جیسے سمیت نیچے کی طرف آ رہی ہے۔)

## سین 2      ان ڈور      چند لمحوں بعد

(سٹلی نے آگے میں بھاگتی آئی ہے اور سیریلیاں اترتی چلی جاتی ہے۔ عقب میں  
یہ گیت جاری اوتا ہے۔)

تیرے من چلے گا سورا ہے لکھا اور مٹھا  
تجربے کی سی بات ہے دنیا جیسے ہے ساری اٹھی  
مٹھی جاتے مٹھی سے مٹھی جاتے مٹھی

تیرے من چلے گا سورا ہے لکھا اور مٹھا  
(سٹلی تیرے من چلے گا سورا ہے لکھا اور مٹھا ہے۔ بعد میں تصویر غل ہوئی  
ہے۔ وہ دیکھی سے چہرے کا ٹوٹا ہوا ہے۔ وہ بڑے اضطراب سے ہلکا کر  
رہی ہے۔)

سلٹی:

نہیں نہیں۔۔۔۔۔ ایسے نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ نہیں ہو سکتا ایسے۔

(تیز تیز نیچے اترتی ہے۔ سلٹی کے پوائنٹ آف ویو سے صرف سیزھیاں دکھائی جاتی ہیں۔)

کٹ

### سین 3 آؤٹ ڈور کچھ دیر بعد

(فٹ پاتھ پر سلٹی بھاگی جا رہی ہے۔ اس نے جو گزر چکے ہوئے ہیں اور وہ پوری رفتار سے بھاگتی ہے۔ اس کے بال ہوا میں اڑ رہے ہیں۔ اسے اپنی رتی بھر پروا نہیں ہے۔ قریب سے ٹریک گزر رہی ہے۔ گیت جاری رہتا ہے۔ ایک رکشہ گزرتا ہے۔ سلٹی یکدم رکتی ہے ہاتھ بلاتی ہے۔ تھویر شل ہوتی ہے۔ گانا رکتا ہے۔)

سلٹی:

رکنا۔۔۔۔۔ رکشہ۔۔۔۔۔ رکشہ۔۔۔۔۔  
(رکشہ نہیں رکتا۔۔۔۔۔ وہ پھر بھاگتی ہے۔ گیت جاری رہتا ہے۔)

کٹ

### سین 4 آؤٹ ڈور وہی وقت

(وہی سارا وہی سلسلہ۔۔۔۔۔ سلٹی اتار کلی جیسے بازار میں تیز رفتاری سے کبھی چلتی ہے کبھی بھاگتی جا رہی ہے۔ وہ ایک آدمی سے ٹکراتی ہے اور آہستہ سے کہتی ہے۔)

سوری!

سلٹی:

(سوری سے پہلے گیت بند ہوتا ہے اور سوری کے بعد کچھ لمحوں کے لیے سلٹی اور اس آدمی کا ٹکراؤ شل ہو جاتا ہے۔ جب وہ سوری کہہ کر بھاگتی ہے تو گیت جاری ہوتا ہے۔)

کٹ

## سین 5 آؤٹ ڈور دن

(ایک سنسان گلی جس میں دونوں جانب مکان اس قدر قریب ہیں کہ آسمان گویا نظر نہیں آتا۔ سہلی اس گلی میں بھاگتی جاتی ہے۔ گیت جاری رہتا ہے۔)

کٹ

## سین 6 ان ڈور دن

(اندرون شہر کا ایک کمرہ۔ سہلی آتی ہے۔ دروازہ پٹاخ سے کھولتی ہے۔ گیت بند ہوتا ہے۔ وہ کمرے میں داخل ہوتی ہے۔ کیمرا سہلی کے پوائنٹ آف ویو سے کمرے کو دکھاتا ہے۔ کمرے میں دیواروں کے ساتھ ساتھ مختلف مردوں کے مرد کھڑے ہیں۔ فرش پر ان گنت مہر تیں اور بچے سو گوار بیٹھے ہیں۔ سہلی ان سب میں جگہ بناتی آگے بڑھتی ہے۔ چارپائی پر ٹائیل مردہ پڑی ہے۔ وہ انتہائی خوفزدگی کے عالم میں دوبارہ سارے کمرے میں کھڑے اور بیٹھے لوگوں کو دیکھتی ہے اور پھر چارپائی کے سر ہانے بیٹھی مورت کو دیکھ کر بہت آہستہ جیسے اپنے آپ سے کہتی ہے۔)

سہلی: تو چلی گئی۔۔۔ چلی گئی پھر۔۔۔ فیصلہ کر لیا تو نے؟

(تصویر یکدم مشل ہوتی ہے اور یہاں سے اڑاوا ہوتی ہے۔ تصویر دوبارہ دفتر میں پہنچتی ہے۔)

ڈز او

## سین 7 ان ڈور دن

(سہلی فون کر رہی ہے۔ ٹائیل قریب بھی جھک کر رہی ہے۔ کبھی بھی وہ بچے کے ہاتھ تک نہ کرنا ٹائیل سے بات کرتی ہے۔ دونوں ہاتھ کے اشارے سے ایک دوسرے کو بتاتی ہیں کہ کیا سمجھتے ہیں اس وقت فون آگیا ہے۔ کٹ میں پٹاخا ہو گا۔)

کٹ

## سین 8 آؤٹ ڈور دن

(دونوں سہیلیاں پرس لٹکائے ہاتھ پکڑے بیٹریاں اتر رہی ہیں۔ دونوں گرجوٹی سے باتیں کر رہی ہیں۔ تھوڑا راستہ اترنے کے بعد دولہ لڑنے کے انداز میں رکتی ہیں۔ پھر ٹائیل ہاتھ جوڑتی ہے جیسے معافی مانگ رہی ہو۔ پھر بیٹریاں اترنے لگتی ہے۔)

کٹ

## سین 9 آؤٹ ڈور دن

(سُنی اور ٹائیل دونوں بازار میں جا رہی ہیں۔ پھر دونوں اپنا اپنا پرس کھولتی ہیں۔ سُنی ٹائیل کو کچھ پیسے دیتی ہے۔ دونوں دکان کے اندر تھمتی ہیں۔)

کٹ

## سین 10 ان ڈور شام کا وقت

(اندرون شہر کا گھر۔۔۔ سُنی پلنگ پر بیٹھی ہے۔ اس کے سامنے ان گنت لفافے پڑے ہیں۔ پاس ٹائیل کرسی پر ہے لیکن اس کے پاؤں پلنگ پر ہیں۔ سُنی کی توجہ اسی شاہنگ پر ہے جو ابھی انہی وہ کر کے آئی ہیں۔ اس کے ہاتھ میں ایک دوپٹہ اور کنارہ لایا ہے جسے وہ لگا کر دیکھ رہی ہے کہ کیسا لطافت آتا ہے۔)

دیکھ یہ کنارہ سیاری ہاں رکھوں کہ تھوڑی باہر تھوڑی بیچے؟

میں کیا بگوں کہ رہی ہوں۔۔۔ اور تجھے اپنی کنارہ کی پڑی ہے۔

میری اہا اس تو نہیں سال سے جاری ہے اس نے تو قسم ہو رہی تھی۔

وہ تو میری ہے تجھے میرے ساتھ یہ تو روئی ہے میری

ٹائیل تجھے اب دن ٹھیکس کو اٹھاتے کرے گا۔۔۔ حقیقت کو تسلیم کرنا پڑے گا۔

نہیں میں نہیں ہوں

سُنی  
ٹائیل  
سُنی  
ٹائیل  
سُنی  
ٹائیل  
سُنی

سلمیٰ: نہیں۔۔۔ بالکل نہیں!

نائیلہ: اچھا تو پھر؟

سلمیٰ: یہی بات یہ ہے کہ جی بیگم کہ فیصلہ تم کو کرنا ہو گا۔۔۔ اور تم کرو گی۔۔۔ لیکن اللہ نے تمہیں ایسی کھوپڑی دی ہے کہ تم ضرور غلط فیصلہ کرو گی انشاء اللہ۔

نائیلہ: کیوں؟

سلمیٰ: چلو تم اس کی بیوی کو پڑی رہنے دو۔ تم باسٹ سے شادی کر لو۔ اس کی یہ آفر ہے؟

نائیلہ: ہاں ہے تو لیکن۔۔۔۔ آفر سے کیا ہوتا ہے۔

سلمیٰ: اچھا بیٹا۔۔۔ اگر اس سے شادی نہیں کرنا تو ایک بار بت کر کے بچے دل کے ساتھ اسے

چھوڑ دو۔

نائیلہ: کوشش کر چکی ہوں سلمیٰ۔۔۔ کئی بار تو کی ہے کوشش تیرے سامنے۔۔۔ لیکن کیا کروں

دنیا گول ہے۔ وہ کہیں نہ کہیں مل جاتا ہے آخو متا پھرنا۔

سلمیٰ: اچھا چھوڑ دے کر۔ یہ بتا یہ پرنٹڈ شلوار بنواؤں اور قمیض پلین رکھوں کہ۔۔۔ شلوار ساواہ

اور پرنٹڈ قمیض؟

(نائیلہ کود میں رکھے شاپر کو سلمیٰ کے منہ پر مارتی ہے۔)

کٹ

سین 11 آٹھ ڈور شام کا وقت

(نرین کی ہنری پر دونوں بہیلیاں ساتھ ساتھ چلی جا رہی ہیں۔)

سلمیٰ: تو کسی قابل نہیں نائیلہ! ایسی متذبذب ڈیل مینڈ ڈول ہے تو تو۔ پتہ نہیں میں نے

کیوں دوستی کر لی تیرے ساتھ۔

نائیلہ: لیکن میں اس کی بیوی کو کیسے طلاق دلا دوں۔۔۔۔۔ تین بچے ہیں اس کے۔

پھر چھوڑ باسٹ کا خیال۔۔۔۔۔ دفع کرا

کیسے چھوڑ دوں سلمیٰ!

جیسے ساری دنیا چھوڑتی ہے جیسے سب کہتے ہیں۔

مجھے کوئی مل جائے سلمیٰ صاف صاف۔ یہ حاسد حاسد

ہاں ہاں۔ تو نے یہی باتیں توہانی ہیں۔ ہاں ہاں۔ توئی ہوں۔ ابھی میں نے

حل ہی نہیں بتایا تھے!

نائیلہ: لیکن سلمیٰ میں کیا کروں؟

سلمی: بھاڑ میں جا۔۔۔ کھوہ میں گر۔۔۔ برباد ہو۔۔۔ مر جا۔ یہی آخری حل ہے تیرا۔

کٹ

## سین 12 ان ڈور دن

(ایک ہوٹل کا چھوٹا سا کونہ۔۔۔ سلمیٰ اور نائیلہ دونوں کوئی مشروب پی رہی ہیں۔)

(دانت پیس کر) تو چھوڑ دے واسطہ کو! وہ مکار اپنی بیوی کا ہے۔

(سر ہلا کر) نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں کئی بار نرائی کر چکی ہوں۔ نہیں چھوٹا وہ مجھ سے۔

تو پھر شادی کرے اس لمبڑ صینٹ سے اور طلاق دلا اس کی ماسی کو۔

اس کے بچے ہیں سلمیٰ اطلاق کیونکر ہو سکتی ہے۔

تو چھوڑ دے الو کے چرے کو۔۔۔ اور شادی کر اسے فوراً غفار صاحب سے۔

میں مر جاؤں گی سلمیٰ!

تو مر۔۔۔ دیر کیوں لگا رہی ہے۔۔۔ اتنے لوگوں کی جان کو آفت میں ڈال رکھا ہے۔ مر

کے بھی کہیں دکھاتی۔

میں مر جاؤں سلمیٰ؟

اور بابا جن کو مرنا ہوتا ہے وہ پوچھ کر مرتے ہیں! ونڈیروں سے۔۔۔ مر! سیلا مکا۔

اس کی بیوی دیک دے گی شکرانے کی۔

(کیمرہ اس کے چہرے پر جاتا ہے وہ بہت آہستہ آہستہ کہتی ہے) تو کیا واقعی میں مر

جاؤں۔۔۔ مر جاؤں میں۔۔۔ کل جاؤں اس مصیبت سے۔

کٹ

## سین 13 ان ڈور دن

(ایک چھوٹا سا کھانا ایک رستہ میں پانی پھال دہا ہے۔ ارشد کھڑکی کے

ہاتھ پر اسٹند اس کے چہرے پر طمانیت اور خوشی ہے۔ سلمیٰ کو وہ دونوں

ہاتھوں سے تھامے آگے پیچھے جھول رہی ہے اور انتہائی اضطراب میں ہے۔)

سلٹی: میں نے اسے مارا ہے سر میں نے۔۔۔۔۔ وہ جب کہتی تھی۔۔۔۔۔ جب کہتی تھی میں مر جاؤں تو میں کبھی اسے منع نہیں کرتی تھی۔۔۔۔۔ روکتی نہیں تھی۔۔۔۔۔ بلکہ غصے میں جو بکواس میں کرتی تھی 'ٹائیلہ' اسے سچ مان لیتی تھی اور یہ اس کا نتیجہ ہے۔

ارشاد: (پاس جاتے ہوئے) سلٹی! کیا تمہاری یہ نیت تھی کہ وہ مر جائے؟

سلٹی: میری نیت۔۔۔۔۔؟ میں اپنی ٹائیلہ کے لیے کبھی ایسا سوچ سکتی تھی ارشاد صاحب۔۔۔۔۔ میری نیت تھی وہ مر جائے؟ میری۔۔۔۔۔ اوہ خدا یا میری؟

ارشاد: اگر تمہاری نیت نہیں تھی تو پھر تم مجرم بھی نہیں ہو۔ اعمال کے نیک و بد کا انحصار نیت پر ہے۔ ویسے اگر تم احساسِ جرم کے ساتھ مطمئن ہو سکتی ہو تو میں تمہیں روکتا بھی نہیں۔

سلٹی: آپ کی باتوں سے میری تسلی نہیں ہو رہی سر! میں نے اپنی ٹائیلہ کو مار دیا۔۔۔۔۔ اپنی ٹائیلہ کو سر۔۔۔۔۔ ہم چوتھی جماعت سے ساتھ تھیں۔

ارشاد: ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ ایسے ہی کسی (قریب آتے ہوئے) ہر انسان کو فیصلے کا اختیار ہے لیکن ضروری نہیں کہ ہر انسان درست فیصلہ بھی کرے۔

(بہت قریب آکر)

کیا تم اپنے گلے کی جھین مجھے دے سکتی ہو سلٹی؟

سلٹی: جی ضرور! بلکہ میں تو بہت ہی خوش ہوں کہ آپ نے زندگی میں مجھ سے کچھ مانگا۔

(جھین اٹارتی ہے۔ کیمرو اسے گلوں میں ٹریٹ کرتا ہے۔)

میں لیجئے۔

(اب ارشاد واپس کھڑکی کی جانب لوٹ جاتا ہے اور جھین سے کیل بھی رہا ہے۔)

ارشاد: یہ تمہاری جھین ہے سلٹی؟

سلٹی: جی ہاں مل مہدی ہے۔

ارشاد: نوہر آدمی طرف!

(سلٹی اپنے مٹتی ہے جیسے چانا بڑا ہو چکی ہو۔)

ارشاد: یہ مہدی طرف سے تھوڑا سا لڑوا رہا ہے مہدی کا کار کھو۔ یہ جھین میں نے ایک

مرحہ سے تمہارے لیے سنبھال کر رکھی تھی۔ یہ سنبھال رہا ہے۔۔۔۔۔ غرا رہا ہے جو میں اپنی

موتی سے تمہیں دے رہا ہوں۔



سلمی:

سر آئی ایم سوری یہ تو میری چھین ہے۔۔۔۔۔ میری ذاتی۔

ارشاد:

بالکل۔۔۔۔۔ یہی کچھ تمہاری تائیلہ نے کیا اپنے اللہ کے ساتھ۔ اللہ کی چیز۔۔۔۔۔ اللہ کی امانت اپنی سمجھ کر اپنی مرضی سے اسے لوٹا دی، مناسک کر دی۔ پوچھے بغیر۔۔۔۔۔ اجازت طلب کیے بغیر۔ یہ کیا تائیلہ نے!

سلمی:

لیکن وہ کیا کرتی سر؟

ارشاد:

سلمی بی بی! جان تو اس کی دی ہوئی تھی۔ خدا کا عطیہ تھی۔ تائیلہ نے اپنی مرضی سے بیگانی چیز کیوں استعمال کی بھلا؟

سلمی:

لیکن انسان کے پاس اپنی جان سے زیادہ قیمتی شے اور کون سی ہو سکتی ہے سر۔۔۔۔۔ وہ اس نے اپنی محبت پر قربان کر دی۔

ارشاد:

ہے آئیگے اور چیز! خالص انسان کی اپنی۔۔۔۔۔ ذاتی۔۔۔۔۔ وہ قربان کر سکتا ہے کچھ بچھاؤ کر سکتا ہے۔ اس پر اس کا اختیار ہے۔ خالص۔۔۔۔۔

سلمی:

وہ کون سی چیز ہے سر۔۔۔۔۔ خالص اس کی اپنی؟ انسان تو بے بس ہے۔ کچھ بھی نہیں اس کا اپنا۔۔۔۔۔

ارشاد:

ہے ایک چیز اس کی اپنی ذاتی۔۔۔۔۔ His own personal Property اور وہ ہے

اس کا بچھاؤ۔۔۔۔۔ اپنی مرضی۔۔۔۔۔ اپنا تجزیہ۔۔۔۔۔ وہ اپنی Will کو ہرگز کر سکتا ہے اپنے محبوب کے سامنے۔ اپنے ارادے کو قربان کر سکتا ہے اس کی چوکھٹ پر۔ اپنی خواہش پر نوکر و اولاد حاکم کے رکھ سکتا ہے اپنے خدا کے رو برو اپنے آئیڈیل کے حضور۔ لیکن کسی اور کی امانت قربان نہیں کر سکتا۔ تمہاری تائیلہ کو اپنی جان بچھاؤ کرنے کا کوئی حق نہیں تھا اپنی Will بلکہ سرگز کر سکتی تھی۔

(ارشاد گھڑکی کی طرف دیکھتا ہے۔ تیز پردی ٹارٹ میں پانی بدستور ابل رہا ہے۔

ارشاد اس کے پاس جاتا ہے اور اور آل کی جیب سے کافی نکالتا ہے۔)

کٹ

جین 14

آؤٹ ڈور دن

(دونوں جگہ جگہ سے پتہ چلتا ہے۔ صاحب میں لڑے ہیں۔ ایک کھڑے ہیں۔ دوسرے صاحب ٹیبلٹ سے لڑ رہے ہیں۔ وہاں سے کی وٹش میں





کر کے چاروں طرف روشنی کر دی۔۔۔ ہر طرف چائنا ہو گیا۔  
کٹ

سین 16 آؤٹ ڈور دن

(ایک خوبصورت کوٹن کے لان میں سہرا ایسی جگہ رکھیے کہ چھت پر لگا ہوا  
اشیاء اور پتے ایک خوبصورت کھلی کھڑکی نظر آسکے۔ چھت پر ارشاد اشیاء ہلارہا  
ہے۔ نیچے کھڑکی میں شہانہ ایک پاؤں کھڑکی کی چوکھٹ پر دھرتے اور پردے کو  
کھینچتے پکڑتے آؤ عمارت باہر نکالے کھڑکی ہے۔ وہ بار بار اندر آ جھکتی ہے۔  
جب آج ٹھیک نہیں آتا تو وہ چلا کر پوچھتی ہے۔)

اسی طرح خراب ہو گیا ارشاد بھائی۔۔۔ بس بس ٹھیک ہے اب۔۔۔ لکیریں آ رہی ہیں۔۔۔  
 ذرا سنبھل کے درخت کی طرف موڑ دے۔۔۔ پھر اسی طرح خراب ہو گیا جی۔۔۔ موزے  
 اور موزے۔۔۔ کھایے۔۔۔ رنگ نہیں آ رہے۔۔۔ جی ٹھیک ہے بس۔۔۔ بس بالکل  
 نہ ہلائیں بالکل بچ نہ کریں۔ اتر آئیں آجائیں۔ بالکل ٹھیک ہو گیا۔  
 (سادام قتل دونوں کرد کو نظر آتے ہیں۔ آخر میں بسرا ارشاد پر فوکس ہوتا  
 ہے۔ وہ مسکرا کر تاجے کا ہونٹ بٹاتا ہے۔)

سین 17 ان دور شام کا وقت

[illegible][illegible]

ارشاد: سچ دواس ٹیلی ویژن کو۔ اگر کوئی نہیں خریدتا تو بلال سچ جا کر اس کے پرزے پھینک آؤ  
کسی کباڑی کے پاس۔

رضا: انگل ہم دونوں چلیں اسے بیچنے ماما کو بتائے بغیر۔

شبانہ: پلیز ارشاد بھائی! ایک دفعہ اور اد پر چلے جائیں۔۔۔ آخری بار!

ارشاد: یہ اپنے شوہر کو بھیج مسرگند گند کو۔۔۔ اس کو تو زیور و کرٹ بنا کر بھار کھتی ہے اور سارے  
گھر میں مجھے بھگائے پھرتی ہے۔

عمیر: میں جا کر دیکھتا ہوں شبانہ۔

شبانہ: نہیں نہیں عمیر! ابھی تو آپ آفس سے آئے ہیں۔

ارشاد: تو میں؟ میرے متعلق کیا ارشاد ہے؟

شبانہ: آپ کی تو فیکٹریاں ہیں۔ آپ تو سارا دن گھومنے والی کرسی پر بیٹھے حکم چلاتے ہیں کچھ  
ورزش بھی کیا کریں! پلیز وجہ ارشاد بھائی! اد پر چلیں ناں۔

رضا: انگل ماما کی باتوں میں نہ آتا۔ یہ ہمیشہ مجھے بھی اسی طرح سلاتے کے لیے لے جاتی ہیں۔

عمیر: بھئی شبا! اچھا نہیں لگتا میں جاتا ہوں۔

ارشاد: نہیں بھئی میں تو Joke کر رہا تھا۔ اس بار ٹھیک ٹھیک بتانا شبانہ۔

(ارشاد چلا جاتا ہے۔)

عمیر: کچھ اچھا نہیں لگتا۔

شبانہ: کیا؟

عمیر: تمہارا شاد بھائی کی عزت نہیں کرتی ہو۔ آخر آل اس کی تمہیں فیکٹریاں ہیں۔ بہت بڑا آدمی  
ہے شہر کا۔۔۔ بڑے فیس داتی ہوتا۔

شبانہ: پھر کیا ہوا ارشاد میرے ماموں زاد ہیں۔ ہم نے سارا بچپن 'ساری جوانی ساتھ کھیل کر  
گزائی ہے۔ ذرا سا کام کرویں گے تو کیا ہو جائے گا۔

عمیر: (دیراب) شاید جیسیں یہ مہر بھی ساتھ ہی لائی جائے تھی شبانہ!

(اب وہ اسے توڑ دیتی ہے۔) اچھ! ٹھیک ہوتا۔۔۔ شبا! پہلے لڑائی رو جاتی

شبانہ: (آواز لیتی رہتی ہے) شبانہ۔۔۔ شبانہ۔



- رضا: لیکن انگل پرس نے پرس کا انتظار کیوں نہ کیا؟
- ارشاد: بیٹا وہ پرس جو تھی، بادشاہ زادی۔ ادھر پرس امریکہ ایم بی اے کرنے گیا، ادھر جھٹ منگنی پٹ بیاہ۔ اس عقل کی بچی نے شادی کرائی۔
- شبانہ: کیا فضول کہانی سنا رہے ہو آپ اس کو!
- ارشاد: میں اسے تیار کر رہا ہوں۔ آخر اس نے بھی کسی دن کسی پرس سے ملنا ہے کہ نہیں!
- شبانہ: ارشاد بھائی پلینز! میں نروس ہو رہی ہوں۔
- رضا: کیوں ماما؟
- ارشاد: بھائی رضا جان مجھ سے پوچھو۔ جب کسی پرس کو پارٹی پر جانا ہو تو وہ ضرور نروس ہوتی ہے۔
- رضا: کیوں ماما ٹھیک کہتے ہیں انگل؟
- شبانہ: اب تم سو جاؤ رضا فوراً آنکھیں بند کر کے۔
- ارشاد: اچھا بھائی تم آنکھیں بند کرو میں تمہیں محبت سناتا ہوں۔
- رضا: اچھا انگل (رضا آنکھیں بند کرتا ہے۔)
- ارشاد: (لوہری کے انداز میں) نی نی بابائی نی نی۔۔۔ نکسن روٹی چینی۔۔۔ نی نی۔
- بابا آیا گھیل کے۔۔۔ چپاتی دے ہو تیل کے
- ای ابو آئیں گے۔۔۔ لال ٹوپا لائیں گے!
- سو جا بابا لال چنگ پر سو جا
- (جس وقت ارشاد رضا کا ہاتھ پکڑے بہت بہت رانگ چیز پر بھولتے ہوئے گارہا ہے، گیسرو شبانہ پر جاتا ہے۔ وہ آنکھوں کا میک اپ کرتی ہے۔ اس کی آنکھوں سے آنسو گرنا ہے۔ اسی وقت گیسرو پورا اتیار اندر آتا ہے اور شبانہ کو دیکھتا ہے۔ اس کی طبیعت پر بوجھ پڑتا ہے۔)
- ارشاد بھائی ہم جلد ہی آجائیں گے انشا اللہ!
- ارشاد: آپ رات کو چاہے صبح آئیں، صبح نہ آئیں۔
- شبانہ: (اچھٹے ہوئے) خوب دعاؤں ارشاد بھائی۔۔۔
- ارشاد: تم نے شادی سے عادت نہ۔۔۔ جب واپس آؤ گے تو اتنی مسکینیں بن جاتی ہے، پالا لگ
- شبانہ: جیہ۔۔۔ کی قسم یہ آپ و شادی سے بہت فائدہ مند بات نہیں۔

(عمیران دونوں کی ہے تکلفی دیکھ کر پریشان ہوا ہوتا ہے۔)

عمیر: چلیں شہانہ!

رضا:

(آنکھ کھول کر) اما میرا فکر نہ کرنا۔۔۔ انجوائے یور سیلف میرے ساتھ انگل ہیں۔

(شہانہ دیکھی انداز میں عمیر کے ساتھ جاتی ہے۔ رضا کا ہاتھ پکڑ کر راکنگ چیئر

جھلاتا ہوا ارشاد پھر گانے لگتا ہے۔)

ارشاد:

بی اے ایم اے پاس کرے گا

جج بن کر انصاف کرے گا

قلم و ستم کا تار کرے گا

سو جا بیٹے لال پنگ پر سو جا

ڈزالو

راک

سین 20

آؤٹ ڈور

دن

(ہجیر) میں سوار ارشاد ایک بای فیکٹری میں آتا ہے۔ وہ فیکٹری کے اندر کھتا

ہے۔ جا بجا اس مقام کرنے والے ملازمین ملتے ہیں۔)

نٹ

سین 21

ان ڈور

دن

(فیکٹری کے اندر جہاں کام نہ رہا ہے ارشاد گھوم پھر رہا ہے۔ دیکر سلام کر رہے ہیں۔)

چیتا چیتا

یا تو کدو کدو

میں نہ کدو کدو

سین 22

ان ڈور

دن

(عمیر) میں نے کئی دنوں سے ارشاد بیٹھ رہا ہے۔ ان سے بات میں فون

ہے۔

ارشاد:

نہیں بابا تم سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہے۔ میری کزن شادی ہو گئی تھی۔ میرے ساتھ نہیں آتی۔۔۔ ایک انجینئر کے ساتھ۔۔۔ ہاں میں نے اسے چھوڑ دیا تھا اپنی پڑھائی کی خاطر۔ بالکل۔ تم میری میم سے مل چکے ہو لندن میں۔۔۔ نہیں نہیں وہ پاکستان آنا نہیں چاہتی تو ہیں ہے اب۔ ہاں طلاق ہی سمجھو! بلکہ طلاق ہی۔۔۔ اوگدھے آدمی میں اب تمہیں اپنی ساری پاسٹ بشری فون پر کیسے سمجھا سکتا ہوں۔ آجاؤ کار بھیجتا ہوں۔۔۔ ایئر پورٹ پر بیٹھے ہو لندن جانے کے لیے۔۔۔ تو لغت بھیجو دوستی پر۔۔۔ اللہ حافظ! نہیں بابا میں نہیں آسکتا۔ یہ لائف ہے! میں بھی کسی کا انتظار کر رہا ہوں۔ بائے۔

(فون کاچو نکا دھرتا ہے۔ کچھ لمبے اور مضطرب رہتا ہے۔ اس وقت میں شیانہ لگا رہا  
 دروازہ کھولتی ہے پھر اندر آتی ہے۔)

ارشاد:

ہیلو کیا۔۔۔ تو تمہارا منہ پھر پھنسا ہے نہ تمہارا الیکٹریٹن آیا ہے۔ پاپ ٹیوٹا ہوئی ہے اور سارا پانی تکی میں اٹھا دیا ہے۔

شیانہ:

نہو پانی اٹکھا دیا ہے۔۔۔

ارشاد:

تین دن سے کہہ رہے ہو اور ابھی تک کوئی بندہ نہیں پہنچا تمہارا۔ نوڈر بھی نہیں بھیج سکے! میں نے صوفے مرمت کے لیے مکان پر دینے گئے۔

شیانہ:

اچھا یہ سارے کام میرے سپرد ہیں اور وہ تمہارا امیاں انجینئر کیا کرتا ہے۔ میرا صاحب دنی کریمت نوٹس پر رہتا!

ارشاد:

ابھی فرصت نہیں ہوتی تاں ارشاد میں نے انٹرن میں کام کر رہا ہے۔

شیانہ:

اور مجھے فرصت ہوتی ہے جس کی تمہیں فیکریاں ہیں۔ ایک ٹاک میز میں دوسری کمرہ میں کے چھوڑ دے۔

ارشاد:

شکر ہے تمہارا۔ پاپ ٹیوٹا نہیں ہے۔ (دونوں زور دے رہے ہیں۔ کدو شیانہ پاپ ہو جاتی ہے۔)

شیانہ:

یاد رکھو! کافی چمکی!

ارشاد:

(شیانہ غمی میں رہ جاتی ہے۔)

ایک بات ہے۔

شیانہ:

پاپ ٹیوٹا نہیں ہے۔





کھن نکا کر عمیر کو دیتی ہے۔ دو ہاتھ سے پیٹ پرے کرتا ہے۔

رضا: ابو میں تو س لے لوں؟

عمیر: ضرور!

رضا: ابو۔۔۔ آپ Pink Panther دیکھیں گے میرے ساتھ؟

عمیر: ہاں شام کو!

رضا: ماما میں یہ فوسٹ ساتھ لے جاسکتا ہوں سرسری میں؟

شبانہ: ہاں۔

(رضا جاتا ہے)

عمیر: تم سوچ لو شبانہ۔۔۔ اب ناقص تبدیل گئے ہیں۔ اب ہر انسان اپنے لیے زندہ رہنا چاہتا ہے۔ میں تمہیں رضا کے لیے اپنی ٹیک نامی کو بچانے کے لیے کسی صلیب پر چڑھنے کا مشورہ نہیں دوں گا۔ ہم اکیسویں صدی میں داخل ہونے والے ہیں۔ یہ اپنی زندگی کا عہد ہو گا۔ ایثار، قربانی، مدد، محبت۔ یہ Glitches ہو جائیں گے۔ کبار خاٹے کا مال۔۔۔ سوچ لو۔۔۔ (غصے سے جاتا ہے۔)

نات

سین 24 آؤٹ ڈور رات

(شبانہ کار میں جا رہی ہے۔ آنسو بے تکلف اس کے گالوں پر گر رہے ہیں۔)

نات

سین 25 آؤٹ ڈور رات

(ایک ہوائی کونٹینر میں کار داخل ہوتی ہے۔ ارد گرد بھیاں جل رہی ہیں۔ شبانہ کار سے اترتی ہے۔ بھانگ آرا اندر جاتی ہے۔ کیمبرہ کو ٹھکی میں اسے فالو کرتا ہے۔ گیت جاری۔ تھلے۔)

حم۔۔۔ من ہے کا سودا

نات

## سین 26 ان ڈور رات

(ہینڈ روم کے دروازے پر شبانہ دستک دیتی ہے۔ اندر سے ٹائٹ سوٹ میں ارشاد آتا ہے۔)

ارشاد: خیر تو ہے؟

شبانہ: نہیں۔

ارشاد: اچھا ہو جائے گی اندر آؤ۔

(شبانہ اندر جاتی ہے۔ ارشاد ڈریسنگ گاہکون پہنتا ہے۔)

ارشاد: اس وقت اکیلی آئی ہو۔ وہ تمہارا میاں عیسٰی کہاں ہے؟ لوٹل ہر ہینڈ آگڈ گڈ۔

شبانہ: دور سے پر گیا ہے۔

ارشاد: تو مجھے فون کر لیتیں۔

شبانہ: ارشاد!

ارشاد: او بھئی اتنے سیریس ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

شبانہ: آپ مجھ سے کتنی محبت کرتے ہیں؟

ارشاد: (مضطرب ہو کر) اگر تم طلاق لے لو تو میں تم سے شادی کر سکتا ہوں کل ہی۔۔۔ کل صبح۔

شبانہ: میں محبت کی بات کر رہی ہوں تم شادی کا کہہ رہے ہو۔

ارشاد: (سر کھجا کر) پھر؟

شبانہ: تم میرے لیے کیا کر سکتے ہو؟

ارشاد: جان حاضر کر سکتا ہوں شبانہ۔۔۔ روت پیش کر سکتا ہوں۔۔۔ تمہاری خاطر مر سکتا ہوں۔

شبانہ: یہ جان یہ روت کی کیا روت تمہاری چیزیں نہیں ہیں ارشاد! کیا تم میری مرضی پر اپنی مرضی

قرآن کر سکتے ہو؟ میرے اختیار کو ان سے سچے ہو؟ اپنے ارادے کو میری خاطر چھوڑ سکتے

ہو؟ (وقت)۔۔۔ اے الٹی وی کے آدمی کے پاس بچہ کو اور کیجھ ہو جی نہیں ارشاد۔

ارشاد: (کچھ لمبے۔۔۔ فکرت) میں تمہاری رضا کے لیے اپنی ہر خوشی قربان کر سکتا ہوں۔

شبانہ: تمہاری طواغیت کا اعتراف وہ نہیں کر سکتی ہوں۔ الٹی وی سڑک کر سکتا ہوں۔

شبانہ: تو مجھے بتاؤ۔۔۔ ابھی مجھ سے ملنے کی کوشش نہ کرنا۔۔۔ ابھی میرے راستے میں

آنا اور نہ۔۔۔۔۔

ارشاد: ایک ہی شہر میں رہ کر شبانہ؟

شبانہ: ہاں ایک ہی شہر میں رہتے ہوئے۔

ارشاد: تم ایسے ہی چاہتی ہو شبانہ؟

(شبانہ سر مثبت انداز میں ہلاتی ہے۔ ایک آنسو گر رہا ہے۔)

کٹ

سین 27

ان ڈور

شام کا وقت

سلٹی:

اور وہ اسی شہر میں رہتی ہے سر؟

ارشاد:

ہاں

سلٹی:

آپ ان سے کبھی نہیں ملے۔۔۔ اتفاقاً بھی نہیں؟

ارشاد:

(ٹیلی میں سر ہلاتا ہے) دیکھو سلٹی انسان کو اپنی زندگی میں کبھی نہ کبھی ایسا موقع ضرور

ملتا ہے کہ وہ اپنے ارادے کو اپنے تہیہ کو اپنی will کو کسی دوسرے کی رضا پر قربان کر

دے۔۔۔ کسی دوسرے کی فلاح پر نچھاور کر دے۔

لیکن یہ آسان کام تو نہیں سر؟

سلٹی:

میں کب کہہ رہا ہوں کہ آسان کام ہے۔ بہت ہی مشکل بلکہ بہت ہی زیادہ مشکل کام ہے

ارشاد:

لیکن اس کے بغیر شعروشن نہیں ہوتی آگ بھڑکتی ہی نہیں۔

سلٹی:

میں سمجھنے کی کوشش کر رہی ہوں سر۔

ارشاد:

عام انسان کی عام زندگی میں ارادہ 'مرضی' تہیہ بہت منتشر حالت میں رہتے ہیں۔ اس کی

خواہش چمکی چمکی ہی رہتی ہے۔ لیکن کسی ایک واقعے کے دوران کسی کو قبولیت کے

وقت جب کسی شدید دباؤ کے تحت میں سے ارادے کی روشنی گزرتی ہے تو یہ

روشنی اپنے سارے وجود کو بھڑکا دیتی ہے۔ پھر آدمی اپنی اہمیت کے گراگم متا بند کر دیتا

ہے اور کسی بڑے اور بڑے فریضہ میں جاتا ہے۔ کسی اور میں گردش کرنے لگتا

سلٹی:

لیکن سر will کو کسی اور کے سامنے رد کر دینا آسان بھی تو نہیں۔ ایسے تو آدمی

serve ہوتا ہے۔ جو اس صدمہ میں لگائی کا قصہ، باغی، ناقابل قبول ہے۔

ارشاد:

میں کب کہتا ہوں آسان ہے، لیکن قطرے کو سمندر میں ملنے کے لیے ہندی کو دریا بننے کے لیے یہ سبق سیکھنا پڑتا ہے۔ اپنی ذات گنونا پڑتی ہے۔ شیشنگی اور فریٹنگی سے عشق میں داخل ہونے کے لیے اس آگ سے گزرنا پڑتا ہے۔

سُلی:

یہ سارا کچھ اس ماذن عہد میں بالکل Fullie کی بات ہے سر۔۔۔۔۔ احتمالہہ سی پانگل پن کی بات! کون کسی کی خاطر اپنے اختیار کو چھوڑ سکتا ہے!!

ارشاد:

تم ٹھیک کہتی ہو سُلی! عام انسان کے عام حالات میں عام دوسموں میں عام تجربات سے گزرتے ہوئے یہ احتمالہہ بات ہے۔ لیکن کچھ لوگ بالکل کتنی کے کچھ لوگ تمہارے اس شہر میں ایسے بھی ہوں گے جو چاہتے ہیں کہ اپنے محور کے گرد گھومنا چھوڑ دیں۔۔۔ اپنی ذات کی کوٹھڑی سے نکل کر ایک بڑے کمرے میں داخل ہو جائیں۔ ان کے لیے اپنی wni کو سرنڈر کرنے کا سبق اہم ہے۔

سُلی:

کیسے سر؟

ارشاد:

ایک وقت ایسا آتا ہے سُلی انسان کی زندگی میں جب اسے اللہ کی رضا پر اپنی مرضی اپنی خواہش اپنا اختیار قربان کرنا پڑتا ہے۔۔۔۔۔ جو پہلے ہی یہ سبق سمجھے ہوتے ہیں ان کے لیے مشیت کا حصہ بننا آسان ہو جاتا ہے۔ جنہوں نے سرجوگانے کی مشق نہیں کی ہوتی ان کے لیے زندگی مذاب بن جاتی ہے۔

سُلی:

آپ کے کام آیا سر۔۔۔۔۔ اپنی wni کو سرنڈر کرنے کا سبق؟

ارشاد:

ہاں ایک مدت کے بعد۔۔۔۔۔ جب میں اسے بھی بھول گیا۔۔۔۔۔ تو کچھ ماہ ہوئے۔۔۔۔۔ میں نے اپنے ارد گرد کا دیکھا، شن کیا اور اس کی پوکھٹ پر رہ دیا۔۔۔۔۔ اس کے بعد مجھے معلوم نہیں کہ اس نے وہ دیکھا یا کہ وہ سن رہے دیا۔۔۔۔۔ مجھے کچھ یاد نہیں رہا سُلی۔

تنت

سین 28 آؤٹ ڈور دن

(ملٹی اور عام دو نو ماہ میں جا رہے ہیں۔)

سُلی:

جین تم مجھے کہیں سے جا رہے ہو سر؟

عام:

میں جی۔

سُلی:

لیکن تم مجھے بتاتے ہیں نہیں نہیں نے جاننے۔۔۔۔۔ میری مرضی نہ ملے۔

عامر: خدا کے لیے خوفزدہ نہ ہو سہلی! میں تمہیں اپنی امی سے ملانے کے لیے لے جا رہا ہوں۔  
سہلی: لیکن کیوں آخر۔۔۔ کیوں؟

عامر: اس لیے کہ میری امی ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ تمہیں پسند کریں۔  
سہلی: کاررو کو عامر۔۔۔ پلیز کاررو کو۔۔۔ اسی وقت اسی لمحے (کارر کتی ہے) میں کوئی چیز نہیں ہوں کوئی شے نہیں ہوں جسے پسند کرنے یا نا پسند کرنے کا تمہاری اماں جی کو اختیار ہو۔ وہ کون ہوتی ہیں اپنی پسند کی پوٹلی والی۔۔۔

عامر: لیکن سہلی۔۔۔ میری خاطر۔۔۔!

سہلی: پتہ نہیں کیوں لیکن ابھی ابھی مجھ پر انکشاف ہوا ہے کہ تم وہ آدمی نہیں ہو جس کے لیے میں اپنا ارادہ اپنی مرضی اپنے سیلف کو سرخند کر سکوں۔ میں اگر چاہوں گی تو تمہاری امی سے ملوں گی نہ چاہوں گی تو بالکل نہیں۔ She may go to hell! لیکن سہلی۔۔۔

عامر: (سہلی کار سے اترتی ہے اور فٹ پاتھ پر جاتی ہے۔)  
سہلی: شاید ابھی میں اپنے محور کے گرد گھومنا چاہتی ہوں! ابھی میرا جادو میرے لیے اہم ہے۔ میں بے سفر کے لیے تیار نہیں ہوں عامر۔

عامر: کیا کہہ رہی ہو؟

(عقب میں گیت چلتا ہے: حیرے من چلے کا سوا ہے۔۔۔)

سہلی: میں کہہ رہی ہوں بائے بائے۔۔۔  
(دوسری سمت میں چلتی ہے۔ کیرہ اسے قالو کرتا ہے۔ تصویر عامر پر مشل ہوتی ہے۔)

## قسط نمبر 9

## کردار

ارشاد	میر و سالک
گنڈریا عبد اللہ :	ارشاد کے پیرو مرشد
مومن	میر و سن
مدیم	چور۔ ڈکیت۔ بد تمیز نو جوان
سراج	چالیس کے لگ بھگ۔ دنیا کی آرزو میں بھاگنے والا
پیر	ایک جعلی پیر۔ عمر ساٹھ کے قریب
خلیفہ	ہٹا کٹا۔ چالیس کے لگ بھگ عیار آدمی
عورت	مغیبت زدہ عورت
لڑکی	نو جوان۔ حالات کی ستائی ہوئی

سین 1

آؤٹ ڈور

شام کا وقت

(بابا عبد اللہ گڈریا اپنے ریوز کے ساتھ ارد گرد موجود ہے اور لایک شاٹ میں نظر آتا ہے۔ پھر وہ اپنے مارے ریوز کو لے کر ایک طرف کو چل نکلتا ہے اور دریا پر آ جاتا ہے۔ کمرہ دریا کو مختلف زاویوں سے دکھاتا ہے اور اس دریا کی لہریں مارتی سطح پر ورد شروع ہو جاتا ہے۔)

ڈیالو

صحنہ

سین 2

ان ڈور

گہری رات

(اسی ورد کے آؤٹ کے حوالے سے ہم Sweep کر کے برشا کی لیڈر ٹری میں آتے ہیں اور اس کو اسلو سکوپ پر لہروں کو ایڈجسٹ کرتے دکھاتے ہیں۔ وہ اپنی کاپی پر کچھ نوٹس لکھتا ہے۔ پھر پانی کے پیکر میں الیکٹروڈ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اسلو سکوپ پر نمونے بند ہوتے ہیں اور کمرہ ذکر کے بڑھتے ہوئے طوفان سے بھر جاتا ہے۔ ارشاد گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر دیکھتا ہے۔ قریب ہے کہ وہاں سے بھاگ جائے کہ روشنی کے Spoon میں آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا یا گڈریا اس کی طرف آتا ہے اور ڈور اور وہ کر اس سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اس کے آنے کے ساتھ بھیڑوں کی آوازیں ذکر پر غالب آ جاتی ہیں اور پھر مدھم ہو جاتی ہیں۔)

عبد اللہ: دیکھ بابا لوکا! میری بات و حیات سے سن۔۔۔ اور پھر اس پر غور کر۔۔۔ کہ سائنس کی ایجادیں انسان کو سکون اور اطمینان نہیں دے سکتیں آرام اور آسانی ضرور دیتی ہیں لیکن تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد انسان پھر چیخنے پلانے لگ جاتا ہے۔۔۔ بے چین ہو جاتا ہے۔۔۔ گھبرا جاتا ہے۔ پھر وہ اور ایجادیں کرنے لگ جاتا ہے اور طریقے تلاش کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے لیکن ان سے خیر نہیں پڑتی۔

ارشاد: پھر میں اپنی لیڈر ٹری سے نکل جاؤں یا باقی؟

عبد اللہ: نہیں بابا لوکا۔۔۔ باہر نہیں نکلنا صرف سوچنا ہے اور غور کرنا ہے۔۔۔ ٹھکر کرنا ہے کہ

ہم نے مادی قوتوں پر تو بڑا کنٹرول حاصل کر لیا ہے لیکن ہم انسانی دل کے اندر نہ اتر سکے۔۔۔۔۔ اس کے زہر اور امرت سے واقف نہ ہو سکے۔ ہم نے ایٹم کی ساخت تو دریافت کر لی لیکن روح کے ایٹم کو جانچنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

ارشاد: پھر ہم کیا کریں سرکار؟

عبداللہ: ساتھ ہی ساتھ میرا ایمان ہے باہو لوکا کہ مستقبل کی سائنس ہمارے کی سائنس نہیں ہوگی بلکہ انسان کی سائنس ہوگی۔ اب تجھ پر اور تیرے ملک پر۔۔۔ اس سلطنت خدا داد پر سائنسی تحقیق کے رخ بدلنے کا فرض غاید ہوتا ہے۔ اب تم پر انسان کو اور اس کے وجود کو اور اس کی روح کو پرکھنے کا فرض واجب ہوتا ہے۔

ارشاد: لیکن یہ کس طرح سے ہو سرکار؟

عبداللہ: دیکھ باہو لوکا! پیغمبروں نے آکر انسان کی کالیا پلٹ دی۔ اب چونکہ پیغمبروں کی آمد کا سلسلہ بند ہو چکا ہے اس لیے اب سائنس دانوں کی ذہنی فنی ہے کہ وہ نبیوں کے کام اور نبیوں کے علم کو اس دنیا میں پھیلائیں اور دیکھی انسان کی مدد کریں۔ یہ کام اور کسی سے نہیں ہوگا صرف تم جیسے لوگوں سے ہوگا۔

ارشاد: میں نے اس تحقیق کے لیے سب کچھ چھوڑا ہے حضور!

عبداللہ: دیکھ باہو لوکا! تمہاری ساری تحقیق طاقت اور طاقت کے حصول سے وابستہ ہے۔ ہم اپنے غرور اور تکبر کا جھنڈا بلند رکھنے کے لیے طاقت کی فصیلیں بناتے رہتے ہیں۔ اپنے ارد گرد جمع جمع کر کے خوش ہوتے ہیں لیکن یہی نعمت ہمارے لیے مستقبل کے خطرے بن جاتے ہیں۔۔۔ ہمیں اور ڈراتے ہیں۔۔۔ اور دھمکاتے ہیں۔۔۔ اور کمزور کرتے ہیں اور کمزور ہو کر ہم زیادہ طاقت کی زیادہ تکبر کی تلاش میں نکل جاتے ہیں۔ لیکن باہو لوکا! ہمیں طاقت کی بجائے صلح صفائی اور امن سلامتی کا سبق دیا گیا ہے۔ طاقت تکبر اور تکان سے کے پانی پت کو حد یہیہ میں تبدیل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ منزل دو قدم پر ہو میرے سونپا۔۔۔ سامنے ہو اور آوازیں دے دے کر بلا دی ہو تو صلح نامہ واپس پر دستخط کر کے حد یہیہ سے لوٹ جاتے کا آرڈر ہے۔

ارشاد: (حیرانی سے آنکھیں پھاڑے) باہو کو دیکھ رہا ہے۔ باہو اپنی جگہ پر سکون ہے اس میں سکند کا وقت۔

عبداللہ: من باہو لوکا! ارشاد خورشید صلی اللہ علیہ وسلم صلح صفائی سلامتی کی لپیٹاری میں کام آئے گا تو روئے الہامی تحقیق ہو جائے گی۔۔۔ انسان سوکھا ہو جائے گا۔۔۔



رحمت العالین کی ٹھنڈی ہوا چلے گی اور ساری دنیا فتح مکہ میں ہتر کر سکھ کا سانس لے گی۔  
اور اگر ایسا نہ ہوا۔۔۔ ایسا نہ ہو سکا تو پھر بیکار ہے۔ بند گردے سے یہ لیبارٹری اور واپس چلا  
جا۔۔۔ مو جیس مارنے۔۔۔ جشن منانے۔۔۔

(ارشاد بھونپکا سا بابا عبد اللہ کو دیکھے جاتا ہے۔ عین اس وقت ندیم محمد ہار کر  
پھٹاک سے دروازہ کھول کر اندر آتا ہے۔ بابا گڈ ریا بڑی آہستگی کے ساتھ وہاں  
سے دو قدم واپس لے لیتا ہے اور فیٹڈ سے ٹھل جاتا ہے۔)

ندیم یہ خوشبو کیسی ہے؟

ارشاد خوشبو! ہاں خوشبو تو ہے۔۔۔۔۔ تو تو ہوتی۔

ندیم میں نے تم سے کہا تھا کہ مجھے ایک بیانی کافی بناؤ لیکن تم نے کوئی توجہ ہی نہیں دی۔

(ارشاد حکم کی تعمیل کے لیے اُٹھتا ہے۔)

اب رہتے دو۔ میں خود ہی بنا کے پی چکا ہوں۔ میں کسی کا ادھار نہیں رکھتا کرتا اور کسی کا  
ادھار بھی نہیں لیتا۔

ارشاد (قریب آکر ندیم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر) کس قدر تعلیم ہے تمہاری۔۔۔ ندیم؟

ندیم ایم۔۔۔ ایم اے انٹیکس!

ارشاد خوب!

ندیم لیکن یہ کیوں پوچھا؟

ارشاد جیس جیس۔۔۔ کوئی خاص وجہ نہیں۔ پوچھنا بھی نہیں چاہیے تھا۔ سوال نہیں کرنا مجھے  
کسی سے۔

ندیم میں نے تمہارا سچا رت مانا تھا۔

ارشاد یہ نہیں کہاں بھابھ ہے۔

ندیم تمہارے صاحب کے میں قریبی گاؤں والوں کی طرف سے بیچ تمہیں نقوش والی سرکار  
کے تھیں کہ تمہارے ہاں برا ہو کہ تم نے رچا رکھا ہے اس کا پردہ مجھ پر کبھی غاش  
نہیں ہو گا۔

ارشاد تمہاری اس بات میں بھی میں جھکا نہیں دیکھتا۔

ندیم میں تمہارے لیے ایک چیز لے گیا ہوں۔ یہ دیکھو۔ یہ بہت اچھا خال  
نہیں ہے۔ یہ ایک بہت اچھا خال ہے۔ یہ ایک بہت اچھا خال ہے۔ یہ ایک بہت اچھا خال ہے۔

ارشاد: میرے متعلق تمہارے اندازے پر۔۔۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

(ندیم اپنی جیب میں سے ارشاد کا پاسپورٹ نکالتا ہے۔)

ندیم: تمہارا پاسپورٹ تمہارے بریف کیس میں تھا۔ شہر میں معلوم تھا اور تم مجھے چکر دے

رہے تھے۔ اب سچ بتاؤ کہ تمہارے پاس کتنا اسلحہ ہے؟

ارشاد: (مسکرا کر) بہت۔۔۔ بے شمار!

ندیم: اس میں سے کتنا مجھے دو گے؟

ارشاد: ابھی گیارہ چلے گا نہیں۔ ابھی وہ میرے کام کا بھی نہیں۔

ندیم: (دھکا دے کر) آگے چلو۔۔۔ تمہاری ان دو معنی باتوں سے میں تنگ آ گیا ہوں۔ چلو

دکھاؤ مجھے۔۔۔

(ارشاد بہت سے آگے چلتا ہے۔ پیچھے ندیم قافلوں کے ساتھ)

کتوں والی سرکار! پھر تاج پارسو میں۔ نقل!

نت



### سین 3 آؤٹ ڈور دن

(موترسائیکل پر عامر سوار ہے۔ اس کی پشت پر ایک پولیس پینٹ لیس پرس کا آؤٹ ہے۔ یہ آؤٹ چہرے سے چھوٹا ہوا دکھار دکھائی پڑتا ہے۔ شلوار قمیض میں بیٹا ہوا ہے۔ آنکھوں پر کستی کی عینک ہے۔ عامر است کافی دور سے ان کے وہاں چھوڑ جاتا ہے جہاں سے ارشاد کے گھر کو راستہ جاتا ہے۔ سرائ اور عامر چند لمبے باتیں کرتے ہیں جن میں عامر اشارے سے سرائ کو سمجھاتا ہے کہ ارشاد صاحب کا گھر کہاں ہے۔)

نت

### سین 4 ان ڈور دن

(ارشاد صندلی پر بیٹھا ہے۔ وہ چھوٹا چھوٹا ہے۔ سرائ جاتا ہے۔) سرائ میں کچھ ہوتا ہے۔ ان کے بعد وہ چھوٹا چھوٹا ہے۔

اس دوران ذکر بیک گراؤ نہ کس جاری رہتا ہے۔ دروازے کو ٹھوکر مار کر ندیم داخل ہو گیا۔

مزمع کھانا تیار ہو گیا؟

اے شاہو! بس فوراً سی دیجئے!

نہ ایم: (گھڑی دیکھ کر) لیکن میں نے تو ماشہ نہیں کیا تھا۔ مجھے بخواب چکی ہے۔

ارشاد: (آہستہ سے فریج کے پاس جاتا ہے اور فریج کا دروازہ کھولتا ہے۔) پھل؟ وہی؟  
دودھ۔۔۔۔۔ مشائی؟ جو تیار ہو لے لو۔

ان چیزوں سے میری ہلک نہیں مٹی۔ ایک بچنے والا ہے اور یہ ہے تمہارا انتظام؟

رشاد: بس تھوڑی سی دیر ہے؟

(عظیم فریق میں سے انہیں کریم نکال کر بڑے چمکتے میں ہی قہقہہ ڈال کر کھاتا ہے۔)

رہنما: (ایک شے کا پالنا اسے آفر کرنا ہے۔) اس میں ذرا لو جتنی ضرورت ہو۔

کیوں؟ ذبے میں کیوں نہیں کھا سکتے ہیں؟ کیا تم میرا مجموعہ نہیں کھانا چاہتے؟

میں نے اس سے کہا: "اے اللہ! میں نے تجھ سے دعا کی ہے کہ تم میری دعا کو قبول فرماؤ۔" میں نے کہا: "اے اللہ! میں نے تجھ سے دعا کی ہے کہ تم میری دعا کو قبول فرماؤ۔"

شاد خدا بخواند

کرم

100

پہمیاں ہیں۔۔۔ فرج میرزا

(مجھے سے) کہیں اچھی طرح سے معلوم ہے کہ میں گوشت کے سوا اور کچھ نہیں کھاتا۔

شمارہ ..... واصل خدمت مجھے بھول گیا کہ ..... کہ.....

میں بھول گیا۔ مجھے ضرورت بھول گئی!

ہر کسک سے اونوں۔۔۔۔۔ یہ تو حال ہے میرا۔ غلط کی پیشوائی میں نے خائب کر لی ہے!

سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ جو کامیں وہ بھی میں جو کامیابیوں کا۔

اب اس وقت ہوا کہ مرزا نے مجھے جوئے کی شے

(انجمن نے پاس جاتا ہے۔ راز گاہ بند رہا ہے۔) میں

- ندیم: (گھڑی دیکھ کر) پندرہ منٹ کے اندر اندر!
- ارشاد: (اپنی گھڑی دیکھ کر) بالکل لپاٹی منٹ کا مار جن دے دیتا مجھے۔
- (ندیم پاس آتا ہے اور تحفہ کرنے کے انداز میں اس کے سامنے چھاتی تان کر کھڑا ہوتا ہے۔)
- ندیم: تم مجھے مارتے کیوں نہیں؟
- ارشاد: اس لیے کہ تم خود اپنے آپ کو بڑی سخت سزاوتے رہے ہو۔
- ندیم: بھلا یہ بتاؤ کہ میں کون ہوں؟ کچھ بتاؤ۔
- ارشاد: تم ندیم ہو۔۔۔۔۔ دوست ہو۔۔۔۔۔ اور میری نصیحت ہو۔۔۔۔۔ تم میں قہار کی نصیحت میں کچھ ہو گیا تو پھر مجھے ایک بار پھر سے سارا سفر شروع کرنا پڑے گا۔
- ندیم: میں تمہارے اس ڈرامے میں الجھتا نہیں چاہتا۔ جا کر چر نہ لاؤ۔۔۔۔۔ جلدی۔
- ارشاد: (مسکرا کر) ساتھ چلتا پسند کرو گے؟
- ندیم: تاکہ کہیں پکڑا جاؤں۔۔۔۔۔ پولیس شناخت کر لے۔ یہ ہے تمہاری عقل۔۔۔۔۔ یہ ہے تمہارا Spiritual و قرن!
- ارشاد: آئی ایم سوری (چلا جاتا ہے۔)
- (ندیم پھلیوں والی دیکھی کھول کر اندر جھانکتا ہے اور ڈوٹی چلاتا ہے۔)

کٹ

## سین 5 آؤٹ ڈور کچھ ہی دیر بعد

(چھانک کے سامنے Beware of dogs کے بورڈ کے سامنے سرائی محمد کھڑا ہے۔ وہ اس تاکید میں ہے کہ اندر جاسا یا واپس ورت جائے۔ چھانک لگتا ہے۔ کار میں ارشاد سوال ہے۔ کار میں کھتی ہے۔ ارشاد سراج سے بات کرتا ہے۔ اسے کار میں ساتھ بٹھاتا ہے۔)

کٹ

## سین 6 ان ڈور کچھ دیر بعد

(موجودہ ایک باس میں کچھ مسافر آتی ہے۔ اس وقت علی

یہاں موجود ہے۔ وہ ارشاد کی رنگین بونگوں کو دیکھتا ہے اور ان کے پانی سے دریغ  
آپس میں ملاتا ہے اور پھینکنا جاتا ہے۔)

مومنہ: سلام علیکم جی!

ندیم: سلام۔۔۔ آبا تو یہ میٹھ ہیں۔ سبحان اللہ! اسی لیے اتنے اجالا میں کوٹھی لے رکھی  
ہے۔ پورے بارہ مسالے!

مومنہ: دو جی سر کہاں ہیں؟ میں ان کے لیے کچھ پکا کر لائی تھی۔

ندیم: کیا پکا کر لائی ہیں آپ؟

مومنہ: دور دراصل جی۔۔۔ میں نے کھانا خود نہیں پکایا۔ میری امی کی سٹوڈنٹ کی شادی تھی۔ میں  
تو مہنی نہیں ان کے ساتھ وہی کھانا لائی تھیں۔ رات کو دلیر تھا۔۔۔ انہوں نے فن بھر  
کر ساتھ کر دیا۔ یہ فن کیریئر بھی انہی کا ہے ڈولہواہلوں کا۔

ندیم: اتنی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ (فن کو ہاتھ لگاتا ہے) یہ بتائیں کیا کچھ ہے  
اس کے پیٹ میں؟

مومنہ: کچھ تو نسیم دوست ہے۔۔۔ بریانی ہے۔۔۔ فورہ ہے۔ شاد عالمی سے نائی بلایا تھا انہوں  
نے۔

ندیم: دادا دادا! (قریب جا کر کھائی سے پکڑتا ہے) آئیے مل کر کھائیں۔

مومنہ: (خو فرزد ہو کر) نہیں جی ٹھیک یو! میری ٹیکسی باہر کھڑی ہے۔۔۔ مجھے جلدی ہے۔ یہ  
مجھے ٹھیک پتہ نہیں جی کہ کھانا کتنی نے پکایا تھا کہ Caterers آئے تھے۔

ندیم: اہلظاہ تونے جائیں کھانا نہ کھائیں بے شک۔

مومنہ: وہی ڈبہ میں پھر لے جاؤں گی۔

(جلدی سے جانے کی کوشش کرتی ہے۔)

ندیم: بیٹھو سو لو۔۔۔ اس بذمے سے ہم ایتھے نہیں؟

مومنہ: جی جی وہ تو ہے۔۔۔ لیکن آپ انہیں بتا دیجئے گا مومنہ آئی تھی۔۔۔ مومنہ بد دل۔

ندیم: رکو گی نہیں؟

مومنہ: ہمارے آؤں گی جی۔۔۔ بے کاغذ رکھنا۔۔۔ وہ لہواہلوں کا ہے۔۔۔ کافی مہنگا لگتا ہے۔

ندیم: ہمارے یہاں کھانا مجھے ذرا دھند ہے۔

مومنہ: جی ضرور یہ رکھوں گی۔ آپ سر کے نیچے ہیں ہمارے یہاں حق؟

ندیم: میں کچھ ہوں۔۔۔ صرف آپ کا وہ سہ؟

(عظیم ہوتا ہے۔ مومن کی طرف بڑھتا ہے۔ وہ پہلے مکمل پا چلتی ہے پھر بھاگنے لگتی ہے۔)

سٹ

## سین 7 آؤٹ ڈور دن

کسی چرغ ہاؤس کے سامنے یہ سین بنا لیجئے۔ کیمرو پہلے چرغ والی مشین پر جاتا ہے جس میں کئی سرخے سلاخوں پر گھوم رہے ہیں۔ پھر انٹیکسٹی پر آتا ہے جہاں دو چار سرخے سینوں پر چرغے بٹنے جا رہے ہیں۔ بعد ازاں کڑائی پر آتا ہے جس میں کڑکڑاتے تیل میں سرخیاں سرخ ہو رہی ہیں۔ جب کیمرو پیچھے ہوتا ہے تو نظر آتا ہے کہ سرج اور ارشاد دکان کے آگے کھڑے آئیں میں باتیں کر رہے ہیں۔ دکاندار کا چھوٹا ایک بیگ میں ارشاد کا سامان لاتا ہے۔ وہ قیمت ادا کرتا ہے۔ دونوں کار کی جانب جلتے نظر آتے ہیں۔

## سین 8 ان ڈور دن

(عظیم لہارڈی میں موجود ہے۔ اس نے مومن عدیل کا نقش کیریئر ایک لمبی تپائی نمایز پر بے ترتیبی سے پھیلا رکھا ہے۔ اس پر پانی کا جگ اور گلاس بھی ہے۔ خود وہ ایک آرام دہ کرسی پر بیٹھا ہے اور نا اطمینان اس نے اسی لمبی میز پر ایک دوسرے کے اوپر کر کے رکھی ہوئی ہیں۔ اس کی گود میں پلیٹ ہے جس میں اس نے بے تحاش بیٹیاں ڈال رکھی ہیں۔ کیمرو سب سے پہلے اس کی پلیٹ دکھاتا ہے پھر کرسی کے نیچے ہوا جو کیمرو کی نظر پڑتی ہے جہاں ہڈیاں گری ہوئی ہیں۔ پھر وہ نہ نیم نوٹھاتا ہے۔ وہ بیدار دی اور بے جگری سے سرخی کا گوشت کھا رہا ہے۔ پھر ہڈی دور پھینکتا ہے۔ اب اس کا پاؤں اچانک نقش کیریئر کو لگتا ہے۔ ایک ڈبہ جس میں قورسے ہیں تو لیکن پرگرتا ہے کیمرو اس کرے ہوئے سالن کو فوجوں سے لانت کر رہے تھے کالین پرگرتا ہے لیکن نہ ہم اپنی جگہ سے

نہیں ہوتا۔ اس وقت ارشاد چہ غلے کر دو واڑے میں آتا ہے۔)

ارشاد: او بھئی ندیم صرف تین منٹ لیٹ ہوں۔۔۔۔

(یکدم ارشاد کی نگاہ گرے ہوئے کھانے پر پڑتی ہے۔)

ندیم: میں تو سیر ہو گیا۔ یہ رات کے لیے رکھ دو۔ ذرا پر کھاؤں گا۔

(ارشاد اٹھ اٹھاتا ہے اور تختوں کے بل ہو کر قورمہ صاف کرنے لگتا ہے۔ ساتھ

ساتھ وہ باتیں کرتے ہیں۔)

ندیم: تمہارا خیال ہو گا کہ ابھی تک ندیم بھوکا بیٹھا ہے۔ بھائی صاحب! میرے سارے

انتظامات اوپر والا کرتا ہے۔ ایسا سٹیم روٹ کھایا ہے کہ جی خوش ہو گیا۔ جس کا کوئی

نہیں ہوتا اس کا خدا ہوتا ہے۔ مائنڈ یو!

ارشاد: چپے خوشی کی بات ہے کہ آپ کو اوپر والے کا احساس ہو گیا۔

ندیم: تم جھونے جے بنے پیٹے ہو تو ہم بھی کسی سے کم نہیں۔ ہمارے لیے من و ملوثی اترتا

ہے۔۔۔۔۔ خود۔۔۔۔۔ دیکھ لیا تم نے۔

ارشاد: بالکل اوپر پتھر میں بھی کیزے کو رزق دیتا ہے۔

ندیم: یہ بار بار حضرت صاحب آپ کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ آپ اللہ کا ذکر کریں مجھ سے۔

صرف آپ کو خدا کا پتہ ہے۔۔۔۔۔ صرف آپ مسلمان ہیں۔۔۔۔۔ آپ ہی کو پتہ ہے کہ

زندگی کیا ہے۔ پتہ ہے میرا حق کیا چاہتا ہے؟

ارشاد: کیا چاہتا ہے؟

ندیم: میرا حق چاہتا ہے جو آدمی تمہاری طرح دوسروں کو نیکی کا راستہ دکھائے اس کا گنا گھونٹ

دوں۔

ارشاد: عام طور پر ہر ایک کا یہی رد عمل ہوتا ہے۔ نیکی کی بات سننا بڑے حوصلے کی بات ہے۔

ندیم: مجھے یہ سن دینے والے Preachers زہر لگتے ہیں۔ اپنے اعمال دیکھتے نہیں اور دوسروں

کے عمل پر نظر رکھتے ہیں ہر وقت۔ میں آپ استاد بدھ سے سب ذلیل کہنے لگتے ہیں

مجھے۔۔۔۔۔ سچے آپ کو جانتے والے۔

ارشاد: تمہارا مشاہدہ کہ یہ غلط بھی نہیں۔ تم نے زیادہ تر وہی بڑے لوگ دیکھے ہوں گے جو

توفیق کے بغیر بدلتی کا اعلان کر بیٹھے ہیں۔

(اب رشتہ داران میں شور مچا رہا ہے۔ وہ غسل خانے میں جا رہے ہیں)

میکہ تولیہ آتا ہے ہر کامن کو گزرتا ہے۔ سب وہ کامن کو گزرتا ہے نہ کہ پلٹے

ہوئے گندے ہاتھوں سے اسے پیچھے سے دونوں کندھے پکڑ کر اٹھاتا ہے۔  
 ندیم: اٹھ جاؤ کچھ اپنی عمر کا خیال کرو۔ تمہارا خیال ہے اس طرح میں بدل جاؤں گا؟  
 (ارشاد کو اس وقت غصہ چڑھا ہوا ہے لیکن وہ برداشت کر رہا ہے۔)

ارشاد: شکریہ! (تولیہ اسے دیتا ہے۔)

ندیم: تمہارا خیال ہے تم مجھے شرمندہ کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے؟

ارشاد: نہیں! میرا ایسا کوئی خیال نہیں۔

ندیم: میں کوئی ہنگامی گولیاں نہیں کھیلا۔ بھلا میں کون یوں ارشاد صاحب؟

ارشاد: تم میرا نمیت ہو نہ یہاں جیسے تیز ہوا ہنگامی چنگ کا نمیت ہوتی ہے۔ محمد حسین پوسٹ میں

صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ خطرہ ہر وقت موجود رہتا ہے۔ اللہ کے راستے میں ہر انسان ہر واقعہ ہر قسم کے حالات یا تو دین بن جاتے ہیں۔۔۔ یا آپ کو دنیا بن جانے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

ندیم: تم نے پوچھا نہیں یہ لٹن کیریئر کون لایا تھا؟

ارشاد: کون؟

ندیم: تمہاری محبوبہ لائی تھی۔۔۔ اور کون موت۔۔۔ مجھے پتہ نہیں تھا کہ اور ساری باتوں کے

ساتھ ساتھ اس مریں تمہیں عورتوں کا بھی شوق ہے۔ چوائس اچھی ہے۔ سارے ممکن ہیں تم میں۔

(اس وقت ارشاد پورے ہاتھ کا تھپڑ مارنے کے لیے اٹھاتا ہے۔ پھر مسکرا کر

ہاتھ چھوڑ دیتا ہے۔ جب سے لیسن ڈراپس نکال کر اتھیلی پر آفر کرتا ہے۔)

کٹ

## سین 9

الٹا دور

سہ ماہی

(سہ ماہی کا لہجہ پرگم سم سامیٹھا ہوا ہے۔ وہ جھٹک نما ڈرائنگ روم ہے جہاں فرشی

آئینہ کا بھی انتظام ہے۔ یہاں کا لہجہ دیوار کے ساتھ بچھا ہے اور دیوار کے

ساتھ ساتھ گاڑی کے گئے ہیں۔ مرشد آتا ہے۔)

مرشد: صاف بچے مجھے ڈرو ہو گئی۔

(سہ ماہی نے فیوشر کرنا ہے۔)



نہیں نہیں بیٹھے بیٹھے۔

سراج:

سر۔۔۔ مجھے عامر نے آپ کی طرف بھیجا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ آپ بہت رحمدل ہیں۔  
(ارشاد ہپ پاگٹ سے پرس نکالتا ہے۔)

سراج:

نہیں جی۔۔۔ مجھے پیسوں کی ضرورت نہیں ہے۔ وال ولیہ چل رہا ہے اللہ کے فضل سے۔

ارشاد: تو پھر؟

سراج:

میں پریشان ہوں سر بہت پریشان۔ یہ بے چینی مجھے کہیں بیٹھنے نہیں دیتی۔ میں کسی کی بات نہیں سن سکتا۔ نہ اپنے کام کر سکتا ہوں نہ کسی اور کے۔ ایک چکر ہے جو مجھے ہڈائے پھرتا ہے۔

ارشاد:

(محبت سے سراج کے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہے۔) سر! جہاں تک میرا بس چلا جہاں تک ممکن ہو میں آپ کی پریشانی رفع کرنے کی کوشش کروں گا۔

سراج:

یہ لمبی کہانی ہے سر۔۔۔ آپ کے پاس وقت ہے؟

ارشاد:

وقت ہی تو حاصل کیا ہے زندگی سے۔ فرمائیے!

سراج:

پہلے میری زندگی طلب میں گزری سر اور دولت کو حاصل کرنے کا شوق۔۔۔ محبت کو پانے کا جنون۔۔۔ طاقت کا سونا۔۔۔ مشہور ہو جانے کی آرزو۔۔۔ لیکن اب سر وہ سب کچھ شاید۔۔۔ شاید باقی نہیں ہے۔ لیکن اب ایک سوال مجھے چٹ گیا ہے۔ اسی سوال کا جواب میری مشکل بن گیا ہے اور اسی سوال کو دل سے نکالنے کے لیے میں آپ کے پاس آیا ہوں۔

ارشاد:

کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ وہ سوال کیا ہے؟

سراج:

سر! اس ترقی پذیر ملک میں جہاں مادہ پرستی مذہب بن گئی ہے۔۔۔ جہاں مقابلہ سخت ہے۔۔۔ جہاں قدم قدم پر انسان اپنی اقدار کو چھوڑے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا وہاں۔۔۔ اس معاشرے میں کیا آدمی نیک رہ سکتا ہے۔۔۔ تقویٰ ممکن ہے؟

ارشاد:

آپ کمال کہا کرتا ہے؟

سراج:

میرا خیال ہے ایسے معاشرے میں آدمی چاہے کے بدبودار نیک نہیں رہ سکتا۔ کوشش کے بددلت شریف عابد نہیں کر سکتا۔

ارشاد:

ان کی ہا؟

سراج:

کانہوں کی ہا یہ وہی ہے۔۔۔ وہی قدریں کانہوں



دراز کو دروازے سے کھولتا ہے۔ نہیں کھلتا تو ٹھنڈا مار کر کھولنے کی کوشش کرتا ہے۔  
 دراز کھلتا ہے۔ اس میں بہت سے کاغذات کے پیچھے سے ایک پستول نکلتی ہے۔  
 جس وقت ندیم نے ڈیسک کو کھولنا اور بکاؤ شروع کیا ہے اس وقت ارشاد آکر  
 دروازے میں سے اس کی حرکتیں دیکھتا ہے۔

ارشاد: یہ آپ کیا کر رہے ہیں ندیم؟

ندیم: میں پستول تلاش کر رہا تھا۔ آخر کار مل گئی۔

ارشاد: آپ کسی بہتر طریقے سے بھی یہ تلاش کر سکتے تھے۔

ندیم: تم نے مجھے خود کہا تھا کہ جب تک میں یہاں رہتا ہوں وہ سکا ہوں۔

ارشاد: بالکل۔۔۔

ندیم: تم نے مجھے یہ بھی کہا تھا کہ مجھے جس چیز کی ضرورت ہو، جو کچھ درکار ہو کسی اور کے  
 آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا صرف تم سے مانگتی ہے۔ قیام کے دوران میں نے کوئی واردات  
 نہیں کرنی۔ کسی سے نہ کچھ لوٹا ہے نہ چراتا ہے۔

ارشاد: بالکل! میں اپنے الفاظ کا پابند ہوں۔ ندیم اگر آپ کو کسی بھی چیز کی ضرورت ہو میں مہیا  
 کروں گا۔۔۔ کھانا، کپڑا، رہائش۔۔۔

ندیم: میری ضروریات اتنی معمولی نہیں ہیں۔ تم کسی دیہاتی کو بے وقوف بنا سکتے ہو پڑھے  
 لکھے تعلیم یافتہ آدمی کی ضروریات کیپٹیکس ہوتی ہیں۔ کپڑا، کھانا، چائے، نہیں میرے  
 لیے۔ مومنہ بھلاؤ گے میرے لیے؟

ارشاد: (خاموش ہے)۔

ندیم: میں نے تم سے پستول مانگا تھا۔ دیا تم نے؟

ارشاد: مجھے یاد نہیں تھا کہ پستول کہاں ہے۔۔۔ اور کیوں ہے؟ آپ مجھے قاتل نہیں مانتے کہ

ندیم: تم نے کہا تھا کہ میں اس گھر کو اپنا گھر سمجھوں۔

ارشاد: بالکل کہا تھا

ندیم: تو مجھے یہاں جانا میں نے عطا کر لیا۔ یہ میرا گھر ہے۔

ارشاد: میں نے تو۔۔۔ نہیں کہا کہ یہاں سے چلے۔۔۔

ندیم: کیا تمہارے قول اور فعل میں کتنا فرق ہے۔ تم کہتے ہو یہ میرا گھر ہے  
 لیکن اس سے چاہو۔ مجھے اجازت دی جی جانتا ہے۔ یہ تم ہمارے ایک نوکروں کی

معیت ہے۔ تمہارے قول اور فعل میں فرق ہے۔۔۔ زمین آسمان کا۔ تم کہتے ہو کہ تم کرتے کچھ ہو۔

ارشاد: شاید تم ٹھیک کہتے ہو۔

ندیم: میری پستول کا لاگ خراب ہو گیا تھا اس لیے مجھے ضرورت تھی اس پستول کی۔ میں ہتھیار کے بغیر Sale محسوس نہیں کرتا۔

ارشاد: اب خوش ہیں آپ؟

(ندیم پستول کو چومتا ہے۔)

ندیم: ہتھیار ساتھ ہو تو آدمی محفوظ محسوس کرتا ہے۔

ارشاد: ایک ہتھیار تم نے ہتھیار لیا ہے ندیم ایک مس چش کروں؟

ندیم: لاؤنگالو!

ارشاد: اگر خدا پر توکل کرو گے تو تمہارا پال بھی بیکا نہیں ہوگا۔ اپنا آپ ڈھیلا چھوڑ دو گے تو۔۔۔ پانی خود تمہاری حفاظت کرے گا۔ سٹچ پر تیرے لگو گے۔

ندیم: Get out of the Room میں تم جیسے Preachers کا۔۔۔ اور سلی Sermonizer کا گھاکونٹ سکتا ہوں۔۔۔ دور ہو جاؤ میری نظروں سے۔۔۔

(انہما کر ایک شیشے کا گھدانا ارشاد کو مارتا ہے۔ وہ جھک جاتا ہے۔ گھدانا دروازے سے لٹکا ہے اور کرسیاں کرسیاں ہو کر گر جاتی ہیں۔ کمرہ شیشے کے ٹکڑوں پر جاتا ہے۔)

کت

سین ۱۱ ان دور کچھ دیر بعد

(ٹرے میں کھانا اٹھائے ارشاد آتا ہے اور ٹرے کو سرج کے سامنے رکھتا ہے۔ اب وہ دونوں کالین پر بیٹھے کھانا بھی کھاتے ہیں اور باتیں بھی کرتے ہیں۔)

ارشاد: سادہ پھلیاں ہیں۔ لنگر سمجھ کے کھاؤ پلیرا

سرج: (کھانے میں شمولیت کرتے ہوئے) میں نے بڑے لنگروں کی رو نہیں توڑی ہیں حضور۔۔۔ لیکن بے ابدال ہوا ہوں۔ بڑے ہی دس کی صحبت میں رہا ہوں لیکن بیکار۔۔۔ صوفی طے تو بدین۔۔۔ ہی طے تو حریص۔۔۔ رہ رہے تو قاسم۔۔۔ سب جگہ ایک ہی

دستور دیکھا حضور کہ ہر بادی بھی چاہتا تھا کہ مرید مطیع ہو کر چلے۔۔۔۔۔ لاکھی سے بانٹا جائے اپنی عقل بھی استعمال نہ کرے۔

اور تم کو اطاعت کی حقیقت نہ بتائی سراج صاحب! تمہیں چھوٹی اطاعت کی پہلی سے بڑے سفر کا انجن سارٹ کرتے نہ دیا۔

سراج: ایسی تو کوئی بات نہ ملی سراپور سے جس سال پہلے میں اس راستے پر پڑا تھا۔۔۔۔۔  
ڈرلو

## سین 12 آؤٹ ڈور دن

کیمرو اندرون شیر کی گلیوں میں جا رہا ہے۔ کبھی دو منجے دکھاتا ہے کبھی دروازے۔ کبھی مکانوں کی بساعت کبھی کئی کے بیچ و خم۔ اس دوران سراج کی آواز میں یہ مکالمے سراپور ہوتے ہیں۔ آخر میں کیمرو ایک دکان پر جا کر کھڑا ہے جہاں سراج دو تین دوسرے آدمیوں کے ساتھ ورق کوٹنے میں مشغول ہے۔ جب کیمرو ورق کوٹنے والوں کے پاس پہنچتا ہے تو مکالمہ بند ہو جاتا ہے۔  
ورق کوٹنے کی آواز فیضان ہوتی ہے (دردیر تک رہتی ہے۔)

سراج: سر میں نے اندرون شیر منجم لیا۔ میری تین پشتیں ای ٹی سے گزرتی ہوئی قبروں میں جا بیٹیں۔ میں نجیب الغرقین ہوں۔ میں نے اشرافوں میں آنکھیں کھولیں۔ میں نے جب دودھ پلایا وضو کر کے پلایا۔ بازار سے گھر میں سرد اٹھایا بد قماش نہ تھے۔ (دیرے کام کر کے ان پر نہ تو فخر کرتے نہ ہی شہادتیں اٹھتی کر کے ان سے اپنا برائیوں کا اعلان کروا دیتے۔ میرے پرکھوں میں نہ تو بدعت تھی نہ ہی بد نظری۔۔۔۔۔ یوں سمجھ لیجئے سر ہم ہمارے زمانہ سے بچے ہوئے تھے۔ ہم بدعت میں کیا۔ رزق حلال کافی نہ رہا۔ کہیں سے جو نیکی آتی۔۔۔۔۔ مرید بد نظری کا بھی وکھار ہوئے۔ آتے ہاتھ دوسروں پر نظر پڑنے لگی۔ اور اپنا احوال اٹھلی ہو گیا۔ کئی کے بہت سے لوگ نکلے علاقوں میں جا بے۔ جس سرکار بد نظری کا وکھار ہوا لوگ کیا جیتے ہیں کیا کھاتے ہیں؟ یہ رہے ہیں؟ لوگوں کے احوال سے اپنے جیسے ٹھک ہو گئے۔۔۔۔۔ اپنے نکلے سر پہنچ گئے۔۔۔۔۔ اپنی فیملی حرام ہو گئیں۔۔۔۔۔ اپنا بھین جو ہو گیا۔ میری قیوں دشمنوں نے ورق کوٹنے تھے اب وہ رزق کافی نہ رہا میں اندرون فی بدعتی سے بھرا ہوا سرشار۔۔۔۔۔ میرے لیے کوئی بھلا نہ تھی۔ میں نے نہ

تھا کہ وہ بڑے صوفے ہیں۔۔۔ کرنی والے ہیں۔۔۔ پلی میں دکھ دوڑ کرتے ضرورت  
پناتے حالات بدل دیتے ہیں۔

(درق کو نئے والے کی دکان میں کسرو سران کا کلونڈاپ لیتا ہے۔)

کٹ

### سین 13 آؤٹ ڈور شام کا وقت

(ایک بڑا کھلا سامیہ ان ہے جس میں جا بجا قبریں بھی ہیں۔ کچھ مجاور بیٹھے مجبور  
کی گھنٹیوں پر دوڑ کر رہے ہیں۔ ایک جانب کوٹھی ڈنڈے کھڑک رہے ہیں۔  
پینے کو نئے کاٹل باری ہے۔ ایک چٹائی پر کچھ سوالی انتظار میں ہیں۔ جگہ جگہ  
کوٹے اور پھولوں کے بار لگے ہیں۔ سارا منظر عجیبے کا ہے۔ کسرو ایک حجرے کے  
دروازے پر جا کر ٹکتا ہے۔ چند لمبے بعد ایک سوالی اندر سے نکلتا ہے۔ اس کے  
بعد ایک آدمی جو بیٹھنی کا خلیفہ ہے باہر آتا ہے۔ دروازے کی کٹھی کھڑکاتا  
ہے۔ ایک شان استغاثہ سے دو دروازے کے ساتھ لگے ہوئے پار کو سوالیوں کی  
طرف پھینکتا ہے۔ ایک نوجوان کی گود میں بار کرتا ہے۔ وہ ہاتھ جوڑ کر دروازے  
کی طرف جاتا ہے۔)

کٹ

### سین 14 ان ڈور شام گئے

(حجرے کے اندر چنگ پر ہی صاحب سبز چادر پر نیم دراز ہیں۔ ان کے اپنے  
پیرس پر بے چشما نظریں ہیں۔ کبھی ان کی آنکھ پڑکتی ہے۔ کبھی ٹاک پڑ پڑاتی  
ہے۔ وہ ایک پارٹی میں سب کام پر رہتے تھے۔ ان کی پانچویں ایک جوں  
سہل تھی۔ ان کے چہرے ان کے منہ میں مسکوں ہیں۔ کبھی کبھی وہ اپنے بچے سے  
آنسو بھی ڈالتے تھے۔ ایک آواز سے ان میں سبز محمد تھو پھوٹے بیٹھے۔)

محور سے  
پہنچتی رہا۔۔۔ کتنی سے مجھ سے ڈرے آئے۔ لیکن قیوم نے ساتھ نہیں چلاں

عمر: کیوں پھرا؟ جذبہ فعل حق۔۔۔ ملوک کوشش عروج ہے۔ تو روز آئیے گی؟ خدمت کر  
سکے گی؟

عورت: کر لے گی جی کر لے گی۔ آپ حکم دیں میری۔

عمر: (آنکھیں پھرا کر آسمان کی طرف دیکھ کر) حق اللہ۔۔۔ حکم حاکم ہے۔۔۔ حکم راجی دم پہ  
دم۔۔۔ حکم نزول۔۔۔ مفردات عروج مرکبات۔۔۔ عروج مواخذہ حکم عقل افعال  
نیانات اجمادات رشتی! حکم خداجی و باطنی۔۔۔ حکم خانی اللہ بتا اللہ۔۔۔

عورت: (ہات بائفل سمجھ نہیں پاتی) جی جی سرکار! بائفل درست۔۔۔ بائفل حق۔۔۔

عمر: کیوں پھراتے ہو؟ حاکم نہیں بھری؟

(لڑکی سر ہلاتی ہے۔)

عمر: رو رو آئے پاؤں دابے۔۔۔ ثواب لے اول طول۔ اول۔۔۔ توبہ اقسام سر رضاء

عورت: آئے گی جی روز آئے گی سرکار! آپ حکم دیں تو میں یہیں چھوڑ جاؤں اور گاؤں۔

(میر نے جواب دیتا ہے کہ متوجہ ہوتا ہے 'منہ میں سیب کا گلا الاتا ہے اور حق اللہ')

حق اللہ کا رد کرتا ہے۔ آہستہ سے گھٹنوں کے بل سران آگے بڑھتا ہے۔)

سرکار: سرکار!

عمر: بیٹا! بھس پلید کتے۔۔۔ بیٹا! تحصیل خشتع جائز۔۔۔ باطن سے حضری عمرانی

نکال پھینک۔۔۔ حکم کو پھیل بننے میں شک الافاک اتوبہ کا سہارا موند۔۔۔ موالید نکال

حادث ہیں۔ حد عقل مکمل پھر بھی بکواس کرتا ہے۔

عمر: (تہہ بکھتے ہوئے) حضور میں سمجھا نہیں 'قبیل کیا کروں گا؟

(اس وقت خلیفہ اور اس کے ساتھ نوجوان عمرت میں داخل ہوتے ہیں۔ خلیفہ

آخری جملہ سنتا ہے اور نوجوان کو چھوڑ کر سرانج کے پاس آتا ہے۔ پھر تھک کر

سمجھانے کے انداز میں سرانج کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتا ہے۔ بہت ہی آہستہ

مرکبشی کے عالم میں۔)

خلیفہ: یہاں آکر سمجھنے کی شرما نہیں۔ حضور جذب کی کیفیت میں ہیں۔ جو بولتے ہیں 'حق

جستہ پھر ہم جیسوں کو اس کی سمجھ نہیں'

سرانج: میرا ایک مسئلہ جذبہ حلی'

خلیفہ: سب سے پہلے اس کے 'حاکم' جی کیا تھا؟ حضور کی بارگاہ اعلیٰ میں ہر وہ دیکھ

حضور میں ہوتا ہے کہ آپ سے اظہارِ راز۔۔۔ ہر مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

بھیر: (یکدم انگلی اٹھا کر) قوت القلوب۔۔۔ محافظہ۔۔۔ اطاعت موکدہ۔۔۔ اذکار منقول۔۔۔  
حق اللہ۔۔۔ حق اللہ۔

سراج: میں سمجھا نہیں سائیں جی کی راز۔

خلیفہ: بھائی میرے سمجھنا کچھ نہیں۔۔۔ میں دیکھتا ہوں تمہیں کبیر کی بیماری ہے۔ اندر آؤ  
میرے ساتھ۔

بھیر: (بڑے فطراق سے) لڑکی پاس آ میرے!

عورت: آپ کے پاس پیر جی؟ (لڑکی سے) آؤ پاس جاؤ  
(لڑکی اٹھتی ہے دوڑاؤ ہو کر جہ کے آگے بیٹھتی ہے۔)  
خلیفہ: اٹھئے میرے ساتھ چلو۔

(سراج خلیفہ کے ساتھ جاتا ہے۔ جہ کے آگے سر جھکا کر لڑکی بیٹھتی ہے۔)

بھیر: دست خدا ہے پیشوا۔ ہماری طرف دیکھ کبیر قتل لڑکی۔ بد نصیب!

عورت: (آہستہ) کبیر انہیں مغربی اٹمانی کی طرف دیکھ۔

(لڑکی جہ کی طرف دیکھتی ہے۔ جہ کے چہرے پر شیطانیبت برس رہی ہے۔)

سین 15  
ان ڈور  
کچھ دیر بعد

(ایک چھوٹا سا حجرہ جس کی دیواروں پر پرانی کھواریں لٹکی ہوئی ہیں۔ جابجا کیلنڈر  
لٹا تصوریں خانہ کعبہ اور زیارات کی بھی لٹکی ہوئی ہیں۔ چھت سے ہزر رنگ کی  
چادریں لٹک رہی ہیں جن میں گونے اور پھونوں کے ہار ہیں۔ کمرے میں شیشے  
کے چوکور مستطیل ڈبے ہیں جن میں تمبرکات پڑے ہیں۔ کہیں پرانی کتابوں کا  
اجیر ہے۔ سارے کمرے میں سبز روشنی پھیلی ہے۔ دروازہ کھول کر خلیفہ اور  
سراج داخل ہوتے ہیں۔)

خلیفہ: یہ نوادرات چھ پشتوں سے چلی آ رہی ہے۔ شاہ جی کسی کو دکھاتے نہیں پر آپ کے لیے  
حکم ہو گیا تھا۔ ان کی زیارات سے باطن روشن کر لیجئے۔ ایسا خزینہ کہیں نہیں ملے گا۔ ایسا  
موقع کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔

(سراج ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے انداز میں تہکات کی جانب بڑھتا ہے۔ اس



وقت اوپر سے ایک۔ چھلی کرتی ہے جس میں کچھ نقدی اور نوٹ ہیں۔ سراج حیران ہوتا ہے۔

خلیفہ: اٹھا لیجئے۔ اٹھا لیجئے! غیب سے عدد ہوئی ہے۔ اٹھا لیجئے۔ کرم ہو کیا، فضل ہو گیا ہے۔ شادی کی نظر کرم کا صدقہ اٹھا لیجئے۔

(سراج قھیلی اٹھاتا ہے۔ ہزار کا نوٹ نظر آتا ہے۔)

کٹ

## سین 16 ان ڈور شام کا وقت

(سراج اور ارشاد قالین پر بیٹھے ہیں۔)

سراج: بات ہی ایسی ہوئی کہ میرے اقتدار میں مضبوطی ہوتی چلی گئی۔

ارشاد:

جب آپ وہاں پہنچے تو آپ کے دل میں طلب کیا تھی؟

سراج:

بچی کی شادی تھی۔ ہاتھ پھیلانے کی عادت نہ تھی۔ قرض کہیں سے ملتا تھا۔ یہی راستہ

لوگوں نے بتایا۔ شروع شروع میں تو روز ہی درگاہ سے کچھ نہ کچھ ملتا رہا۔ پاشت ہونے

لگی۔۔۔ پھر ایک واقعہ ہو گیا اور شاد صاحب۔

جی فرمائیے! میں سن رہا ہوں۔

ارشاد:

شاد صاحب اس لڑکی کے ساتھ بھاگ گئے جو میری طرف حالات کی دلدل سے تنگ

تھی۔ درگاہ پر کوئی باقی نہ رہا۔۔۔ سوال کچھ دنوں جاتے رہے پھر۔۔۔ جگہ سلساں ہو

گئی۔۔۔ میں بھی عجیب تذبذب میں گھر گیا۔۔۔

کٹ

## سین 17 آؤٹ ڈور دوپہر کا وقت

(کچھ تھکدہ لہا، لہی سیاہ کپڑے پہنے تھے میں مالا میں لٹکائے تھے۔ سبہ ہیں۔)

پہلے تو لٹکا کا لٹاپے غالب رہتا ہے پھر لٹاپے آہستہ ہو کر ایک گروٹھ میں چلا جاتا

ہے اور اس پر سراج کی آواز غالب آجاتی ہے۔)

میں آؤٹ ڈور سے درگاہ پہنچا تھا۔ مجھے پتہ چلا تھا کہ وہاں سے ایسا تعویذ ہوتا ہے

بلین

جس سے قرضہ اتر جائے گا۔۔۔ بیٹی کی شادی پر جو قرض میں نے اٹھایا تھا ارشاد صاحب اس کے قرض خولہ روز تنگ کرتے تھے۔۔۔ روز حمل آور ہوتے تھے۔۔۔ لیکن یہ جاگ بھی فراڈ انگل۔ یہاں میں ایک رات رہا اور میرا بیٹہ چوری ہو گیا۔۔۔ خانی ہاتھ کھڑا ہوا۔۔۔ پھر تو پہ کی کہ کسی درگا پر نہ جاؤں گا۔

۱۲۲

سین 18      آؤٹ ڈور      دن

(ایک کھلے میدان میں ایک فقیر سبز لباس پہنے محکمہ روں والا سونا کھڑکا جا رہا ہے اس کے بہت پیچھے جیسے آوازیں دیتا سرنج جا رہا ہے۔ اس پر ارشاد اور سراج کا مکالمہ میرا مچو کیجئے۔)



از سوره

سورة

۲۰۰۳

اس سفر کی مصوبیت تو آپ نے غفلت اختیار کی۔ یہ ہے  
تو میں کیا کر رہا؟

مشعل کی تلاش تو انسان کو اپنی اصلاح کے لیے کرنی چاہیے جیسے بیمار ڈاکٹر تلاش کرتا ہے۔ ایک سے آرام نہ آئے تو دوسرے کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے لیکن آپ تو ہمیشہ حالات بدلنے کے لیے ان کے پیچھے بھاگے۔

مجھ پر لوگوں نے تعذیب کیے تھے۔ مجھ پر اثر ہو گیا تھا اور شاد صاحب! کیا اللہ والے دنیا کے کام نہیں کرتے؟

44

4. 1998

کرتے ہیں۔ سادہ کام کرتے ہیں۔ غلطی کے تو کام آتے ہیں۔ لیکن کام مقصود بالذات نہیں۔ مقصود روح کی شفا ہے۔ گنہگاروں کی اور ہالک ہے۔ روح کی شفا تو آپ نے بھی طبیب ہی نہیں کی۔۔۔ اللہ کی محبت تو آپ نے مانگی ہی نہیں۔ انہی دکانوں پر نہ سترے یہاں روح کا سودا ہی نہیں ملے۔ آپ بھی بنائے بھولے ہیں مراقبہ صااحب!

241

سین 19 آؤت ڈور دن

لا پہلے میں سے تھا، اور دیکھ کر گھبرا گیا کہ حق و باقی میں آئے آگے میرا اللہ

گھڑیا اپنا ریوز لے کر جا رہا ہے۔ وہ دنیا دہیہا سے بے خبر ہے۔ اس سے پیچھے  
 ارشاد آرہا ہے اور سارے میں ذکر کی آواز گونج رہی ہے۔ ساتھ ساتھ دل کے  
 دھڑکنے کی آواز بھی آتی رہتی ہے۔

کٹ

## سین 20 ان ڈور رات

(سراج اور ارشاد گم سم قالین پر بیٹھے ہیں اور اسی طرح باتیں ہو رہی ہیں۔)

ارشاد: میں آپ کی ساری بات سمجھ گیا ہوں سراج صاحب لیکن شاید ابھی تک آپ خود اپنا  
 عندیہ نہیں سمجھ پائے۔ آپ کو خود معلوم نہیں کہ آپ چاہتے کیا ہیں۔  
 سراج: میں اس ترقی کرنے والے ملک میں نادو پرست لوگوں کے درمیان رہ کر آج انداز ہی بہت  
 ذمہ داری بھر کر ناپا چاہتا ہوں اور یہ مجھ سے ہوتا نہیں۔

ارشاد: جی

سراج: میں نے کئی درگاہوں پر معاشری ہوئی۔۔۔ بے شمار جی اس کے پاؤں دابے۔۔۔ جس کے  
 گلے میں منکے دیکھے اس کے پیچھے بھاگا۔۔۔ بہت جگہ معاشری ہوئی۔۔۔

ارشاد: پھر؟

سراج: سب نے مجھے ٹوٹا۔۔۔ ہر ایک نے میری چیز اتاری۔۔۔ سب نے مال بٹایا۔

ارشاد: شاید آپ ان فقیروں سے اور ان عیروں سے دنیا بھرتے رہنے کا نسخہ لینے گئے تھے۔ آپ کو  
 خود معلوم نہیں تھا کہ آپ چاہتے کیا ہیں۔

سراج: میں متقی بننا چاہتا تھا۔۔۔ پر بیڑ بکرا اور ایماندار بن کر زندگی گزارنا چاہتا تھا۔

ارشاد: اس کے لیے تو زیادہ دروازے کھٹکھٹانے کی ضرورت تھی سراج صاحب اس کے لیے  
 تو ایک فیصلے کی ضرورت ہے کہ تعالیمات یا منہ۔ حسب غی ہو اور یا اس جان لیوا رو  
 رہا ہو خود بخود اور اسے پر آکر تک دیتا ہے۔

سراج: جان سے آپ اتنا مجھے ہی تصور دار نہیں رہتے ہیں۔

ارشاد: کیا آپ دیکھتے نہیں سارے شہر میں نیم تقسیم پھرے بیٹھے ہیں Fake Doctors اصل  
 دواؤں میں محسوس رہتے ہیں اصل ہی کر اسیر و پیچھے چلے جاتے ہیں اور ہسپتال  
 جانے والے ان چار استاد خیر کہ خود ہی خود ان کو ہلکے میں جھنڈا رہا ہوا ہے۔ آپ

صرف جہلاز پیروں کے کیوں خلاف ہیں؟

سراج: وہ اس لیے کہ غیر اللہ کی راہ پر چلنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

ارشاد:

جہلاز پیر دہیے اور اصل میں فرق قائم رکھنا چاہیے سراج صاحب۔۔۔ اور پھر ہم لوگ تو کبھی کبھی اصل کی منزل بھی کھوٹی کر دیتے ہیں۔

سراج:

وہ کیسے سر؟

ارشاد:

ہم جیسے حقیقت غرض متعہ ہو اس کار روپیہ دو گنا کرنے والے انعامی ہانڈ کا نمبر معلوم کرنے والے نہیں کا گھوڑا پوچھنے والے اچھے بھلے صاحب کٹھن کو اونچے مقام سے کھینچ کر گہرے گڑھے میں پھینک دیتے ہیں۔ جو آدمی فقیر کے پاس مانگتے ہی دنیا جاتا ہے وہاں آگے سے مقابلے میں دنیا ہی نکلے گی۔ اور جب ان دونوں کا ٹکراؤ ہو گا تو مانگنے اور دینے والے دونوں کے نہ پر کاٹک ہی ملی ہوگی۔

سراج:

میں تو کہتا ہوں کہ اس دنیا میں کوئی اصلی آدمی، کوئی اصلی رہبر، اصلی بادی ہے ہی نہیں۔ آپ اپنی طلب و درست کر لیجئے اصل آدمی مل جائے گا۔ خود بخود آجائے گا آپ کے پاس۔۔۔ کہ ایہ خرچ کر کے نکت خرید کے!

ارشاد:

چلئے پھر ٹھیک ہے ارشاد صاحب میں دنیا سے مت موڑتا ہوں آج سے اسی لیے سے۔۔۔ دکان میں چھوڑتا ہوں گھر میں نے چھوڑا ہے۔ آپ مجھے اپنا غلام بنالیں اپنا خلیفہ بنالیں یہاں ذرا چلائیں۔

ارشاد:

مبتدی کے لیے ضروری ہے کہ وہ رزق حلال کھائے اور اپنی اور اپنے گھر والوں کی کفالت کرے۔ آگے چل کر وہ کام تو اسی طرح سے کرتا رہے گا لیکن آہستہ آہستہ اس سے علائق دنیا جدا ہوتے جائیں گے۔۔۔ فکر اہل دنیا، اندیشہ مال و زر، حب و جاہ و تکبر سے ہمہ کار ہونے لگے گا۔ جب تعلق اور جگہ ہو جائے گا تو یہ کام فردی رہ جائیں گے اور فردی کاموں کا عمر پھر کوئی بوجھ نہیں ہوتا۔

سراج:

اصل میں بات یہ ہے ارشاد صاحب کہ میں کرامت کی تلاش میں آپ کے پاس آیا تھا اور حاضر صاحب نے مجھے یہی امپریشن دیا تھا۔ لیکن افسوس مجھے آپ سے وہ حاصل نہیں ہوا جو میری آرزو تھی۔ آپ تو مجھے پھر میری والدہ میں انہیں بھیج رہے ہیں تھری اور گوانے گوانے کھوہ والدہ میں!

ارشاد:

(نہانی انوشدلی اور خوش اسلوبی سے مسکراتے ہوئے اسے دیکھتا ہے۔)

سراج:

یہ حاضر صاحب بھی نہتے بھونے آئی ہیں۔ کہتے تھے سارے چالے اتر جائیں گے!

بات شیشہ ہو جائے گی اور شاہ صاحب سے مل کر یہاں تو سوا بھی نہیں!

ارشاہ: میل جول رکھیں سراج صاحب آتے جاتے رہیں۔ کیا پتہ آپ سے ہمیں کچھ فائدہ ہی پہنچ جائے۔۔۔ کوئی راہ ہی سیدھی ہو جائے ہماری۔

سراج: خدا نہ کرے میں اب یہاں قدم رکھوں یا پھر کبھی آؤں اس طرف۔ وہ تو قصہ ہی ختم ہو

کیا۔ میری تو خواہش تھی کہ آپ مجھے یہاں رکھتے اپنا خلیفہ بناتے۔ ہم یہ ذرا چلاتے لوگوں کی مدد کرتے۔ لیکن آپ تو مجھے رزق حلال کمانے کو کہہ رہے ہیں۔ حد ہو گئی! میں دیتا چھوڑنی چاہ رہا ہوں آپ وہی پکڑا رہے ہیں۔

ارشاہ: میں آپ کو کلہاڑی اور رسی سے تیارہ اور کیا دے سکتا ہوں سراج صاحب!

سراج: (غصے سے) اونچی میں نے کیا کرتی ہے کلہاڑی اور رسی! سر میں مار لی ہے؟

(غصے کے ساتھ اٹھتا ہے اور "ہونہ" کہہ کر باہر نکل جاتا ہے۔)

کٹ

## سین 21 آؤٹ ڈور دن

(ندیم ایئر پورٹ کے باہر۔ اس نے داڑھی بڑھا رکھی ہے۔ شلوار لمبی پہنے ہوئے ہے۔ ہاتھ میں شیش اور جھوٹا سائیک ہے۔ سر پر دوپٹی ٹوپی ہے۔ خوب بہرہ ور بنایا ہوا ہے۔ گیٹ پر ٹکٹ دیکھنے والے سپاہی کو اپنا ٹکٹ دکھا کر اندر چلا جاتا ہے۔)

کٹ

## سین 22 آؤٹ ڈور کچھ دیر بعد

(ندیم ہال کے اندر انٹیکیشن کے کاؤنٹر کی قطار میں کھڑا ہے۔ ندیم کے چہرے کے کھنڈاپ سے اس کی پریشانی عیاں کی جاتی ہے۔ جب وہ کاؤنٹر پر پہنچتا ہے تو درمیانی پوشی انٹیکیشن آفیسر قدرے ٹھک و شبہ سے اس کا پاسپورٹ دیکھتا ہے۔ پھر اس کے پیچھے پاسپورٹ کے صفحات کی ورق گردانی کرتا ہے۔ پھر اس پر غصہ لگا کر ندیم کے حوالے کر دیتا ہے۔ ندیم اطمینان کا سانس لے کر فیسٹر کیے ہوئے

لوگوں میں جا کر بیٹھ جاتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور آفیسر آکر ندیم سے اس کا پاسپورٹ مانگتا ہے۔ ندیم پریشانی کی حالت میں اٹھ کر کھڑا ہوتا ہے۔ پاسپورٹ اس نے آفیسر کو دیتا ہے جو تصویر نکال کر ندیم کا چہرہ اس سے ملاتا ہے 'شک و شبہ کے ساتھ اس پاسپورٹ کو دیکھتا ہے اور پاسپورٹ کو ہاتھ میں لے کر پھر کاؤنٹر پر آتا ہے۔ ساتھ ساتھ ندیم ہے۔ کچھ دیر ان دونوں آفیسروں کے درمیان خاموش مکالمے ہوتے ہیں اور پھر دوسرا آفیسر پاسپورٹ ندیم کو دے کر اسے سیلوٹ کرتا ہے کہ سب ٹھیک ہے۔ ندیم پاسپورٹ لے کر واپس اپنی جگہ پر چلا جاتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد سواریاں اس بس میں بیٹھتی ہیں جو جہاز تک جایا کرتی ہے۔ ندیم بھی اس بس میں سوار ہوتا ہے۔)

کٹ

## قسط نمبر 10

## کردار

ارشاد :	ہیروہ سالک
موتہ :	ہیروئن
ڈاکیہ محمد حسین :	ارشاد کے مرشد
بابا غلام دین :	ڈاکیہ محمد حسین کے مرشد
اناں طالب :	یو زحیٰ معصوم عورت
ندیم :	دنیا سے ہمارا دشمن ہے، خوش
پروفیسر عائشہ :	موتہ کی والدہ
علی :	ایس۔ کیر چوہدرائی۔ زیور

شاہدہ	[
کشم	
انوشے	
جاوید	
رضوان	

یونیورسٹی کے طلباء و طالبات

## سین 1 ان ڈور شام کا وقت

(حوالات میں کچھ فاصلے سے چلے ہوا ارشاد آتا ہے۔ اس کے ساتھ سپاہی ہے۔  
شیر یہ گزرتا ہے جیسے اسے خود حوالات میں بند کرنے کے لیے سپاہی ساغھ  
ہے۔ کچھ دور جا کر سپاہی ایک سلاخوں والے دروازے کے پاس پہنچتا ہے۔ پہلا  
سپاہی دوسرے نگران سپاہی سے کہہ رہا ہے۔ پھانگ کا نگران سلاخوں والا  
دروازہ کھولا ہے۔ پچھلا سپاہی مڑ جاتا ہے اور دوسرا سپاہی ساتھ چل کر حوالات  
کے قیدیوں کی کھڑکی کے آگے پکارتا ہے:)

سپاہی: کون ہے مجھے ندیم حید ولد سردار علی؟ ملاقاتی آئے ہیں۔  
ندیم: (سلاخوں کے پاس آکر) میں ہوں ندیم حید۔۔۔ سلام علیکم ارشاد صاحب!  
(سپاہی لوٹ جاتا ہے۔)

ارشاد: وعلیکم السلام۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ تمہیں۔۔۔ یعنی کس طرح یہاں؟  
ندیم: بس جی۔۔۔ میں خود نہیں جانتا کیسے۔۔۔ کوئی ایسا بڑا واقعہ بھی نہیں ہوا جس سے میری  
کابالکپ ہو گئی ہو۔۔۔ میں نے کوئی بڑی تبدیلی بھی اپنے اندر محسوس نہیں کی لیکن۔۔۔  
ارشاد: پھر بھی تم نے یہ فیصلہ کیسے کیا؟

ارشاد: اچانک سر بالکل اچانک! میں بڑی سہولت سے آپ کے پاسپورٹ پر ٹریول کر رہا تھا۔  
آپ کے چرائے ہوئے ٹریولرز چیک میرے لیے کافی تھے۔۔۔ لندن میں میرے لیے  
پولیسنگ اسلام کا بھی انتظام ہو گیا تھا۔۔۔

ارشاد: جب سب سہولتیں مہیا تھیں تو پھر تم نے اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کیوں کیا؟  
لندن کا پانس کیوں نہ کیا؟

ندیم: سر آپ کو معلوم تھا کہ میں نے آپ کا پاسپورٹ بڑی دھونس سے لیا ہے۔ آپ کو تو پتہ  
تھا کہ آپ کے لئے ان چیک میرے پاس ہیں۔ پھر آپ نے پولیس کو رپورٹ کیوں نہ  
کی؟ مجھے کیوں نہ پتہ چلا؟

ارشاد: ان کی کوئی مسئول وجہ میرے پاس بھی نہیں ہے ندیم! لیکن ہو سکتا ہے یہ محض غفلت  
ہو نہ ہو جانے سے۔

ندیم: نہیں غفلت نہیں۔ آپ نے مجھے پانس دیا۔۔۔ میں ادنیٰ تک بڑے آرام سے پہنچ



کیا تھا ارشاد صاحب۔ وہاں ایئر پورٹ پر میں ڈیوٹی فری شاپ میں مگھوم رہا تھا جب اچانک ایک پرنفوم کے شوکیس کے آگے مجھے یوں لگا جیسے کوئی خوشبو میرے پاس سے گزری۔۔۔ میں سمجھا جیسے ان بوتلوں میں سے کوئی کھلی رہ گئی ہے۔ میں کتابوں والی سائیڈ پر چلا گیا خوشبو ساتھ تھی۔۔۔ جیسے تبا کو میں مٹی کا عطر ملا ہو۔۔۔ پہلی بارش کی خوشبو میں کوئی جلتا سگریٹ پھینک گیا ہو۔

ارشاد: پھر؟

نذیم: پھر مجھے پتہ چلا کہ آپ دوپٹی میں تھے۔۔۔ وہیں کہیں گفٹ شاپ پر۔۔۔ میرے ساتھ ساتھ۔۔۔ اور آپ نے میرے لیے دونوں دروازے کھول دیئے تھے۔۔۔ زندگی کا دروازہ بھی اور عاقبت کا گیت بھی!

ارشاد: میں ایسی کرامات نہیں کر سکتا نذیم! اس کے لیے اور لوگ ہوتے ہیں۔

نذیم: آپ نے پاسپورٹ بھی مجھے دے دیا۔ ٹریولر نو چیک بھی عنایت کر دیئے اور ساتھ ساتھ میرے مردوں کو بھی بگا دیا۔ اب فیصلہ مجھے کرنا تھا

ارشاد: اور پھر تم نے یہ فیصلہ کیا؟

نذیم: میں ایک دروازے سے اندرون میں داخل ہو سکا تھا سر اپو لئیگل اسلام لے سکا تھا۔ دوسری طرف اپنے آپ کو قانون کے خوالے کو کے اپنے اندر کی سزا سے بچ سکا تھا۔۔۔ میں نے اپنے اندر کی سزا سے بچنے کا فیصلہ کر لیا۔ آپ مانیں گے تو نہیں لیکن میں بہت خوش ہوں۔۔۔ سب کچھ آپ نے کیا۔۔۔ سب کچھ۔

ارشاد: یہ بھی تمہاری شرافت ہے نذیم کہ تم اتنے بڑے قدم کا کریڈٹ مجھے دے رہے ہو۔ ورنہ یہ تو تمہاری اپنی چوائس تھی۔۔۔ تمہاری اپنی قوت فیصلہ!

نذیم: سر آپ گفٹ شاپ پر آئے تھے ہاں دوپٹی ایئر پورٹ پر؟ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا تھا ہاں؟ اب آپ مجھ سے ہاتھ نہیں ملائیں گے؟

ارشاد: ضرور نذیم ضرور! (ہاتھ بڑھاتا ہے۔)

نذیم: (دونوں ہاتھوں میں ہاتھ پکڑ کر) دعا کیجئے گا سر۔۔۔ میں بدل نہ جاؤں۔۔۔ کمر نہ جاؤں۔

دعا کیجئے گا سر۔۔۔ میں ایک مدت کے بعد زندہ ہوا ہوں کہیں میں پھرتا مر جاؤں۔ دعا کیجئے میری ماں میرا فیصلہ نہ بدل دے۔۔۔ دو میرے معاملے میں بہت کمزور ہے۔

## سین 2 ان ڈور شام کا وقت

(ارشاد کے سامنے پروفیسر عائشہ اور عذرا سلمان بیٹھی ہیں۔)

ارشاد: ایمان اور یقین ایک اونچی گند ہے پروفیسر صاحب! یہ اور اسے چٹا مات سمجھ سکتی ہے وہاں کی لگانے کا گھیراؤ کر سکتی ہے۔۔۔ لیکن داغ بد قسمتی سے وہاں نہیں پہنچ پاتا۔۔۔ دنیوی معاملات ہی سلجھانے کے کام آتا ہے۔

عائشہ: اب اتنی آسانی سے تو عقل اور عقل کی کٹری تیشہ Negate نہ کریں ارشاد صاحب! آج کا عہد۔۔۔ اس عہد کی زرق۔۔۔ انسانی سوجھ بوجھ یہ سب تو عقل کے تجزیے تو ہیں۔

ارشاد: میں آپ سے دس ڈگری نہیں کہتا پروفیسر صاحب۔۔۔ میں تو صرف یہ کہتا ہوں باقی کہ اب ہم نے فراست، بصیرت اور وفیدان کی نعمت سے منہ موڑ لیا ہے اور محاسن دانوں بنے اسے پکڑ لیا ہے۔ وہ جب بھی کوئی تصویر دیکھتا ہے Speculation کرتے ہیں، Discover کرنے کی تیاری کرتے ہیں تو ان کا سارا دار و مدار ایک یقین پر ایک نتیجے پر ہوتا ہے۔۔۔ سب اپنی تصویر کے اعتقاد پر اس کے خواب پر۔

عائشہ: تصویر کے اعتقاد پر؟

(نہ)

ارشاد: سائنس دان کسی ایک مفروضے پر کسی ایک Hunch پر سالہا سال ریسرچ کر سکتا ہے۔۔۔ یقین کے ساتھ، اعتماد کے ساتھ۔۔۔ اس کا لیجی مضبوط نہ ہو تو Discoveries کا سلسلہ بند ہو جاتا، ریافتوں کا سلسلہ منقطع ہو جاتا۔

عائشہ: آپ محاسن دانوں کو Demand تو کر رہے ہیں لیکن ایک عجیب طریقے سے۔

ارشاد: آج کے عہد میں انسانوں کے حوال اور ان کے غلطے بدل گئے ہیں پروفیسر صاحب! اسی لیے سائنس دانوں نے، دینے کو غور سے دیکھنا چاہا۔ اگر ڈاکٹر Jonaz Salk کو اس بات کا پتہ نہیں نہ ہوتا کہ کہیں نہ کہیں کسی نامعلوم میں کسی اور معلوم میں پولیو کا فلو موجود ہے تو وہ پولیو ویکسین کی کھوج میں یوں نہ لگا ڈاکٹر Salk نے بھی کسی جانتے بابت کی طرف پتہ اور کامل احمد کے ساتھ اپنی ریسرچ کو اعتقاد کے حوالے کر دیا۔ سائنس دانوں نے جواب بھی نکال دیا۔۔۔ اور ایک ڈاکٹر Salk پر ہی کیا موقوف ہے سائنس کی بھری پوری دنیا میں۔۔۔

عذرا: لیکن اس وقت میں سائنس کے ایسے تصور رکھتا ہے ان کے جواب آپ کے بابے نہیں



بتلائی ہے کہ گرے تو پھر اٹھ کر کھڑا ہو جائے۔ پھسلے تو پھر سنبھل جائے۔ مومن وہ نہیں ہوتا کہ شو کر ہی نہ کھائے۔ مومن وہ ہوتا ہے کہ شو کر کھائے تو ترنت اپنی جگہ پر قائم ہو جائے۔

عائشہ: لیکن میں توڑا سا اس سے مختلف سوچتی ہوں ارشاد صاحب..... میرے..... خیال میں.....

کت

### سین 3 آؤٹ ڈور دن

(خواتین منڈی کے مختلف مناظر۔ بھیڑ بھاڑ میں بابا غلام دین ماتھے کے آگے سے کانچو رکھے کمر پر تین چار بھاری بھاری پٹیاں لاد کر جا رہا ہے۔ اس کے چہرے سے بوجھ کے آثار نمایاں ہیں۔ بابا غلام دین ایک ازحت کے آگے جا کر رکتا ہے اور آڑھتیاں کی پینچ سے سامان اتارنے لگتا ہے۔)

کت

### سین 4 ان ڈور شام کا وقت

(گاہکوں کے کچے کھروں میں ایک گھر۔ بوڑھی لائیاں طالعاں چولہے کے پاس بیٹھی روٹی پھنڈی کر رہی ہے۔ چولہے سے ابلوں کا دھواں اٹھ رہا ہے اور خوبصورت صابو شاکر پر امید لائیاں بیٹھی رسوئی کر رہی ہے۔ ایک مرتبہ اٹھ کر اندر کوٹھڑی میں جاتی ہے اور کپڑے سے منہ بند ایک کباٹھا کر لاتی ہے۔ اس میں شاید کھی ہے۔ کھانے کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ استنہ میں بابا غلام دین کا ہاتھ پکڑے گاؤں کا کافی دھڑکی والا ملا قیللہ میں داخل ہوتا ہے۔ دونوں آکر لائیاں کے قریب کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بابا غلام دین مجرم سا بنا کھڑا ہے اور اس کے چہرے پر

طالعاں: بیٹھو مولوی می بیٹھو۔۔۔ سوزے پر بیٹھو۔۔۔ منی پر بیٹھو۔۔۔ سوزا کر دے غلام

مولوی: نہیں بی بی میں اس وقت نہیں بیٹھوں گا پھر کبھی حاضر ہو جاؤں گا۔ اس وقت تو میں بابے غلام دین کو واپس کرنے آیا تھا۔  
(کیسرہ بابے غلام دین کا چہرہ دکھاتا ہے۔ اس کی آنکھوں سے آنسو نکل کر رازھی پر آ رہے ہیں۔)

طالبان: بابے غلام دین کو واپس کرنے آئے ہو مولوی جی؟  
مولوی: ہاں بی بی! کچھ میرا علم چلا نہیں بابے پر۔  
(اماں بابے کی طرف دکھ بھری نظروں سے دیکھتی ہے۔ بابا اور بھی ہایوں اور ہجرم سا تصویر یاں ہاتھ لگا رہا ہے۔)

طالبان: (وقفے کے بعد) کیوں غلام دین! انہیں چلیا کوئی زور؟  
(بابا لٹی میں سر ہلاتا ہے۔)

طالبان: (تشنی بھرے انداز میں) گوائی نہیں کوئی نہیں! اللہ خیر کرے گا۔ فضل کرے گا میرا مولا۔۔۔ سوہتا سائیں۔۔۔ پالن ہار جہاں کا۔

مولوی: میں نے پورے چھ مہینے اس کو سبق دیا بی بی۔ بڑی محنت کی اس پر سچ شام۔ پر اس کی زبان ہی نہیں چلتی۔ بڑی نیک پاک روح ہے یہ مجبور ہے پہلا۔ اس نے بھی پورا زور لگایا ہے۔ پورا ساتھ دیا ہے۔ شوہر اس کی زبان ہی نہیں چلتی۔

طالبان: کیوں غلام دین! کچھ بھی نہیں آیا؟

(بابا لٹی میں سر ہلاتا ہے۔)

مولوی: میں نے بڑی محنت کی ہے بی بی! اللہ کو حاضر حاضر جان کر اس پر جان کھائی ہے لیکن پورے چھ مہینے میں سواکھ اللہ۔۔۔ کا کہنا بھی نہیں سیکھ سکا۔ ہم اللہ شریف البتہ سیکھ گیا ہے۔ اس کے آگے اس کی زبان ہی نہیں کھلتی۔

طالبان: (محبت سے) سنا تو بھلا مجھ کو بھی ہم اللہ شریف!

غلام دین: (روئے ہوئے) ہم اللہ الرحمن الرحیم!

(سسکیاں بھر کر روتے لگتا ہے۔)

طالبان: (انھہ کر اس کے کندھے پر محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے) کوئی نہیں غلام دین! کوئی نہیں۔ حیرا! اتنا سیکھ لیا بھی بہت ہے۔ اسی میں ہم دونوں کی بخشش ہو چکی ہے انشا اللہ!

مولوی: (ہاتھ جڑھا کر) چھاپا بابا مجھے اجازت ہے!

غلام دین: (دوٹوں ہاتھ ملاتے ہوئے: روہنسی آواز میں) مہربانی۔۔۔ مہربانی۔۔۔ اللہ تیرا بھلا کرے۔۔۔ اللہ تجھے برکت دے۔۔۔ رہے اسنے کرے۔۔۔

مولوی: اچھا بی السلام علیکم!

طالبان: علیکم السلام مولوی صاحب! اللہ خوش رکھے جی۔۔۔ بھگ لگائے۔۔۔ تیری پاک کاویدار نصیب کرائے۔

(اماں باپ کا ہاتھ پکڑ کر بڑی محبت سے اس کو چارپائی تک لے جا کر بٹھاتی ہے۔ وہ ایسی اور نامراد کی تصویر بنا فضا میں اکا جین اٹھائے بیٹھ جاتا ہے۔ اماں زمین پر بیٹھ کر اس کے جوئے اتارتی ہے اور پاؤں اٹھانے میں مدد کرتی ہے کہ وہ چارپائی پر اچھی طرح سے بیٹھ جائے۔ اس غم کی تصویر کو اماں بڑی درود مندی سے دیکھتی ہے تو بابا فتناک آواز میں پوچھتا ہے:)

غلام دین: اب میں ساری عمر بسم اللہ بسم اللہ پڑھتا ہوں نماز گزار ہوں گا طالبان؟

طالبان: ایہ بی تو اللہ کا تکیہ کام ہے غلام دیناں۔ اس نے کوئی پوچھ کرئی ہے تیرے سے۔ کوئی سارا انکام تو نہیں پوچھتا اس نے۔

غلام دین: پر میری تو نماز نہیں ہوتی ناں طالبان خالی بسم اللہ پڑھنے سے۔

طالبان: اب اس میں تیرا کیا تصور غلام دیناں۔ تو نے بھی محنت کری مولوی جی نے بھی پڑھائی کرائی چھ سینے۔ نہیں ٹپٹی تیری زبان۔ تیرا تو کوئی تصور نہیں ناں! (بابا ہاتھ کا اشارہ کرتا ہے کہ ہلو! چھا ہوا! جو ہوں۔)

چاہ پینے گا؟

(بابا اثبات میں سر ہلاتا ہے۔ اماں جلدی سے چوہے کی طرف جاتی ہے۔ باطنی اتارتی ہے اور پانی کی کھلی دیکھی رکھتی ہے اور نیچے جھک کر چوہے میں پھونگیں مارنے لگتی ہے۔ اسی اشارہ میں دور سے مغرب کی اذان کی آواز آتی ہے۔ بابا آہستگی سے پاؤں نیچے اتار کر جوتا پہنتا ہے اور چوہے کے قریب جاتا ہے۔ اس دوران اماں یہ جملے بولتی جاتی ہے۔)

طالبان: لے میں۔ نمالے کی بیوی کے لیے تعویذ لکھا کر لائی ہوں وہ آپنی سوہرے گھر جا بیٹھا ہے یاگل۔ ہے کوئی اصل کی بات! بکے جی نے پکا تعویذ کر کے دیا ہے تسلا کر کے۔۔۔ پر

جدا انی حور سے گھر چلا گیا۔ اب تعویذ لیا کرے پھار!

غلام دین: میں انار پڑھ آؤں طالبان! آؤں چاہے ہوں گا۔

طالعان: بسم اللہ بسم اللہ! جس طرح تیری مرضی۔۔۔ جو تیری راج میں آئے۔۔۔ جو تو چاہے۔۔۔  
جو تو کرے۔۔۔

کٹ

## سین 5 آؤٹ ڈور دن

(ارشاد اپنے گھر کے پھانگ پر کھڑا ہے۔ اس کے ہاتھ میں دو ٹاک ہے جو اس نے ابھی محمد حسین سے وصول کی ہے۔ اس کے سامنے پوسٹ میں محمد حسین اپنی سائیکل تھامے کھڑا ہے۔)

محمد حسین: ارشاد میاں! جب توجہ غیر اللہ سے مبٹ کر اللہ پر مرکوز ہو جاتی ہے تو پھر بہاریں آ جاتی ہیں۔ انسان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا حال مثال "علم و دانش" "مکتب تجارت" "صنعت" "حرفہ" "رنج و غم" اور "سود و زیاں" جو کچھ بھی ہے اللہ کے لیے ہے۔ پھر وہ طلب و نیامن ہر ہر قدم پر طلب مولا کو موجود پاتا ہے۔ کھائے پئے مائے گائے روئے سوئے ٹارگٹ اس کا اللہ اور اللہ کی ذات ہوتی ہے۔ کچھ لوگ جب ناظم جمہور انسانی اور نگران حقوق انسانی اور آزادی و تکیہ انسانی کے نعرے مارنے لگتے ہیں تو مولا کی رضا اور مولا کی خوشنودی کا حقیقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ کام اچھے ہیں لیکن ٹارگٹ بدل جاتا ہے۔ منزل دوسری آ جاتی ہے۔ پھر لیواں گھومنے لگتا ہے پھوٹی۔

ارشاد: لڑکو کس طرح سے پچاؤں سرکار کہ اللہ نہ گھوے؟  
محمد حسین: شام کو بستر جھاڑنے سے پہلے نوپنی پگڑی اتارے بغیر دیوار سے لگ کر پوچھ "آج صبح کام تیری رضا کے ہوئے مولا۔۔۔ تیری خوشنودی کے؟"

ارشاد: جواب مل جائے گا سرکار؟  
محمد حسین: پوچھے گا تو ضرور ملے گا۔ پر تو نے آج تک کبھی پوچھا ہی نہیں۔ اوائے تیری شرمگ کے پاس تو اس کا تخت ہے۔ فوراً جواب ملے گا۔ جس زبان میں پوچھے گا اسی میں ملے گا۔

ارشاد: مجھے تو ابھی ستانی نہیں دیا سرکار!  
محمد حسین: لائے صبح صبح تو اختیار پڑتا ہے۔۔۔ پھر نیلی فون پر دوستوں سے بحث کرتا ہے۔۔۔ محفل میں حالات حاضرہ پر تبصرہ کرتے جاتا ہے۔۔۔ پھر واش اینڈ باریں مسالے دیکھتا ہے۔۔۔ شام کو بیٹ فون لگا کر بی بی کی آریج جرمی اور وائس آف امریکہ سنتا ہے۔۔۔



اوائے تھہ کو آواز کہہ رہے آجانی ہے۔

ارشاد: مجھے کبھی بھی آواز نہیں آنے کی سرکار؟

محمد حسین: ہمارے حضرت سائیں نور ولے فرمایا کرتے تھے۔ ”محمد حسین ہر کارے۔“ میں ہاتھ باندھ کر کہتا۔ ”جی سرکار ہے۔“ فرماتے ”جہاں مولا نہیں وہاں رولا ہے۔ جوں جوں لوگ مولا سے دور ہوتے جاتیں گے رولا بن رہتا جائے گا۔ اور ایک دن یہی شور ان کو ایسے پکڑ لے گا جس طرح حضرت مسیح کی قوم کو چیلنے پکڑ لیا تھا۔“

ارشاد: اب میرے لیے کیا ارشاد ہے سرکار؟

محمد حسین: تیرے لیے کیا ارشاد ہوتا ہے بھائی! میں نے عرض کی تھی۔۔۔ فرمایا وقت آنے پر خود ہی لگ جائے گی مہر۔

ارشاد: آپ خود ہی لگا دیجئے سرکار!

محمد حسین: تھہ پر تو بڑی مہر لگی ہے بھائی! خزانے کی۔۔۔ لاکھ کی مہر جو شام کو سرکاری خزانے پر لگی ہے۔ یہ ہمارے والی نہیں ڈلیوری کی مہر جو دن میں لاکھوں ہزاروں خطوں پر لگ جاتی ہے۔ تیری مہر بڑی ہے بھائی۔۔۔ اوائے رہتے والی!

ارشاد: یہ آپ کیا فرما رہے ہیں سرکار! میرا رتبہ اور اونچا؟

محمد حسین: (غصے سے) اوائے تیرے دربار پر تو محمد حسین ہر کارے جیسے کئی کتے دم ہلاتے آیا کریں گے اور بھنڈارے کا انتظار کیا کریں گے تھہار میں بیٹھ کر۔ جا جا۔۔۔ بس اب چلا جا اور میرا دل نہ جلا۔ زیادہ بات کی تو میں دیانی دے کر چھاتی پیٹ لوں گا کہ محمد حسین ڈاکیہ پیچھے رہ گیا۔۔۔ ماند ماند ہو گیا۔۔۔ زرد ماند ہو گیا اور کوٹ پتلون والا سب کچھ لوٹ کر لے گیا۔ جا جا۔۔۔ چلا جا۔

(ڈاکیہ اپنے پونے سے بھنگی آنکھیں پونچھتا ہوا سائیکل پر سوار دور نکل جاتا ہے۔ ارشاد سے دیکھتا رہ جاتا ہے۔

کت

## سین 6 آؤٹ ڈور شام کا وقت

(موت زرد رنگ کا لباس پہنے بسنت بہارنی ارشاد کے گھر کی طرف آ رہی ہے اور پیچھے مزے مزے کر دیکھ رہی ہے۔ وہ تھوڑی سی خوفزدہ نظر آتی ہے۔ اس



کے قریب سے ارشاد اپنی کار میں گزر رہا ہے۔ دور جا کر بریک لگاتا ہے اور پھر گاڑی ریورس کرتا اس کے قریب پہنچتا ہے۔ تھوڑی دیر گھڑکی میں سے موٹہ کے ساتھ باتیں کرتا ہے۔ پھر نکل کر باہر آتا ہے اور اس کے ساتھ مزید باتیں کرتا ہے۔ اس کے بعد اسے اپنی ساتھ والی سیٹ پر بٹھاتا ہے اور گاڑی کا رخ موڑتا ہے۔ گاڑی چلی جا رہی ہے اور دونوں کا مکالمہ سہرا پہون ہوتا ہے۔

ارشاد: ایک تو مجھے تمہاری باتیں ٹھیک سے سمجھ نہیں آتیں موٹہ۔  
 موٹہ: سر میں تو بالکل ٹھیک ٹھیک بیان دیتی ہوں۔ میں نے تو کبھی کوئی بات چھپائی ہی نہیں آپ سے۔ ادھر میری ایک خالہ رہتی ہے سران سے پیسے لینے آتی تھی۔  
 ارشاد: پیسے لینے آتی تھی؟

موٹہ: اور سرانہوں نے امی سے ادھار لیے تھے پرائیویٹ خریدنے کو لیکن آج تک واپس نہیں کیے۔

ارشاد: لیکن یوں اکیلی؟ ایسی اجازت کبھی میں؟  
 موٹہ: نہیں سر میں اکیلی تو نہیں تھی ڈرکس ڈرائیور تھا میرے ساتھ۔ لیکن وہ مجھے کچھ اچھا نہیں لگا سر۔۔۔ فضول فضول باتیں کر رہا تھا۔ میں نے جہاں وہ ٹرانسپار مر ہے ہاں سر وہاں اسے چھوڑ دیا۔

ارشاد: آئندہ کبھی آؤ تو اپنی امی کو ساتھ لے کر آیا کرو۔  
 موٹہ: سر امی میرے ساتھ آ رہی تھیں لیکن ادھر آنے کو کوئی سواری ہی نہیں ملی۔  
 ارشاد: اور وہ ڈرکس ڈرائیور جسے تم نے ٹرانسپار مر کے پاس چھوڑا تھا؟ فضول فضول باتیں کرنے والا؟

موٹہ: نہیں سر وہ تو میں نے ایسے ہی کہہ دیا تھا۔۔۔ آپ کا دل رکھنے کے لیے برا  
 ارشاد: برا! دل رکھنے کو؟

موٹہ: ادھر میں نے اس لیے کہہ دیا تھا کہ آپ کو محسوس نہ ہو کہ موٹہ اتنی دور آتی پیدل چل کر۔۔۔ مجھے تو کوئی سواری ہی نہیں ملی۔ آپ کو برا لگتا ہے ناں سر جب مجھے پیدل چلنا پڑتا ہے۔

ارشاد: نہیں کوئی ایسا خاص برا تو نہیں لگتا۔  
 موٹہ: لگتا ہے برا لگتا ہے۔ آپ ایسے ہی برا دل رکھنے کو کہہ رہے ہیں کہ نہیں لگتا۔ اور

آپ کو تو بہت ہی برا لگتا ہے۔

ارشاد: کیوں؟

مومن: آپ بڑے حساس ہیں سر اور آپ کو چھوٹی چھوٹی چیزیں خود ہی نظر آ جاتی ہیں۔ یہ کیسے پہچان جاتا ہے سر؟

ارشاد: (چکر) کیا پہچان جاتا ہے؟

مومن: کچھ نہیں سر۔ میں خود تو نہیں کہہ رہی۔۔۔ لوگ کہتے ہیں کہ سر ایک بہت بڑے بزرگ ہو گئے ہیں۔ ان کے سر کے پیچھے روشنی کا ایک ہالکا ہے زرد رنگ کا۔۔۔ بسنتی رنگ کا سر۔۔۔ جیسے یہ میرا سوٹ ہے ناں سر بالکل ویسا۔۔۔

ارشاد: اچھا دیکھو اب تک بس سناپ نہیں آ جاتا تم نے کوئی بات نہیں کر لی۔ چپ رہنا ہے۔

مومن: میں نے تو پہلے بھی کوئی بات نہیں کی سر۔۔۔ بلکہ آج تک آپ سے کوئی بات نہیں کی۔

میں تو بس دیباچے سے بول کر چلی جاتی ہوں اصل کتاب تو میں نے کھولی ہی نہیں اور کھول کے کرنا بھی کیا ہے سر اور تو اب جدہ بھی چھوڑ گیا ہے اور کوہنہ لیکن پہنچ کر ٹیٹھیس چلانے لگا ہے۔ سر اس میں غیرت نہیں ہے 'عدیل' میں سر۔ غیرت ہوتی تو مجھے اس طرح سے چھوڑ گونہ جاتا۔ میں آپ کو کبھی اصل کہانی سناؤں گی سر اپنے خاندان کی اور اپنے باپ کی۔ میرے باپ کی بڑے غیرت مند آدمی تھے سر۔۔۔

کٹ

دن

ان ڈور

سین 7

(شاید 'انٹوم' انوشے 'جاوید اور رضوان ارشاد کے دروازے کو کھول کر باہر چلتے ہیں:)

سے وہی کم ان سر؟

(ہاٹ پلیٹ پر ایک صراحی کے اندر پانی کھول رہا ہے اور ارشاد اس پانی کو اور ساتھ سناپ

دفعہ 74: دایہ کو دیکھ کر ایک کانی پر تیزی سے نوٹس لے رہا ہے۔ طالب علموں کے گرد کی طرف

دیکھتا ہوا تھم لہرا کر کہتا ہے:)

ارشاد: ٹونہ شہر انہماک ان ایڈیٹری سیکشن۔

(لا کے لڑکیاں آہستگی سے سامنے کے صوفوں کی طرف بڑھتے ہیں اور شریف بچوں کی طرح اپنی اپنی نشست پر بیٹھ جاتے ہیں۔ شاہد و گردن کھما کر سارے کمرے کا جائزہ لیتی ہے۔

جاوید ہاتھ کے اشارے سے شاہدہ اور اس کی قرین لڑکی کو بتاتا ہے کہ وہ بھی خوب ٹھانڈے ہیں۔

رضوان قرین چپائی پر سے رسالہ اٹھا کر دیکھنے لگتا ہے۔

ارشاد اس سارے سائنسی عمل کو دیکھتے ہوئے اپنے سفید اوور آل کی اوپری جیب سے کیلکولیٹر نکال کر جلدی سے کوئی حساب کتاب کرتا ہے اور پھر حاصل ضرب دیکھ کر اطمینان کا سانس لیتا ہے کہ اس کی مرضی کے مطابق ہی جواب نکلا۔ اب وہ کیلکولیٹر واپس اپنی جیب میں ڈالتا ہے 'ہاٹ پلیٹ آف' کرتا ہے 'قریب پڑے تو لکے سے ہاتھ پونچھتا ہے اور ان طالب علموں کی طرف آتا ہے۔ جو نئی ارشاد ان کے قریب پہنچتا ہے 'وہ سارے اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔)

(ہاتھ کے محبت بھرے اشارے سے) پلیز پلیز۔۔۔ پلی سیڈ اہلی سیڈ!!

سر ہم سارے آپ کے پڑوسی ہیں اور نہ کیس سے آئے ہیں۔ آ اور آپ سے ملنے کے اتنے خواہش مند ہیں سر کہ آپ اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔

آئی ایم آنز!

سر وہ آپ نے ہمارے ساتھیوں کو کیا پڑھادی ہے کہ وہ سارے کے سارے ایک وقت آپ کے عشق میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

ہی!

آجھ سٹوڈنٹ آپ کو ملے تھے سر انہر کنارے۔

انہر کنارے!

وہ جو کشتیوں میں بیٹھے تواری کر رہے تھے۔

اوپر تالی ہی ہانگ ملے تھے۔۔۔ ضرور ملے تھے۔ بڑے خوبصورت 'نہایت ذہین اور بہت ہی راست باز' تھے۔

وہ آپ کے لیے ایک کانہ بھر کر لاء ہے ہیں سر۔

کانہ بھر کر

رضوان: ان کا آد کھتا ہے مگر..... اور دو آپ کے لیے ایک کورس تیار کر کے لارہے ہیں۔  
ارشاد: میرے لیے؟ وہ کیوں؟

شاید وہ آپ کے Followers ہو گئے ہیں۔ کیا کہا تھا آپ نے ان کو؟

اور شاد: کچھ نہیں! میں نے ان سے کوئی خاص بات تو نہیں کی۔ میں میرے کر کے ٹوٹ رہا تھا تو انہوں نے مجھے روک لیا۔ اور کہنے لگے 'ہمارے درمیان زبردست اختلاف واسطے ہے سر اور ہم ہر وقت آپس میں لڑتے رہتے ہیں اور ہماری دوستیاں دشمنیوں میں بدل رہی ہیں۔ کیا آپ ہماری مدد کر سکتے ہیں؟'

الوشے: "آپ کو جانتے تھے؟"

اگر شاد: بالکل نہیں۔۔۔۔۔۔ میں ان کو جانتا تھا نہ وہ مجھے جانتے تھے۔۔۔۔۔۔ بالکل اسی طرح جیسے میں آپ لوگوں کو نہیں جانتا۔

انوشے: میرا نام انوشے ہے اور میں باغی کے فاضل ایئر میں ہوں۔

میرا نام شاید ہے سرور یہ جاوید ہیں ہم دونوں جو غلام کے سنوؤں میں۔

میں کلثوم ہوں سر۔۔۔ اپنا تھک سائیکا لونی "فائل ایئر۔

میرا ہام وضوان ہے سراء میں نے آپ کو غیر کفار سے بہت لمبی میریں کرتے دیکھا ہے۔ میں نے اپنے گھروالوں سے بھی آپ کا ذکر کیا تھا۔

ارشاد: بڑی مہربانی! شکر یہ! لیکن اس وقت تو آپ کی کلاسیں ہو رہی ہوں گی۔

دوسرے دن وہاں سے پھنکا کھا کے آگئے ہیں۔

ار شاد: (مکرا کر) دیکھو؟

آپ سے جو ملتا تھا۔ ہم کو بڑی جیسی ہو رہی تھی سرکہ آپ کو نری والوں سے (راتی بسی باتیں کر آئے اور ہم پیچھے رہ گئے۔

رہنما (فہم کر) بھی ان کا ایک مسئلہ تھا۔

ہمارے بھی تو بے شمار مسئلے ہیں۔

۱۰۔ اہم چور ہے جسے کہ ہم اپنے اختلافات سے کیسے سمجھوتہ کریں۔۔۔۔۔ کسے انہیں قسم کریں

بسم الله الرحمن الرحيم

ایسی بات پر آپ کے اوسا قہی بھی ہے، ان سے منہ کھارے والے۔ لیکن پھر وہ مان گئے۔  
 جب میں نے ان سے یہ کہا کہ میری طرف دیکھو۔۔۔ میں ایک وجود ہوں (بیت پر ہاتھ

مارتا ہے) ایک زندہ وجود اور میرے کچھ اعضاء ہیں۔۔۔ کچھ اندرونی کچھ بیرونی اور یہ سارے کے سارے ایک دوسرے سے مختلف عمل کرتے ہیں۔۔۔ ایک دوسرے سے فرق فرق کاموں میں مصروف ہیں۔۔۔ ایک دوسرے سے مواصلت رکھتے ہیں۔ کس لیے بھلا؟

شاید: اس وجود کو زندہ رکھنے کے لیے!

ارشاد: اس وجود کو صحت مند، تنومند، طاقتور اور Healthy رکھنے کے لیے! ان سارے اختلافات کا سرگز یہ وجود ہے۔ ان سارے اختلافات کا مقصد اس وجود کی بیماری، نگہداری اور پاسداری ہے۔ یہ تو ہوا میری وجود اور ایک اور بھی زندگی ہے۔ کیوں انوشے؟



انوشے: نیس سر پلانٹ لائف!

ارشاد: کیا کرتا ہے تمہارا پورا اختلاف کے اندر ہو کر؟

انوشے: اس کی جڑیں اندھیرے میں رہ کر خوراک اوپر پہنچاتی کرتی ہیں سر اور پتے روشنی سے تغذیہ حاصل کر کے پلڑ کو زندہ رکھتے ہیں۔

ارشاد: اس کے کام کا کچھ پیارا سامان بھی ہے!

انوشے: Pholo Synthesis سر!

ارشاد: اب اگر آپ لوگ میرے اعضاء بدن کو حکم دے دیں کہ اس بدن کے حصہ اپنے اختلافات بھلا کر سب ایک جیسا کام شروع کر دو تو میں تو شام سے پہلے پہلے فوت ہو جاؤں گا۔

شاید: خدا نہ کرے سر!

ارشاد: اور اگر انوشے کے پودے سے کہیں کہ بھی ایر گیر اپنی جڑوں اور پتوں کے اختلافات سنا کر ان سے ایک ہی کام لیا کرو۔۔۔ تو اگلے دن مالی فاکر کہے گا سارا پودا سوکھ گیا بی بی! اس کو کہاں پھینکیں۔

رضوان: نیکی بات آپ نے ان سے کی تھی؟

ارشاد: کیا بات میں نے ان سے کی تھی۔

جاوید: آپ نے تو یہ بھی کہا تھا کہ سائنس میں اختلاف ہوتا ہے۔۔۔ سیاست میں اختلاف ہوتا ہے۔

شاید:۔۔۔ مذہب میں اختلاف ہوتا ہے۔

ارشاد: جس قدر طاقتور اور جاندار اور صحت مند وجود ہو گا اسی قدر ان کے اندر توغیر ہو گا۔

اور یہی تنوع اور یہی فرق اس وجود کی زندگی کا ضامن ہوگا۔ Unity (ایکیت) Diversity (تنوع) میں ہوتی ہے۔۔۔ اختلاف میں ہوا کرتی ہے۔

جاوید: تو پھر بننے دیں فرقے دین میں؟

ارشاد: بننے کیا دیں بھائی بنے ہوئے ہیں۔ آپ کو بس ان کا احترام کرنا ہے۔ جس طرح میرے اس وجود کا بوجھ اٹھانے والی ٹانگیں میرے معدے کا 'میرا معدہ میرے منہ کا' میرا منہ میرے ہاتھ کا 'میرا ہاتھ میرے اعصاب کا' میرے اعصاب میرے دماغ کا احترام کرتے ہیں بالکل اسی طرح دین کے مختلف فرقے بھی اپنے اپنے اخلاقات کے باوجود ایک وجود واحد کی زحمٹ میں مصروف رہتے ہیں۔۔۔ مذہب کی زحمٹ میں۔

شاہد: فرقے بھلے ہوں بشرطیکہ ان میں ایک دوسرے کا احترام ہو۔

ارشاد: لو بھی ہم سب سے تو کلثوم سیانی نکلی۔

شاہد: میں شاہد ہوں سر کلثوم۔ ہے۔

ارشاد: اوہ آئی ایم سوری!

جاوید: تو پھر اپنی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بناتے رہیں؟

ارشاد: ضرور۔۔۔ بالضرور! لیکن دوسروں کی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کا بھی ویسا ہی احترام کریں جس قدر ایک زندہ وجود کے اندر مختلف فعل کرنے والے اعضاء بدن ایک دوسرے کا کرتے ہیں۔ اگر کل کو میری آنکھیں میرے کانوں سے کہنے لگیں 'بھئی تم کمال کے ہو' سوائے سننے کے تمہیں کچھ آتا ہی نہیں۔ اور ہر تک تو رکھ نہیں سکتے 'تمہارا کیا فائدہ؟ اور میری زبان میری آنکھوں سے کہے حد کرتی ہوئی ہو! ذرا سا بھی مزاحم کے نہیں بتا سکتیں۔ ہوا سے اڑ کر ایک ذرہ تک سرچ 'تمہارے قریب بھی آجائے تو رو کر برا حال کر لیتی ہو۔ دفع کر دے اختلاف اور میرے جیسی ہو جاؤ' میں بھی زبان تم بھی زبان بن جاؤ۔۔۔ بلکہ سارے اعضاء بدن زبان بن جاتے ہیں۔

جاوید: یہ سب تو ٹھیک ہے سر لیکن اختلاف ہے بری چیز۔

کلثوم: جاوید کا مطلب ہے سر کہ اختلاف ہوتا نہیں پاسیے۔

ارشاد: جہاں سچی ہوگی فکر ہوگا۔۔۔ تدبیر ہوگا وہاں اختلاف ضرور ہوگا۔ لیکن ہم اختلاف

کے باوجود اختلاف اور اختلاف کے ہر صفراء و طباطبائی ملنا چاہیے اور یکجہتی کی زندگی

اچھا کر سکتے ہیں بلکہ کر ہی اس طرح سکتے ہیں اختلاف رکھ کر اور کوئی طریق ممکن ہی نہیں۔

شاہدہ: (اچانک) اچھا سر کوئی ایسا فارمولا بتائیے جس سے خدا کی محبت پیدا ہو۔۔۔ روحانیت بڑھے۔

ارشاد: خدا کی محبت؟

شاہدہ: جی!

ارشاد: اپنے ہاتھ آپس میں رگڑو۔۔۔ شاپاش۔۔۔ رگڑو دونوں ہتھیلیاں۔

شاہدہ: (دونوں ہاتھ زور سے رگڑتی ہے۔)

ارشاد: کیا کوئی گرمی پیدا ہوئی؟

شاہدہ: (دونوں ہاتھ گانوں کو لگا کر) جی سر! بہت!

ارشاد: بس اسی طرح رگڑنے رگڑتے گرمی 'محبت' بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہاں کام میں لگنا ضروری ہے پوچھتے پھرنا اور کتابیں پڑھنا ضروری نہیں۔ لوگ پوچھتے ہیں 'بلکہ صرف پوچھتے ہی رہتے ہیں۔

کلمہ: دیسے سر منہ زیبانی اللہ اللہ کرنے سے کچھ فرق پڑتا ہے؟

ارشاد: کمال کرتی ہو لڑکی اکٹائی کا نام لیتے سے منہ میں پانی بھر آئے اور اللہ کا نام لینے سے دل پر کوئی اثر ہی نہ ہو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔

جاوید: سر یہ تصوف کیا چیز ہے؟

ارشاد: اپنے اخلاق سنوارنے اور بہتر انسان بننے کا نام تصوف ہے۔ درود و خلیفہ اس کا سہارا ہیں۔ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ ذکر کرنے سے سارے سر طے ہو جاتے ہیں۔ ان بے چاروں کو کسی نے سمجھایا ہی نہیں کہ معاملات اور اخلاق کی درستگی کے بغیر وظیفے کاٹ نہیں کرتے۔ پس اسی ہاتھ کی وجہ سے وہ محروم رہتے ہیں۔

رفصواں: روحانی ترقی کرنے کا آسان سا طریقہ کیا ہے؟

ارشاد: آسان سا طریقہ تو یہ ہے کہ بزرگوں کے ساتھ گئے لیٹے رہنا چاہیے۔ چاہے خود جس طرح کے بھی ہوں۔ میرا مطلب ہے بزرگانِ دین کے ساتھ نہر بڑھے ہاب کے ساتھ نہیں۔

رفصواں: بزرگ کچھ ترقی کروا سکتے ہیں سر یہ بزرگانِ دین؟

ارشاد: جہ لڑتے ہو غصہ میں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انجن تو فیصل آباد پہنچ جائے اور یوگیاں

ادھر ہی کھڑی رہ جائیں۔

کَلْثُوم: سر آپ پہلے میری ایک بات کا جواب دیں۔

شاہدہ: نہیں سر پہلے میری بات کا جواب دیں۔

ارشاد: نہیں بھئی اب کَلْثُوم کی باری ہے۔۔۔ جی!

کَلْثُوم: سر آپ یہ بتائیں کہ سود کیوں حرام ہے؟ جوئے کی کیوں منائی ہے؟ ایک بانٹک کی کس لیے اجازت نہیں؟

ارشاد: ہاں یہ قسم ہیں کَلْثُوم بی بی اور قسم کے لیے کوئی دلیل نہیں ہوتی۔

جاوید: لیکن ہم تو کسی بات کی دلیل مانے بغیر یا اس کی Logic سمجھنے بغیر اسے تسلیم نہیں کریں گے۔ ہم پڑھ لکھے لوگ ہیں۔

ارشاد: دیکھو اگر کسی کمرے میں تمہارے جیسے علوم جدیدہ کے ماہر اور اس شہر کے بڑے بڑے

دانشور جمع ہوں اور بڑے بڑے باریک فلسفیوں کی باتیں کر رہے ہوں اور ایک انجینئر ہانپتے

ہانپتے آئیں اور کہیں کہ فوراً ٹھو بھاگو بھاگو یہ بلڈنک کرنا چاہتی ہے تو سب اٹھ کر بھاگ

جائیں گے اور ایک شخص بھی دلیل یا Reason نہیں مانگے گا۔

جاوید: لیکن سر یہ تو۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ مگر۔۔۔

ارشاد: اگر ڈاکٹر کوئی دوا تجویز کر دے یا مانیٹر ورجٹ استعمال کرنا شروع کر دیں گے کہ یہ

اس علم کا ماہر ہے اور اس کے تقاضوں کو جانتا ہے لیکن اگر دین کا عالم کوئی بات کہہ

دے تو سو سو طرح کے مسئلے اور باریکیاں نکالیں گے اور مسلسل اعتراض کرتے چلے

جائیں گے۔

شاہدہ: مولویوں کی بات کیسے مان لیں مراد ان میں تو انہیں کے اختلافات ہی ختم نہیں ہوتے۔

اب کس کی مانیں اور کس کی نہ مانیں!

ارشاد: اتنی دیر میں میں تو قصہ بیان کر رہا ہوں آپ بھروسہ ہی نہ بنائیں گیں۔ دیکھئے اختلاف کہاں

نہیں اور کس میں نہیں۔ وکیل حضرات ایک ہی واقعہ میں ایک دوسرے کے خلاف

بہتے ہیں اور خوب خوب جھگڑا کرتے ہیں بلکہ ان کے جھگڑا کرنے کو اور اختلاف

کرنے کو مذہب و کفر سے مل کر دیکھا جاتا ہے جانتے ہیں۔ جھگڑا کرنے کے لیے جوشل جسم کا

فریج نہ ملتا تو کیا جاتا ہے کچھ بچوں میں۔۔۔ پھر میں ابھی کہہ رہا تھا کہ ڈاکٹروں میں

اختلاف ہوتا ہے مگر وہاں کوئی نہیں جانتا کہ کس کا طاعت کریں کس کا نہ کریں۔ ان کے

تو ان کے اختلاف ہی ختم نہیں ہوتے۔



یہ تو ہم نے کبھی سوچا ہی نہیں مر!

لیکن اس کی وجہ کیا ہے کہ ان کا جھگڑا اور اختلاف ہمیں اختلاف نہیں لگتا اور ان کا لگتا ہے بڑی شدت کے ساتھ مذہب والوں کا؟

وجہ اس کی یہ ہے۔۔۔ اپنی۔۔۔

کلتوم!

وجہ اس کی یہ ہے کلتوم بی بی کہ جو بات کسی کو کرنی ہوتی ہے اور اس کی ضرورت کبھی جاتی ہے اس میں خلاف اور تاخلاف کی پروا نہیں کی جاتی۔ دین کی چونک پروا نہیں اور اس کی قدر نہیں اس لیے حیلے بہانے تلاش کیے جاتے ہیں۔

شاید اس کی وجہ یہ ہو سرکہ جان اور مال پر تو کم زیادہ عزیز ہوتے ہیں اور لوگ ان کے۔۔۔

شاہاش کلتوم تو سوچنے والی لڑکی ہے بھئی۔ بات یہ ہے کہ جان اور مال جس قدر عزیز ہوتے ہیں اگر ایمان بھی ایسا ہی عزیز ہو تو راج کے طلاق کی فکر کی جائے اور پہلو بچانے کے لیے کسی قسم کے بہانے نہ تلاش کیے جائیں۔ (اچانک حیرانی سے اٹھ کھڑا ہوتا ہے) مجھے ایک سکنڈ معاف کرنا!

(بھاگ کر لیبارٹری کی طرف جاتا ہے۔ وہاں مائیکرو پوڈون کا سوکچ آف کرتا ہے۔) اوون کا ڈھکنا کھول کر دیکھتا ہے۔ اس میں ڈسک پر پال گھوم رہا ہے۔)

نٹ

عصر کا وقت

آؤٹ ڈور

سمین 8

(مقب میں عصر کی اذان ہو رہی ہے۔ دیہاتی سی گلی ہے۔ ایک جانب سے غلام دین ایک ٹوکرا اور دوسری طرف سے منڈی سے واپس آ رہا ہے۔ گلی کی دوسری طرف سے ایک محمد حسین سائیکل پر سوار آ رہا ہے۔ جو نئی وہ غلام دین کو دیکھتا ہے اس سائیکل سے اتر جاتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کو کراں کرتے ہیں۔ غلام دین اسے نہیں دیکھتا۔ ایک سلام کرتا ہے۔ غلام دین منہ میں کچھ پڑھتا ہوا آگے گزر جاتا ہے۔ پھر واپس آ کر ایک بھر سائیکل پر سوار ہو جاتا ہے۔)

نٹ

## سین 9 آؤٹ ڈور شام کا وقت

(مومنہ پھانگ کے پاس آتی ہے۔ کتوں کا بھونکنا سہرا پوز کیجئے۔ مومنہ پھانگ کھول کر اندر جاتی ہے۔ ساری طرف کیوتر پھیلے ہیں۔ وہ ان میں سے گزر جاتی ہے اور کیوتروں کو کچھ باجرہ بھی ڈالتی ہے۔)

کٹ

## سین 10 ان ڈور کچھ دیر بعد

(ارشاد اپنے کمرے میں بیٹھا ہے۔ اس کے سامنے دو تین کمرے پڑے ہیں جنہیں وہ صاف کر رہا ہے۔ اس کے سامنے مومنہ عدیل بیٹھی ہے۔)

مومنہ: دوسر آپ میری بات نہیں من رہے شاید!

ارشاد: پوری طرح سے من رہا ہوں مومنہ۔

مومنہ: دوسر آپ کچھ دیر کے لیے یہ کمروں کی صفائی بند نہیں کر سکتے؟

ارشاد: ضرور بند کر سکتا ہوں!

مومنہ: سواری سرجب کوئی غصہ کام کر رہا ہو تو مجھے لگتا ہے شاید وہ میری بات نہیں من رہا۔

ارشاد: (کیسرا ہاتھوں سے دکھ کر) لیجئے۔۔۔ اور فرمائیے!

مومنہ: سر وہ۔۔۔ بات اتنی ہے کہ پتہ نہیں میں کہاں سے شروع کروں۔ سر یہ بات کو شروع کرنا اتنا مشکل کیوں ہوتا ہے؟

ارشاد: بات کو ختم کرنا بھی ایسا ہی مشکل ہوتا ہے مومنہ۔

مومنہ: وہی آپ کی فیکٹری میں ہی ہے کہ الٹی کنٹرول سیکشن میں۔۔۔ چمکا ہے جی۔

ارشاد: کیا میں استعلا ہوں؟

مومنہ: کیا پتہ ملے ہوں سر یا پھر شاید آپ آپ کی امی نے بھرتی کیا ہو۔ دوسر مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔

ارشاد: عامر جیسا ہے؟

مومنہ: نہیں سر عامر سے تو اچھا ہے۔ امیر ہے مگر بڑی کو بھی ہے اس کی ڈائٹس میں چار کینال کی۔

ارشاد: ہر تو تو۔۔۔ کالو۔۔۔

- مومنہ: سر وہ۔۔۔ اسی کا خیال ہے کہ میں عدیل کے پاس چلی جاؤں۔ وہ لڑکی بھاگ گئی سر جو  
عدیل کے ساتھ گئی تھی جدہ بتائیں ناں کیا کروں میں؟
- ارشاد: تمہارا دل کیا چاہتا ہے مومنہ؟ وہ کیا گواہی دیتا ہے؟
- مومنہ: میرا دل سر؟
- ارشاد: ہاں تمہاری اپنی مرضی کیا ہے؟ تم کیا کرنا چاہتی ہو؟
- مومنہ: چھوڑیں سر میرے دل کی باتیں۔ دل کی باتیں سنوں تو پہ نہیں کیا بنے ہیرا!
- ارشاد: پر بھی کچھ تو تمہاری بھی آرزو ہوگی۔
- مومنہ: ہے جی۔۔۔ بہت بڑی خواہش ہے میری لیکن سر پوری نہیں ہو سکتی۔
- ارشاد: کیوں؟
- مومنہ: سر میری خواہش جی ایسی ہے نہ پوری ہونے والی۔ (اٹھتے ہوئے) سر تو میں اس سے  
شادی کر لوں۔۔۔ مونچھوں والے کو الٹی کٹر دل سے؟
- ارشاد: بد زبان۔۔۔ ٹھیکیں ہیں اس کی مجھے کچھ یاد آ رہا ہے۔
- مومنہ: بد لون مونچھیں سر اور گرے رنگ کی آنکھیں!
- ارشاد: اچھا ہے بہت اچھا کرالو!
- مومنہ: تھینک ہو سر۔۔۔ میں اب اسی کو ہٹاؤں گی تو وہ مانڈ نہیں کریں گی کہ سر نے اجازت دے  
دی ہے۔
- (چند قدم چلتی ہے پھر لوٹتی ہے۔)
- مومنہ: لیکن ایک بات تھی سر۔۔۔ میں شادی تو کر لوں گی اس سے لیکن ایک مشکل ہے سر۔
- ارشاد: ارشاد! میں۔۔۔ دراصل بات یہ ہے سر میں اس سے محبت نہیں کرتی۔ وہ اچھا ہے۔۔۔ بہت
- مومنہ: اچھا ہے لیکن ویسا اچھا نہیں ہے سر۔
- ارشاد: نہ مل نہیں ویسا اچھا لگتا تھا۔ مومنہ؟
- مومنہ: ہاں ہی وہ لگتا تھا۔ لیکن جب وہ لڑکی مجھ سے بیٹھیں تو سب کچھ الٹ پلٹ ہو گیا
- سر۔۔۔
- ارشاد: ایسی صورت میں تم جدے چلی جاؤ۔۔۔ اب تو وہ لڑکی بھی وہاں نہیں ہے اور تمہاری اسی  
بھی بنی چاہتی ہیں۔
- مومنہ: ہاں جی۔۔۔ یہ فیصلہ بہتر ہے۔ کم از کم اس میں اسی ترخوش ہو جائیں گی۔ کیا پتہ ان کی

دعا میں ہی لگ جائیں مجھے۔ اچھا سر خدا حافظ۔ یہی ٹھیک ہے، عدیل ہی بہتر ہے۔  
(ہٹلی جاتی ہے۔ ارشاد: کمرہ اٹھا کر صاف کرتا ہے۔ کچھ لمحوں بعد مومنہ پھر  
دروازے پر ابھرتی ہے۔)

مومنہ: دوسرے اندر آ سکتی ہوں؟ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گی۔

ارشاد: آئیے آجائیے!

مومنہ: (بیٹھ جاتی ہے) اب پھر مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ کیسے بات شروع کروں۔

ارشاد: جیسے جی چاہتا ہے شروع کر دو۔

مومنہ: دوسرے بات یہ ہے کہ آپ کی فیکٹری میں کوالٹی کنٹرول سیکشن میں ایسا کوئی آدمی  
نہیں ہے جو مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہو۔

ارشاد: تو وہ براؤن سوپھوں اور گرے آنکھوں والا؟

مومنہ: دوسرے میں تو کبھی کوالٹی کنٹرول سیکشن میں گئی ہی نہیں۔

ارشاد: تمہارا مطلب کیا ہے مومنہ؟

مومنہ: سر میں امی کو سمجھا نہیں سکتی کہ اب میں شادی نہیں کراہ چاہتی۔ اگر میں اس کوالٹی  
کنٹرول مینجر کا ذمہ کھڑا نہ کروں گی تو امی مجھے جلد بھیج دیں گی عدیل کے پاس  
نہر دیتی۔

ارشاد: نہیں نہیں نہ ایسا نہیں کریں گی۔

مومنہ: آج سے ڈیڑھ سال پہلے اور بات تھی سر ہالک اور بات۔ میں خوشی سے چلی جاتی لیکن  
اب مجھے کسی کے ساتھ نہیں رہنا سر کسی کے ساتھ نہیں۔ میں اور میری خواہش  
بڑی بچی۔ بیلیاں ہیں۔ امی ہمیں پڑا رہنے دیں ساتھ ساتھ۔ ہم دونوں کسی کو کیا تکلیف  
دے رہے ہیں۔

(مومنہ آنکھیں جھکا تی ہے۔ ایک آنسو اس کی گال پر گرتا ہے۔ ارشاد جلدی  
سے کمرہ اٹھا کر اس کی تصویر بناتا ہے۔ مومنہ حیرانی سے ارشاد کو دیکھتی ہے۔)

کٹ

نجر کا وقت

آؤٹ ڈور

سین 11

(بابا غلام دین کا صحن۔ لانا اپنی کوٹھڑی کے سامنے صف بچائے رحل پر قرآن

پاک رکھے تلاوت کر رہی ہے۔ چوبیسے دھواں اٹھ رہا ہے۔ اوپر پانی کی دھجکی ہے۔ بابا مسجد سے نماز پڑھ کر گھر میں داخل ہوتا ہے۔ اندر داخل ہو کر سیدھا کوٹھڑی میں جاتا ہے اور کھوئی سے لٹکا ہوا قرآن پاک اتارتا ہے۔ بیٹے سے لٹکا کر باہر آتا ہے۔ جو اتار کر صنف کے دوسرے کنارے پر بیٹھنے لگتا ہے تو اماں طالعیاں تلاوت ختم کر کے قرآن پاک کو بند کر رہی ہے اور اپنی جگہ سے اٹھ رہی ہے۔ بابا بڑی محبت سے قرآن پاک کو بوسہ دے کر اسے کھولتا ہے اور اپنی گود میں رکھتا ہے۔ پھر وہ جگہ نکالتا ہے جہاں اس نے نشانی کے طور پر سرکار پر رکھا ہوا ہے۔ ایک نظر پیچھے کے صفحے کو دیکھتا ہے کہ یقین ہو جائے کہ کل واقعی اس نے یہی پڑھا تھا۔ جب وہ دیکھ چلتا ہے تو صفحے کے درمیان میں آیت پر انگلی رکھ کر کہتا ہے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اور پھر ہر سطر پر انگلی پھیرتے ہوئے یہ کہتا جاتا ہے۔

غلام دین: ایہ میرے صاحب کا فرمان ہے ایسی سچ ہے۔ ایہ میرے مولا کا فرمان ہے ایسی حق ہے۔ ایہ بھی سچ ہے۔ ایہ بی حق ہے۔ ایسی حق ہے۔ ایہ میرے مالک کا فرمان ہے ایسی حق حقیقت ہے۔ ایہ میرے اللہ کا فرمان ہے ایسی سچ ہے۔ ایہ میرے سرکار کا فرمان ہے ایسی واجب ہے۔ ایسی لائق ہے۔ ایہ میرے صاحب کا فرمان ہے ایسی درست ہے۔ ایہ میرے مولا کا فرمان ہے ایسی حق حقیقت ہے۔

(پھر وہ غٹنی آواز میں تلاوت کرنے لگتا ہے۔ کمرہ اماں پر مرکوز ہوتا ہے جو گرم پانی میں چائے کی پتی ڈال کر اسے ابالادے رہی ہے۔ پھر اس میں دو دھڑال کر ابالادیتی ہے۔ اسی میں چٹنی ڈالتی ہے اور ابالادیتی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ تھوڑا سا وقت لیا جائے۔ جتنا بھی وقت پر ڈیو سر لے سکے اتنا ہی اچھا ہے۔ کمرہ پھر بابا غلام دین پر جاتا ہے جو وہی تلاوت ختم کر کے بڑی احتیاط کے ساتھ سرکار کا کچھ قرآن پاک میں رکھتا ہے۔ قرآن پاک کو احتیاط سے بند کر کے اور اسے بوسہ دے کر جزدان میں بند کر دیتا ہے۔ پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پانچ چھ مرتبہ بسم اللہ پڑھ کر اور یہی کہتا ہوا منہ پر ہاتھ بھیجتا ہے۔ قرآن پاک اتار لے جا کر کھوئی پر لٹکا دیتا ہے۔ باہر آکر چوبیسے کے پاس بیٹھتا ہے اور چائے پیانی اور باجی روٹی کا ناشتہ کرتا ہے۔ دو رکعت کی

گلیوں میں سے محمد حسین ڈاکیہ اپنی سائیکل چلاتا آتا ہے۔ محمد حسین کو جب ہم کافی دیر تک فالو کرتے ہیں تو وہ بابا غلام دین کے گھر کے محلہ میں آ جاتا ہے۔ اس سے ذرا پہلے وہ اپنی سائیکل سے اتر جاتا ہے اور اس گھر کے آگے سے یوں گزرتا ہے کہ بابا کے گھر کی طرف اس کی کمر نہ ہو۔ ڈاکیہ دور نکل جاتا ہے تو بابا غلام دین اپنی بار برداری کے رے سے کندھے پر ڈال کر گھر کے دروازے پر آتا ہے اور کہتا ہے:



غلام دین: اچھا طالیاں اللہ حافظ!

طالیاں: رب را کھا غلام دینا رب را کھا!

(بابا گھر سے باہر نکل جاتا ہے۔ لہاں گھر کا دروازہ بند کر لیتی ہے۔)

کٹ

## قسط نمبر 11

### کردار

ارشاد :	صاحب ارشاد میر و
ڈاکیہ محمد حسین :	ارشاد کا غلام
بابا غلام دین :	ارشاد کو اپنی گدی عطا کرنے والا
اماں طالعاں :	غلام دین کی پار سابی
ارشاد کی والدہ :	فیکٹریوں کو چلانے والی
عذرا :	نوجوان خوبصورت امیر عورت
کبیر :	ارشاد کا دوست

یونیورسٹی کے طلباء طالبات اور چند ضمنی کردار

# سین 1 آؤٹ ڈور دن

(ارشاد کے گھر کا بیرونی حصہ۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں پہلے ارشاد کبیر کے گرد نایچ چکا ہے۔ اس وقت ایک طرف گانے والے نوجوانوں کا پورا بینڈ برطرح سے تیار ہے۔ ان کے قریب ہی دو طالب علم بھی کھڑے ہیں جو پہلے ارشاد کے ساتھ مباحثہ کر چکے ہیں۔ بینڈ والے لڑکے تفریحاً گانے کا کمزرا بجاتے ہیں۔ ارشاد اندر سے باہر آتا ہے۔)

ارشاد: السلام علیکم ارشاد؟

شاہد: سر ہم پھر آگئے ہیں۔ آپ مائنڈ تو نہیں کریں گے؟

ارشاد: ویکم ویکم!

رضوان: دوسرے جس طرح ذراں پر نہیں ہو Holy Man کے آگے Musicians قوالی کرتے ہیں۔۔۔۔۔

کلثوم: اس رعبدان کو کچھ نہیں پتہ سر ہم چوکی بھرنے آئے ہیں۔ میرے ڈیڈی مزاروں پر جاتے ہیں۔ وہ بتایا کرتے ہیں کہ وہاں چوکی بھری جاتی ہے۔

جیل: لیکن سر یہ آپ کو کبھی نہیں بتائیں گے کہ سارا آئیڈیا میرا تھا۔

شاہد: فوٹو تو لاوا میں نے کہا تھا کہ ہم لوگ ان سے اتنا کچھ حاصل کر کے آئے ہیں اہم بھی تو کچھ کریں۔

ارشاد: (دونوں ہاتھ اٹھا کر) آہستہ آہستہ آہستہ۔ بھئی اول بات تو یہ ہے کہ میں Holy Man نہیں ہوں۔ دوسرے۔۔۔۔۔

رضوان: نہ سہی سر آپ Wise Man تو ہیں۔

ارشاد: اس کے ساتھ بھی شاید لگاوا

جیل: Sir don't be so un-securing

کلثوم: اس دن آپ نے نہیں کہا تھا جو کسر نفسی کرتا ہے اس کے نفس کو کسر لگ جاتی ہے۔ میں نے اپنی کاپی میں نوٹ کر لیا تھا سر میں ابھی آپ کو دکھاتی ہوں۔ (کاپی کے صفحہ الٹ پلٹ کرتی ہے۔)

ارشاد: اچھا اب آپ اور آپ کے ساتھی اپنے فن کا مظاہرہ کریں گے!



جیل:

نہیں سر ہم سب مل کر آپ کو Homage pay کریں گے۔  
(رضوان آگے بڑھتا ہے اور میوزک ماسٹر کی ڈیوٹی سنبھال رہا ہے۔ اس کے اشارے پر موسیقی شروع ہوتی ہے۔ سب گاتے ہیں۔)

اے بھائی سرے - - - - اے بہتاں جی  
تم اپنی مسجد کو جاؤ  
میں اپنی مسجد جاتا ہوں  
پر ساتھ چلیں گے رستے میں  
اور ورد کریں گے رستے میں  
ہم سر کو جھکا کر جائیں گے  
اور قدم چا کر جائیں گے

تم اپنی مسجد کو جاؤ  
میں اپنی مسجد جاتا ہوں  
پر ساتھ رہیں گے ہم دونوں  
اور ساتھ سریں گے ہم دونوں

اس مسجد کو کس چاہت سے  
اپنے پرکھوں نے بنایا تھا  
پھر اس کی ہری محرابوں میں  
اشکوں سے چراغ جلایا تھا

تم اپنی مسجد کو جاؤ  
میں اپنی مسجد جاتا ہوں

(اب پورا رقص شروع ہوتا ہے تو آٹھ نو گار کے لڑکیاں ایک گول دائرہ بنا لیتے ہیں۔  
اب دائرہ کے وسط پہلے دائیں اور پھر بائیں لے جاتے ہیں۔ اس دوران میں ارشاد  
نظر اس پر ہے کہ وہ لڑکیاں آتے ہیں تو اس میں وہی ورد چلیں دیکھو ہم

کیر والے سین میں تھا۔ گھٹا آہستہ آہستہ فیز آؤٹ ہوتا ہے اور وہ کی آواز اونچی ہوتی ہے اور ارشاد اسی درد پر ہاتھ اٹھا کر آنکھیں بند کر کے بڑے جذبے سے پچھتاہے۔)

کٹ

## سین 2 ان ڈور رات

(رات میں کہیں بہت آہستہ درد جاری ہے۔ ارشاد پتنگ پر سو رہا ہے۔ فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ ارشاد اٹھتا ہے اور فون اٹھاتا ہے۔)

ارشاد: ہیلو۔۔۔۔۔ ہیلو۔۔۔۔۔ کون ہے بھی؟ (کھائی پر بندھی گھڑی دیکھ کر) ایک گج رہا ہے۔۔۔۔۔ اس وقت کون ہے؟ ہیلو۔۔۔۔۔ ایس ایس۔۔۔۔۔ ایس مار تھا!

I am Irshad here. How are the boys?  
Yes, .... Yes my dear. I am a little unwell.  
At times dizzy, just dizzy .... dizzy, nothing  
to worry. I promise I will see a doctor. How  
is Ishaque? Fine. Don't tell the children. Sickness  
is a part of health. Thank you for calling. Take care.  
(فون رکھ کر اپنا سر دونوں ہاتھوں میں لیتا ہے جیسے شدید درد ہو۔ کیرا قریب جاتا ہے۔ درد اونچا ہوتا ہے۔ ارشاد اسی طرح سر پکڑے غسل خانے کی طرف جاتا ہے۔)

کٹ

## سین 3 آؤٹ ڈور دن

(اہل سٹاک کے گھر سے جو راستہ مرشد کے گھر کو جاتا ہے طالب علموں کا گروپ اسی راستے کی سڑک پر جا رہا ہے۔ اس وقت صبح کا بیڑا چھا رہا ہے۔ سب چلتے ہوئے گھر کے قریب آئے ہیں۔ گروپ میں سے دو چار لڑکے آگے ہیں جو بھگڑے کے

انداز میں ناپچے ہوئے لیز کر رہے ہیں۔ عتب میں بیٹھ پیرا پوز ہوتا ہے۔

ہم دونوں کا ہے ایک خدا  
ہم دونوں کا ہے ایک آقا  
قرآن بھی ایک رسول بھی ایک  
اور دونوں کا ہے ایک کعبہ

تم اپنی مسجد کو جاؤ  
میں اپنی مسجد جاتا ہوں  
پر ساتھ رہیں گے ہم دونوں  
اور ساتھ کریں گے ہم دونوں

صد شکر کرو ہم رنگ ہیں سب  
اور اک دو بجے کے سنگ ہیں سب  
اک آقا کل ۱۱۰ ہے  
ہم اس کے مست ملت ہیں سب

تم اپنی مسجد کو جاؤ  
میں اپنی مسجد جاتا ہوں  
پر ساتھ رہیں گے ہم دونوں  
اور ساتھ کریں گے ہم دونوں

(اس وقت یہ لوگ گانے پچے جا رہے ہیں اس لئے تھرا اسلماں کار میں آئی  
ہے۔ وہ فار روختی ہے اور ان لوگوں کے گانے کو سنتی ہے)  
سک

شام کا وقت

آؤٹ ڈور

سین 4

(میں لی وہ دھڑکی نے قہقہے طاری کر دی ہیں۔ ان سے مانعہ

ارشاد بھی سوار ہے۔ نودائیتز بھی کشتی میں موجود ہے۔ ارشاد کچھ قرآن کا گیت سن رہا ہے کچھ اس کی توجہ سورج غروب ہونے کے منظر پر ہے۔

جس وقت تمہاری مسجد سے  
آواز پانڈان کی آتی ہے  
میری ہے تاب سماعت میں  
گل رنگ چراغ جلاتی ہے  
پھر ساتھ ہماری مسجد ہے  
آواز اذان کی آتی ہے  
دونوں کی صدا کے لئے سے  
مگرمی جنت بن جاتی ہے  
تم اپنی مسجد کو جاؤ  
میں اپنی مسجد جاتا ہوں  
ڈزالو



سین 5 | رن | مسدا | دن

(اس وقت غزرا سلمان اور ارشاد لیبارٹری میں موجود ہیں۔ اس لیبارٹری میں چھوٹی 16 ایم ایم کی سکرین لگی ہوئی ہے اور ارشاد کچھ دور بیٹھا اپنی Transparencies اس سکرین پر دیکھ رہا ہے۔ جب کیمرہ کھلتا ہے تو سب سے پہلے اسی سکرین پر آتا ہے۔ اس وقت چھوٹی سکرین پر چٹائی آئس کی کچھ تصویریں آتی ہیں۔)

غزرا: مجھے عاں لگتا ہے جیسے آپ میری بات قلعی نہیں سن رہے بلکہ اچھی بات تو یہ ہے کہ آج تک کسی نے میری بات سنی ہی نہیں۔

(ارشاد جی ہند کرتا ہے۔ چھوٹی سکرین غصید ہو جاتی ہے۔)

ارشاد: آپ کو مخالف ہوا ہے۔ میں ہمیشہ آپ کی بات سنتا ہوں بڑی توجہ سے بلکہ اس پر غور بھی کرتا ہوں۔

غزرا: بھرتا ہے!

یعنی کیا؟

لوگ میری عزت کیوں نہیں کرتے؟ بلکہ اگر میں اس سوال کو ذرا پھیلا دوں تو یہ سوال کچھ ایسے ہو گا کہ مرد عورتوں کی عزت کیوں نہیں کرتے۔ مرد اس کے لیے بہت کچھ کرتا ہے لیکن دل سے اس کی عزت کبھی نہیں کرتا۔ کیوں؟ کیوں؟ کیا واقعی ہم نااہل ہیں؟ کتنے ہیں نا اہل؟ جانتے ہیں؟

آپ لوگ 'یعنی خواتین' عزت کی خواہاں ہیں کہ محبت کی؟

دونوں کی! Of Course! ہم محبت بھی چاہتی ہیں اور عزت بھی۔

فرض کیجئے کہ ان دونوں میں سے فقط ایک چیز مل سکتی ہو تو آپ کون سی منتخب کریں گی۔۔۔ عزت کہ محبت؟

ضرورت تو دونوں کی ہے۔

میں چونکہ مرد ہوں 'تو تمہارا بہت کچھ مردوں کی جانب سے آدھا پوچھا جواب دے سکتا ہوں۔ مرد نے غالباً پتھر اور دھات کے زمانے سے یہ طے کر لیا تھا کہ محبت کسی کے دل میں پیدا نہیں کی جاسکتی۔ یہ برے سے 'چھٹے سے' ہنوزی مار کر' پنے سے باندھ کر حاصل نہیں ہوتی۔ اسی لیے اس نے Second Best کو اپنے لیے منتخب کر لیا 'عزت کو۔ مرد کو عزت بڑی پیاری ہے۔

عورت بھی تو عزت چاہتی ہے۔ آپ مائیں یا نہ مائیں اسے عزت ملتی ہی نہیں۔ مرد اپنی گرو سے عزت کا سکہ قبول کر عورت کی بھولی میں ڈالتا ہی نہیں۔

دیکھئے یہ بات ذرا مشکل ہے۔ آپ کے پاس وقت ہے؟

بہت محدود وقت!

انسان کا وجود ایک تو اس کی اپنی ذات ہے اور دوسرے وہ صفات ہیں جو اس ذات کے اندر غروف ہیں۔ ذات وہ سب کچھ ہے جو نظر آتی ہے۔ رنگ روپ 'قد' 'اجود' 'عجب' 'خوب' 'کچھ' یا برائے ذات کا کمرہ ہے۔ انسان کی صفات۔۔۔ یعنی وہ کس ہنر میں یکتا ہے 'کمال' 'بہ صاحبِ کمال' ہے۔ مٹی ہے 'لیر' ہے 'لچ' 'بولتا' ہے 'غیرہ' وغیرہ۔۔۔ یہ اس کے اندر ہیں۔ بیسی ذات بول ہے 'اند' 'خوشبو' ہے۔۔۔ آپ لوگوں نے ایسی عورتوں نے ہاتھ پر محبت توجہ دے رکھی ہے۔ آپ کو خوشبو کی پروا نہیں۔

مرد تو صورت نگاہ چاہتی ہیں۔ میں بھی یہی اندہ ہوں کہ خواہ صورت نکلنے کی جہ چاہت ہے 'اور پروا یہی محبت کی

خواہش ہے۔

عذر: کمال ہے! تو کیا عورت محبت نہ چاہے؟ محبت اس کا حق ہے بھی۔

ارشاد: محبت نہ کسی مرد کا حق ہے نہ عورت کا۔۔۔۔۔ یہ تو حسن کا حق ہے اور اسے یہ حق بلا تکلف ملتا ہے۔ مرد نے اس بات کو رنڈا کر لیا ہے اس لیے وہ بے تحاشا محبت کرتا ہے لیکن محبت کے حصول کے لیے بھانکتا نہیں۔

عذر: یعنی آپ کو ہماری اس خواہش پر بھی اعتراض ہے 'محبت پانے کی مصوم خواہش پر؟

ارشاد: خرابی اس وقت شروع ہوتی ہے جب محبت ملتی نہیں۔ پھر مرد عورت کے رابطے میں رخنے پڑنے لگتے ہیں۔۔۔۔۔ تب عورت جھٹا کر کہتی ہے دیکھو لوگو! مرد میرا احترام نہیں کرتے۔۔۔۔۔ میری عزت نہیں ہو رہی۔ حالانکہ اس نے کبھی بھی احترام نہیں مانگا ہوتا ' محبت طلب ہوتی ہے۔

عذر: چلے محبت نہ ملے تو پھر کیا ہم احترام سے بھی ہاتھ دھولیں؟

(اب پھر کمرے میں اندھیرا چھا جاتا ہے اور چھوٹی سکرین پر تصویریں آنے لگی ہیں۔ ترکھان ٹریفک کا سپاہی مکاری کر رکنوں میں موٹر سائیکل 'استاد اللہ بخش کی پیشنگ 'بازی گروسر' پر 'مختلف صنعت و حرفت اور آئرس کے ماہر نظر آتے ہیں۔ ان تصویروں پر ارشاد کی آواز سہرا پوز:)

ارشاد: جس طرح مرد نے اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے لیے اور اپنا احترام کروانے کے لیے صدیوں اپنے ہاتھ سے اپنے دماغ سے اپنی روح سے ساری قوت لگا کر اور خوشیاں منج کر اپنے لیے ان گنت راستے کھولے 'لائقہ اد پر فیشن ایجاد کیے 'پھر ان میں صاحب کمال پیدا کیے۔۔۔۔۔ کیا آپ لوگوں نے ایسی کڑی محنت کا تصور کیا؟ آپ لوگ عزت و احترام ترک کر کے اپنی پوجا کرواتی ہیں۔ سودہ ہوتی رہی ہے اور ہوتی چلی جائے گی لیکن پہاڑی تاریر آرتی اتار نہیں سکتا۔ (روشنی ہو جاتی ہے)

عذر: چلیے اور کسی فیلڈ میں نہ سہی ایک پروفیشن میں تو مرد عورت کو Best نہیں کر سکا آپ مانیں گے کہ کوئی مرد ماں نہیں بن سکا۔

ارشاد: اب دیکھ لیں! عذر! جب بھی جہاں کہیں بھی کسی بھی حالت میں کسی مرد کو ماں مل جاتی ہے تو کیا وہ اس کے روبرو دست بستہ کھڑا نہیں رہتا۔۔۔۔۔ لڑتا نہیں اس کی حضوری میں۔۔۔۔۔ دل و جان سے احترام نہیں کرتا۔۔۔۔۔ چاہے وہاں اس کی اپنی نہ بھی ہو تب بھی۔

(غصے سے کھڑی ہو کر) میں جانتی ہوں آپ مجھے الجھا رہے ہیں۔۔۔ چالاکی سے گھر کے اندر دھکا دے رہے ہیں۔۔۔ چار دیواری میں محبوس کرنا چاہتے ہیں۔ As a Human being, As a person اس گھریلو پروفیشن نے عورت کی جڑ مار دی ہے۔ اسے کہیں کا نہیں رکھا۔ یہ ساری خوشامدی مرد کی Tricks ہیں عورت کو گھر میں قید کرنے کی۔۔۔ ویسے وہ عورت کی عزت کر رہی نہیں سکتا۔

(بکدم کمرے میں اندھیرا چھایا جاتا ہے۔ سکرین پر جین فوڈ کی فلم چلنے لگتی ہے۔ اس میں ورزش کرائی جا رہی ہے۔ پھر کچھ خوبصورت ماڈل گرلز کے فوڈ دکھائے جاتے ہیں۔ ساتھ ہی امریکن ایکٹریوں کی تصویریں اور ایڈریڈ میگزین کے صفحات وغیرہ۔)

دیکھ لیجئے یہ سب ذات کا نکھار ہے۔ اور آپ جانتی ہیں کہ ذات کے نکھار سے محبت کی جاتی ہے ذات کی پوجا کی جاتی ہے۔ ذات حیرت میں ڈالتی ہے 'مسموم کرتی ہے'۔ صفات ہوں تو احرام ملتا ہے 'عزت ہوتی ہے'۔ آپ دنیا بھر کی شاعری لے لیں 'ہماری غزلیں دیکھ لیں۔۔۔ سارا عشق حسن سے وابستہ ہے کسی کمال سے نہیں۔

ارشاد صاحب! میرا سوال تھا مرد اتنا کم ظرف کیوں ہے؟ وہ عورت کی عزت کیوں نہیں کرتا؟

ارشاد میں بھی اس تجزیے کے اندر الجھا ہوا ہوں کہ عورت نے اپنے اندر کی صفات پر توجہ کیوں نہ دی۔۔۔ ایسی صفات جن سے احرام ملتا جنہیں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔ آپ نے جس قدر اپنی ذات کو اور اپنے وجود کو پرکشش بنانے کی کوشش کی ہے کیا اپنی صفات کو اجاگر کرتے ہیں اتنا تردد کیا؟

غصے سے اس نے کہا کہ عورتوں کی صفات کی پروا ہی کون کرتا ہے۔ کون پوچھتا ہے کہ عورت کس درجہ صاحب کمال ہے۔ مرد کو تو صرف عورت کا سراپا Attraction کہتا ہے 'دوبہ چار دیواری' اس کو نہ سجاتی پھر سے تو اور کیا کرے؟ مرد کو عورت کے جسم کے علاوہ کیا درکار ہے؟

ارشاد اصل میں کچھ عجیب سا عجیب ہے۔ عورت محبت کی متلاشی ہے اور مرد شے سے محبت کی طلب گار ہے۔۔۔ مرد احرام اور عزت نفس کے لیے بار بار الجھتا ہے۔ دونوں اپنے اپنے اپنے سے بچنے کے طالب ہیں۔

غصے سے اس نے کہا کہ عورت کو احرام دے ہی نہیں سکتا اس کا حوصلہ ہی نہیں پڑتا۔۔۔

تغز دلے جگ نظرے کا۔ وہ عورت کی اندرونی خوبیوں کو Appreciate کر ہی نہیں  
سکتا۔ وہ جب دیکھے گا سر نہا دیکھے گا۔ صورت دیکھے گا۔ جب کوئی توجہ دینے والا ہی  
نہ ہو تو خوبیوں کو لے کر چائنا ہے۔ دفع کرو۔

ارشاد: (قدرے اپنے آپ سے) اسی طرح سے انسان .... قافی اور تاپا میدار انسان جب خدا  
سے محبت کا متعلق ہوتا ہے تو یہی مشکل درپیش ہوتی ہے۔ ذات محبت کو وجود میں لاتی  
ہے۔۔۔ اپنی طرف کھینچتی ہے۔۔۔ عشق، نکلن اور حب پیدا کرتی ہے۔ خدا کی ذات  
تک انسان کی رسائی ممکن نہیں۔ ہاں اس کی صفات، مثالوں سے یا محنتی تصور میں نہ آنے والی  
صفات کا احترام اور ان کی حمد و ثناء ہو سکتی ہے۔۔۔ لیکن محبت کرنے والا جو ذات کو آنکھ  
سے دیکھ کر محبت کرنے کا خوگر ہے وہ کیا کرے۔ (بہت ہی اپنے آپ سے) لیکن کچھ  
لوگ ضرور ہوتے ہوں گے جو اس کی ذات کو بھی جانتے ہوں گے۔  
آپ مجھے اللہ کا حوالہ دے کر ڈرائیں نہیں۔

ارشاد: خدا غواست! ہرگز نہیں۔۔۔ بالکل نہیں۔ میں ذرا نے دالوں میں سے نہیں ہوں۔ میں  
تو یہ عرض کر رہا تھا کہ اگر احترام کا راستہ اپنائیں گی تو بڑے کڑے کو سبھا گنا پڑے گا۔  
سخت محنت کر کے صاحب کمال بننا پڑے گا۔ بڑا ہی مشکل سفر ہے۔ اس کے بعد بھی  
کون جانے تھک ہار کر پھر کہیں ذات کا سہارا نہ لیتا پڑ جائے۔

ارشاد: آپ سمجھتے ہیں میں مرد کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ عورت محنت نہیں کر سکتی۔۔۔ تسالیں  
پسند ہے۔ دن رات ایک نہیں کر سکتی۔ چھوڑ دیجئے یہ تاویلیں۔ میں اپنا آپ منوانا  
چاہوں تو منوا سکتی ہوں۔ پہاڑ گرانا چاہوں تو گر سکتی ہوں۔ مراد یہ نہ سمجھے کہ اس کے  
معاشرتی، نفسیاتی قید خانوں کو توڑ نہیں سکتی۔

ارشاد: کیوں نہیں۔۔۔ کیوں نہیں۔۔۔ ضرور توڑ سکتی ہیں۔ یہ تو من چلے کا سورا ہے۔ بیگم  
صاحب! محبت یا احترام سووے دونوں ہی سچے ہیں۔ دونوں اصلی ہیں۔ جو جس کو پسند  
آئے۔۔۔ راپیں دونوں کھلی ہیں۔

کت

سین 6 آؤٹ ڈور شام کا وقت

(درمیان کے ساتھ نوجوان لڑکا اور لڑکی ہیں۔ ان کا تعلق جینڈا والے گروپ سے



ہے۔ یہ تینوں قدانی سفیدیم والے کمپلیکس میں گھوم رہے ہیں۔ پس منظر میں اس کمپلیکس کی خوبصورتی کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ اس سین میں ڈائلاگ پرامپوز ہوتے ہیں۔

ارشاد: (ہنس کر) دیکھو بھی! میں آپ لوگوں کو کامیابی کا کوئی فارمولا تو نہیں دے سکتا البتہ ناکامی کا ایک طریقہ ضرور بتا سکتا ہوں۔ آپ زندگی میں ہر شخص کو خوش کرنا شروع کر دیں۔

لڑکا: ہر شخص کو خوش کرنا شروع کر دیں سر؟  
ارشاد: جب آپ ہر شخص کو خوش کرنے کی کوشش میں مصروف ہو جائیں گے تو خود بخود ناکام ہونا شروع ہو جائیں گے۔

لڑکی: ناکام ہونا شروع ہو جائیں گے سر؟  
ارشاد: ایک بات کو یاد رکھنا بی بی اور اس کو اپنے دل کے قریب رکھ کے رکھنا کہ تم لوگوں کے غلام ہوتے ہو۔۔۔۔۔ ان کے بلا تخونہ ملازم ہوتے ہو جن کی تم تصدیق کے اور Approval کے ہر وقت خواہش مند ہوتے ہو۔ اصل میں تمہاری جنگ لوگوں کے خلاف نہیں ہوتی اپنے ذہن اور اپنی سوچ کے خلاف ہوتی ہے اور تم عمر بھر دوسروں سے لڑتے رہے ہو۔

لڑکا: ہم نے تو اپنا آپ تبدیل کر کے بھی دیکھ لیا۔۔۔۔۔

لڑکی: پھر بھی لوگوں کے منہ بند نہیں ہوئے۔  
ارشاد: ظاہر کی تبدیلی سے مسئلہ حل نہیں ہوتا بچہ! آپ اپنے بیرونی وجود کو تبدیل کر لیں لباس بدل لیں جو کیا کپڑے پہن لیں ڈانچھی رکھ لیں شہر چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے جائیں ملک تبدیل کر لیں۔۔۔۔۔ کچھ بھی نہیں ہو گا اور آپ کے ساتھ وہی واقعات پیش آتے رہیں گے جو اب تک آتے رہے ہیں۔ جب تک اندر کی تبدیلی نہیں ہوگی یہ عمل اسی طرح سے جاری رہے گا۔ دیکھو ایک ہوائی جہاز جس کا انجن خراب ہو چکا ہو اسے چنٹ کر کے اور اس کا رنگ و روغن تبدیل کر کے آپ اسے اڑا نہیں سکیں گے۔ وہ جب بھی تڑے گا اندر کی خرابی دار ہونے سے اڑے گا۔

لڑکی: ہم ایک کلب نہ مائیکس سر آپ کی سہیلہ اسی میں۔۔۔۔۔ لوگوں کا اندر تبدیل کرنے کے لیے۔۔۔۔۔ دیکھیں انساں کی کیا کلب کے لیے۔۔۔۔۔ مجھروں کی رہنمائی کے لیے؟  
ارشاد: ہر قدر کوئی شخص اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے سے محروم ہو گا اور خود کو بدلنے سے

تاجر ہوگا اسی قدر وہ دوسروں کو تبدیل کرنے پر زور دے گا۔ جس قدر وہ خود اپنے  
 اندر تبدیلی لانے سے معذور ہوگا اسی قدر وہ انسانی فلاح و بہبود کی انجمنیں بنانا چلا  
 جائے گا۔ آپ کے ارد گرد ہزاروں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے ڈوبتوں کو بچانے  
 کی سوسائٹیاں بنارکھی ہیں اور وہ خود تیرنا نہیں جانتے۔

لڑکی: چھوڑیں سر! آپ سے تو بات کرتا ہی بیکار ہے۔

ارشاد: (بہتے ہوئے محبت بھرے انداز میں) اچھا۔۔۔ اچھا! کٹ

## سین 7 ان ڈور رات

(ارشاد کسی چھوٹے ہال کے سٹیج پر کھڑا ہے اور اس کے سامنے حاضرین کرسیوں  
 پر بیٹھے ہیں۔ وہ ان کے سوالوں کے جواب دے رہا ہے۔)

لڑکی: سر لوگوں کے طعنوں کی اور تنقید کی بوچھاڑ میری طرف ہی کیوں رہتی ہے؟ میں ہی  
 کیوں ہر وقت نشانہ بنی رہتی ہوں؟ مجھ پر ہی کیوں ساری مہینیشیں ٹوٹی ہیں؟ والی ی  
 والی ی؟

ارشاد: نشانہ بننے کا اور لوگوں کے طعنوں اور تنقید کی بوچھاڑ نہ سننے کا صرف ایک ہی طریقہ  
 ہے کہ آپ خود تیرنا چھوڑ دیں۔ نارگٹ اینڈ ایرو۔۔۔ ہدف اور تیر ہمیشہ ساتھ ساتھ  
 ہوتے ہیں اور یہ ہر وقت آپ کے اندر موجود ہوتے ہیں ہمیشہ ہر گھڑی۔ جب بھی  
 آپ کسی پر تیر چلاتے ہیں یا حملہ کرتے ہیں تو ایک نارگٹ ایک نشانہ گاہ ایک ہدف  
 فٹ کر کے ایسا کرتے ہیں۔ ایک بے سمجھ اور بے انصاف آدمی ساری عمر بھی سمجھتا رہے  
 گا کہ وہ ایک نارگٹ ہے ایک نشانہ گاہ ہے اور اس پر مسلسل تیر اندازی ہو رہی ہے۔  
 لیکن جب وہ خود احتسابی کے عمل سے گزرے گا تو اسے پتہ چلے گا کہ وہ ایک نشانہ ہی  
 نہیں ایک تیر بھی ہے جو وقت بے وقت چلتا رہتا ہے اور خوب خوب زخم لگاتا ہے۔

لڑکی: سر اسلوب کار امتیاز اختیار کرنے سے کیا مٹا ہے؟ صوفی ازم سے کیا حاصل ہوتا ہے؟  
 ارشاد: صوفی ازم اختیار کرنے سے آپ کے اندر دوئی نہیں رہتی۔ آپ ٹکڑوں میں اور ٹوٹوں  
 میں تقسیم ہونے سے بچ جاتے ہیں اور Dichotomy سے نکل جاتے ہیں۔

دوسرا لڑکا: ہاٹن نے ستر فارم سے کس طرح متعلق رکھتا ہے؟

ارشاد: انا کی مقابلے بازی ختم کرنے سے۔۔۔ انگو کا کچی ٹیشن ترک کر کے۔ جب آپ دوسروں کی انا کے ساتھ ان کی انگو کے ساتھ اپنی انا اور انگو کو بھڑانا بند کر دیتے ہیں تو آپ کو باطن کے سفر کا راستہ نظر آنے لگتا ہے۔

دوسری لڑکی: معاشرے کو کس طرح سے درست کیا جاسکتا ہے؟

ارشاد: اپنے اندر عاجزی، بردباری، عظم اور برداشت کا مادہ پیدا کر کے۔۔۔ جس کے کاروبار یہ اختیار کر کے۔

تیسرا لڑکا: پھر اس زندگی میں عمل کا مقام کیا ہوا؟

ارشاد: عمل کا مقصد صرف ایک ہی ہے کہ اپنے اندر کی خامیوں اور غلط فہمیوں کو ایک ایک کر کے پکڑا جائے اور ان کا ازالہ کیا جائے۔

تیسری لڑکی: سر ہم ایک دوسرے کو دکھ کیوں پہنچاتے ہیں؟

ارشاد: اس لیے کہ ہم خوف زدہ ہوتے ہیں۔

تیسری لڑکی: ہم کیوں خوف زدہ ہوتے ہیں سر؟

ارشاد: اس لیے کہ ہم کو معلوم نہیں ہوتا کہ ہم کون ہیں۔

تیسری لڑکی: ہمیں کیوں معلوم نہیں ہوتا کہ ہم کون ہیں؟

ارشاد: اس لیے کہ ہم نے کبھی اس کی تحقیق ہی نہیں کی ہوتی۔۔۔ کبھی اس کے بارے میں سوچا ہی نہیں ہوتا۔

چوتھا لڑکا: ہم یہ ان کی پیروی کیوں کرتے ہیں سر؟

ارشاد: ہمارے اندر کچھ ایسے حصے ہوتے ہیں جو یہ بھی موجود ہیں جو یہ ان کی کواچھائی سمجھتے ہیں۔

محرم: میرا ایک مسئلہ ہے سر جس کا میں یہاں ذکر نہیں کروں گا میں اس مسئلے کو کیسے حل کروں؟

ارشاد: مسئلے سے واقفیت حاصل کر کے اس کی فہم پیدا کر کے۔

محرم: میں اپنے اندر فہم کیسے پیدا کروں سر؟

ارشاد: مسئلے کا خوف دور کر کے!

محرم: خوف کو کیسے دور کیا جاسکتا ہے سر؟

ارشاد: خوف کو اپنی طرف سے طاقت فراہم کرنا بند کرو اور خوف ختم ہو جائے گا۔

محرم: میں اپنے خوف کو خود انہی طاقت فراہم کرنا چاہوں سر؟

ارشاد: اس لیے کہ تم نے اپنی قوت اور طاقت کی قدر کرنا نہیں سیکھی۔۔۔ اسے ہر حکیم



اسے کہاں رکھ دیا تھا۔

یہ کہو۔۔۔ ہاں یہ کیوں ڈاکٹر کی ریچرٹ بھی تمہارے لیے بے معنی ہے۔

یہ تم سے کس نے کہا۔

چلو تمہارے لیے بے معنی تھی نہ ہوگی۔۔۔ تم میری تو تسلی کرویتے۔ پتہ نہیں میں نے

کیا گناہ کیا ہے۔ اس بڑھاپے میں جن تنہا تین فیکٹریاں پوتے پتہ نہیں کہاں ہیں بیٹا شہر

میں ہے اور دنوں مجھے خبر نہیں ہوتی وہ کس حال میں ہے۔۔۔۔۔ پتہ نہیں کون سی خطا

ہو گئی ہے مجھ سے۔ (رونے لگتی ہے)۔

پتھر دل! یہ حال ہو گیا ہے ماں جی کا تیرے ہاتھوں۔

(سر جھکا کر) اور کچھ؟ اور کچھ آقا؟ ابھی کتنے الزام کتنی گواہیاں کیسے سفر باقی ہیں؟ اور

کتنے؟

(آہستہ سے ماں کے کان میں) اسے کسی مائٹکی ایٹرسٹ کی ضرورت ہے ماں جی اور

وہ بھی فوراً۔ He needs help۔

کٹ

## سین 9 آؤٹ ڈور دن

(چمک دار سورج ساری اجازت جگہ کو چمکائے ہوئے ہے۔ ارشاد کار میں سفر کر رہا

ہے۔ وہ ایک جگہ دکھتا ہے۔ کار سے نکل کر باہر کھڑا ہوتا ہے اور دور ایسے دیکھتا

ہے جیسے اسے کوئی عجیب چیز نظر آ رہی ہو۔)

ڈزالو

## سین 10 آؤٹ ڈور وہی وقت

(ارشد بے غور سے سامنے دیکھتا ہے تو نظر آتا ہے کہ اجازت میں جا بجا پوکا ٹھوس

گڑی ہیں۔ یہ چوکا ٹھوس کم از کم دس ہوئی چائیس۔ ان پر مختلف قسم کی روشنیاں

چاہی ہیں۔ سطر خوب لگتا ہے۔ ارشاد نے اپنے کندھوں پر بڑی سی چادر اوڑھ

رکھی ہے جو ہوا میں نہا رہی ہے۔ وہ ایک دروازے سے گزرتا ہے تو اس پر

پھولوں کی بارش ہوتی ہے۔ دوسرے دروازے میں سے گزرتا ہے تو چانک اس پر ادھر سے مٹی گرتی ہے۔ تیسرے دروازے سے گزرنے پر ادھر سے چار پانچ کبوتر اس پر گرتے ہیں۔ اگلے دروازے سے جب وہ نکلتا ہے تو بارش پڑنے لگتی ہے۔ آگے کر دیا کی بدولت آبشار دکھائیے جس میں ارشاد داخل ہو جاتا ہے۔

ڈالو

## سین 11 آؤٹ ڈور دن

(ارشاد تھری چین سوٹ پہنے اپنے پائیں باغ میں کھڑا ہر کے قدم آدم بولے کو پیوند لگا رہا ہے۔ پیوند کی شاخ تراشی کرنے کے بعد وہ جوڑ بٹھا کر اس پر من کی رسی مضبوطی سے باندھ رہا ہے۔ دوسرے آواز سنائی دیتی ہے)

محمد حسین: (آف کیمرو) آجا آجا۔۔۔ اذن مل گیا۔۔۔ اجازت ہو گئی ارشاد احمد۔۔۔ تیری منظوری آگئی۔۔۔ (فیلڈ میں آجاتا ہے)۔

ارشاد: کیسی منظوری آگئی سر بھر؟

محمد حسین: تیری منظوری آگئی بھائی دیوانے۔۔۔ تجھے پر راجگی مل گئی۔ آجا میرے ساتھ۔۔۔ آجا آجا۔۔۔ آجا۔۔۔

ارشاد: ہمد (حیران پریشان چکا بکا ہلو سا منہ بنا کر تنک رہا ہے۔)

محمد حسین: ارے سور کو جلدی کر۔۔۔ وقت نکل گیا تو ہاتھ ملتا رہ جائے گا۔ تیرا اذن ہو گیا ہے۔۔۔ اجازت مل گئی ہے۔

ارشاد: میں سمجھا نہیں آتا!

محمد حسین: تیری قبولیت کا وقت آگیا ہے۔ تجھی آگئی ہے تیری۔

ارشاد: میری جنسی سر بھر؟

محمد حسین: اوئے اہمقا تیری ٹیلی گرام آگئی ہے۔۔۔ ٹیلیکس آگئی ہے تیری (درواقف) اوئے تیری ٹیلیکس آگئی ہے۔

ارشاد: (بیتے پر ہاتھ تھک کر بغیر بولے اشارے سے پوچھتا ہے: میری؟)

محمد حسین: اوئے تیری میری منظوری آگئی ہے اہمقا۔۔۔ بے حقد۔۔۔ جلدی کر جلدی۔

ارشاد: (بوتھا آؤ) کہہ دو حضور؟ کہاں؟ کون ہے؟ کس طرف ہے؟

محمد حسین: آجا میرے ساتھ۔۔۔۔ آجا خوش قسمت۔۔۔۔ خوش منزل۔۔۔۔ خوش نصیب۔۔۔۔ آجا میرے پیچھے پیچھے (چلتا جاتا ہے)۔ کوئی کوئی ساری عمر دھکے دھولے کھاتے رہتے ہیں اور راہ کی وصول بھی نہیں ملتی اور کسی کسی کو بیٹھے بٹھائے بارشاد بتا دیتے ہیں۔ فرمانروا دولت دل۔۔۔۔ شاہ بندہ نواز۔۔۔۔ (ہاتھ اونچا کر کے نعرے کے انداز میں) شاہ بلند نسبت۔۔۔۔ شاہ دریا گہر۔۔۔۔ شاہ حجم چاد۔۔۔۔ شاہ بندہ پرور۔۔۔۔ درویش نواز۔۔۔۔ شاہ خطا پوش تشریف لاتے ہیں۔ بالو ب بالملاحظہ ہو شیاد۔۔۔۔ شاہ بندہ پرور شاہ درویش نواز۔۔۔۔ شاہ خطا پوش تشریف لاتے ہیں۔

(محمد حسین آگے آگے ہے اور ارشاد اس کے پیچھے پیچھے تھری ہیں سوٹ پہنے سر جھکائے ڈرے ڈرے چل رہا ہے۔ ان دونوں کو دیران سڑکوں پر 'نہر کی بٹری کے کنارے' گاؤں کے جوہر کے کنارے 'درختوں کے جھنڈ میں اور پرانے کھنڈروں کے پاس سے گزرتے دکھایا جاتا ہے۔ پھر وہ گاؤں کی گلیوں میں سے ہوتے ہوئے اماں طالعالی کے گھر تک پہنچتے ہیں۔ اماں طالعالی چڑبے کے پاس بیٹھی کچھ پکار رہی ہے اور نرگام کی وجہ سے بار بار اپنی اوڑھنی سے ناک پونچھتی ہے۔ بابا غلام دین بٹری پر بیٹھا گود میں قرآن رکھے اس کی تلاوت کر رہا ہے۔ محمد حسین ہاتھ کے اشارے سے ارشاد کو دروازے کے اندر گرتا ہے اور اس کے ساتھ خود بھی گھٹن میں داخل ہوتا ہے۔ بابا غلام دین ان دونوں کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ وہ دونوں بابا کے دائیں ہاتھ درمی پر دوڑا بیٹھ جاتے ہیں۔ بابا غلام دین ذرا سا چہرہ اٹھا کر ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ ایک دونوں ہاتھ اپنے سینے پر رکھتا ہے۔ ارشاد خوف زدہ بیٹھا ہے۔ پس منظر میں کھاک کے پنڈالہ کی آواز آہستہ آہستہ بڑھتی جاتی ہے۔ بابا غلام دین ہاتھ کے اشارے سے محمد حسین کو اٹھ جانے کے لئے کہتا ہے۔ محمد حسین اپنی جگہ سے اٹھ کر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہے اور اول میں نوحہ کرتا ہے۔ جو کیفیت رونے سے پہلے چہرے پر وارد ہوتی ہے۔ 'اے کاہیسا سا اور دھندلا نقشہ محمد حسین کے چہرے پر ظاہر ہوتا ہے۔ وہ لڑے سے باہر نکل کر محمد حسین دوار کے ساتھ ایک لگا کر گلی میں بیٹھ جاتا ہے۔ محمد حسین کچھ اس انداز سے بیٹھتا ہے جیسے سب کے سامنے بیٹھے کا انداز ہوتا ہے۔

محمد۔ بابا غلام دین ہاتھ کے اشارے سے ارشاد کو اپنے قریب بلاتا ہے۔



وہ اسی طرح زمین پر بیٹھے بیٹھے آگے گھسنا ہے اور ڈر اور ان کے قریب آ جاتا ہے۔ بابا اس کا دایاں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اسے اپنے سینے سے رگڑ کر صاف کرتا ہے۔ پھر اس کی انگلی پکڑتا ہے اور قرآن کے متن پر رکھ کر فرماتا ہے:

غلام دین: پڑھو

ارشاد: (ان آیات کی تلاوت شروع کر دیتا ہے)

غلام دین: (ہاتھ کے مدغم اشارے سے ارشاد کو روکتا ہے۔ پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کی انگلی سطر پر پھیرتے ہوئے کہتا ہے: ایہ میرے صاحب کا فرمان ہے یہ سچ ہے۔

ارشاد: یہ میرے صاحب کا فرمان ہے یہ سچ ہے۔

غلام دین: یہ میرے مولا کا فرمان ہے یہ حق ہے۔

ارشاد: یہ میرے مولا کا فرمان ہے یہ حق ہے۔

غلام دین: ایہ بھی سچ ہے ایہ بھی حق ہے۔ یہی حق ہے۔

ارشاد: یہ بھی سچ ہے یہ بھی حق ہے۔۔۔ یہی حق ہے۔

غلام دین: ایہ میرے اللہ کا فرمان ہے یہی سچ ہے۔۔۔ یہی بہت ہے۔

ارشاد: یہ میرے اللہ کا فرمان ہے یہی سچ ہے۔۔۔ یہی بہت ہے۔

(غلام دین دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر تلاوت بند کر دیتا ہے اور چہرہ اٹھا کر طالعاں کی طرف دیکھتا ہے۔ وہ اپنی جگہ مٹی کے پاس سے مٹی کے کورے پیالے کو اٹھا کر آتی ہے اور بابا کے پاس رکھتی ہے۔ پیالہ پانی سے لبا بھرا ہے۔ بابا اپنے قرآن کے اندر سے گلاب کا ایک سوکھا دبا ہوا پھول نکالتا ہے۔ بابا قرآن بند کر کے اس پھول کو پانی میں ڈالتا ہے اور پیالہ اٹھا کر ارشاد کو دیتا ہے۔ ارشاد پانی پی جاتا ہے اور پیالہ اپنی گود میں رکھ لیتا ہے۔ پھر لہاں طالعاں پر اپنی بوری جیسے کپڑے میں بندھی ہوئی ایک ٹھنڈی سی لاکر بابا کو دیتی ہے۔ پیالہ ٹھنڈی ارشاد کو دے کر کہتا ہے:)

غلام دین: اس میں میرا ایک پرانا کھیل ہے اور جوتوں کی ایک پھنی پر اپنی جوڑی ہے۔ یہ ورثہ آج سے تیرا ہے۔

(بابا ہر سکتے کے رونے کی بجلی کی کوک آتی ہے۔ کٹ کر کے دکھاتے ہیں کہ محمد حسین نے رونے کے لئے آواز نکالی تھی لیکن خوف اور اس پر قابو پانے کی کوشش میں یہ کوک برآمد ہوئی۔ محمد حسین کو آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہیں۔ اندر در شد ٹھنڈی کو چوم کر اپنی گود میں رکھتا ہے۔)



غلام دین: اس میں ایک پتھر بھی ہے جو حرص و ہوس کے ستانے پر تیری مدد کرے گا۔  
 ارشاد: (اثبات میں سر ہلاتا ہے۔)

(بابادلوں ہاتھ اٹھا کر جانے کا اذن دیتا ہے۔ ارشاد بامیں بغل میں گٹھڑی اور دائیں ہاتھ میں خالی پیالہ اور اس میں پھول لے کر اٹھتے قدموں سے دروازے کی طرف چلتا ہے۔ بابا پھر اپنی تلاوت میں مشغول ہوتا ہے۔ ارشاد دروازے سے باہر نکلتا ہے تو ڈاکیہ ایک دم اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ دونوں ہاتھ آگے بڑھا کر کہتا ہے:)

محمد حسین: یہ مجھے دے دیجئے سرکار!

ارشاد: یہ آپ کیا فرما رہے ہیں حضرت!

محمد حسین: اپنے اپنے مقدر کی بات ہے مخدوم! تیرے سر پر تاج ہے تو سلطان ہے فرمانروا ہے۔۔۔۔ محمد حسین ڈاکیہ تیرا بردار ہے خادم ہے۔۔۔۔ تیرا داس ہے۔

ارشاد: یہ آپ کیا فرما رہے ہیں حضرت!

محمد حسین: (چیتے ہوئے اور دونوں چیزیں اس سے بزور لیتے ہوئے) میں ٹھیک عرض کر رہا ہوں میرے شاہ۔۔۔۔ میرے والیا۔۔۔۔ میرے مخدوم! تو ہی شاہنازدار ہے۔ تجھی کو الابرار منظم بتلایا گیا ہے۔

(پھول والا پیالہ سر پر رکھ کر اور اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ کر اور گٹھڑی بامیں کٹھن سے پر رکھ کر اپنے صاحب ارشاد کے پیچھے پیچھے چلتے لگتا ہے۔ ان دونوں کو انکی راستوں پر چلتے دکھایا جاتا ہے جن پر چل کر وہ آئے تھے لیکن فرق یہ ہے کہ انی مرتبہ ارشاد آگے آگے ہے اور محمد حسین پیچھے۔ ان پر محمد حسین کے وہی نعرے پرامبور ہوتے ہیں۔ ان آوازوں میں ایکو اور Reverberation ہے۔  
 دونوں لائق شامت میں چلتے جا رہے ہیں۔)

## قسط نمبر 12

## کردار

صفحہ ۱۲

- ارشاد : ہیرو۔ بہت پیار ہے
- مومنہ : ہیروئن
- ارشاد کی والدہ : ماں جی۔ دکھوں کی سرحد سے آگے نکل چکی ہے
- ڈاکیہ محمد حسین : ارشاد کا مرید
- سراج : دنیا دار۔ متنبہ بذب
- پروفیسر عائشہ : مومنہ کی والدہ
- نور محمد : توکل کرنے والا ٹھیکیدار
- اماں طالعاں : بابا غلام دین کی سادہ لوح بیوی
- لیب اسٹنٹ : ایک لوجوان ڈاکٹر
- اور پانچ ملاقاتی

## سین 1 ان ڈور رات

(مومنہ جائے نماز پر جنبی ہے اور سو جانا چاہتی ہے۔ دو اپنی اہی کی بات غور سے سن بھی نہیں رہی۔ کبھی جوش کے ساتھ شمولیت کرتی ہے اور کبھی ان مانے جی سے۔ پروفیسر فی صاحبہ اپنے مافن کانے میں مشغول ہیں۔ ساتھ ساتھ وہ مومنہ کو سخت گیر ماں کی طرح دباؤ پھنے کی کوشش بھی کر رہی ہے۔)

مائش: تو میری بات ہی نہیں سنتی مومنہ۔

مومنہ: سن رہی ہوں امی۔ غور سے سن رہی ہوں۔

مائش: شادی کے بغیر عورت کا کوئی فوجہ ہے؟

مومنہ: ہاں جی 'وہ تو ہے۔

مائش: تیری مری لڑکیوں کے آگے پیچھے بچے چھنے ہوتے ہیں۔ وہ ان کی سکول رپورٹوں کے پیچھے دیوانی ہوئی پھرتی ہیں۔ اور تو ہے کہ بس ڈانگ کی ڈانگ 'نہ کوئی پنڈ نہ پھل نہ پھل۔

مومنہ: مجھے کسی اور بات اتنے دیوانہ بنا رکھا ہے امی۔

مائش: کسی بات سے؟

مومنہ: (گھبرا کر) وہ امی جی میری ریسرچ میں مشکل پیدا ہو گئی ہے۔ ڈیٹا جو Data جمع کرتی رہی ہے وہ تم ہو گیا سارا۔

مائش: یہ وقوف کبھی ریسرچ کے سہارے بھی عورت کی عمر کئی ہے۔ میں نے ساری عمر سرویس کی لیکن ایک حیرا سہارا نہ ہوتا تو میں کبھی کی سرکھپ جاتی۔

مومنہ: امی! بچے سارے غلام ہو رہے ہیں؟ کیا؟ ساری تنہائیاں سمیٹ لیتا ہے؟

مائش: امی تو تھیں ہے جو عورت کے ویسے میں جلتا ہے۔ تو اللہ کا نام لے کر بدل کے پاس چلی جا مومنہ۔۔۔ چلی جا۔۔۔ خدا کے لیے اتنا سوچ کہ وہ رادو بدل لے۔۔۔ مردوں کے سروے کا بھی تیرا اعتبار!

مومنہ: پورا امرامی میں سے ان میں کوئی اور ہو۔۔۔ خدا کی طرح؟

مائش: جی ہاں میں کوئی ہو۔

مومنہ: (گھبرا کر) پھر کوئی ہو سکتا ہے لیکن امی اگر امر باغرض۔۔۔ میں ہاں اگر سال ڈیڑھ

سال سے کوئی اور بس کیا ہو دل کا خالی مکان دیکھ کر۔۔۔ پھر امی۔۔۔ اس کا کیا کروں گی عدیل کے پاس جا کر؟

عائشہ: دل کا بھر دے نہیں کرتے پاگل۔ کبھی اس نے بھی سیدھی راہ دکھائی ہے۔ اس کم بخت نے بھی کبھی بہتری چاہی ہے انسان کی۔

مومنہ: لیکن امی سر تو کہتے تھے کہ۔۔۔ کہ قلب کے فیصلے درست ہوتے ہیں ہارٹ کے۔

عائشہ: بھائی وہ اور مقام کے آدمی ہیں۔ ان کے لیے قلب کے فیصلے درست ہو سکتے ہیں۔۔۔۔۔ حیرا میرا کام تو عقل ہی چلائے گی عیاری مکاری ہے۔

مومنہ: تو میں چلی جاؤں عدیل کے پاس امی ساری کی ساری۔۔۔ کہ آدمی پونی؟

عائشہ: پتہ نہیں تجھے کیا ہے مومنہ! عدیل کے پاس تو نے کیا جانا ہے تجھ سے تو اتنا بھی نہ ہو سکا کہ اپنے سر کو ہی دیکھ آتی۔ کئی دن سے بستر پر پڑے ہیں۔

مومنہ: بستر پر پڑے ہیں! بیمار ہیں ہمارے سر امی! ہمارے سر!! سر ارشاد!! کیا ہوا ہے انہیں؟

(جلدی سے سلیپر پہنتی ہے اور دروازے کی طرف بھاگ کر جاتی ہے۔)

عائشہ: کہاں جا رہی ہے تو مومنہ؟ پتہ ہے رات کے گیارہ بجے ہیں اٹنی کھوپڑی!

(دروازے کے پاس پہنچ کر ایک دم مومنہ رکتی ہے جیسے سمجھ گئی ہو کہ اس وقت

ماں باہر جانے نہیں دے گی۔ دروازے کے قریبی سوئچ بورڈ پر ہاتھ بڑھا کر بٹن

دباتی ہے۔ کمرے میں اندھیرا پھیلتا ہے۔ پھر دروازے کی چٹنی لگاتی ہے۔ اس

دوران اس کی آنکھوں سے آنسو گرتے ہیں اور گیمرو اس کے چہرے کو لٹکھڑ

اپ میں ٹرینہ کر رہے۔)

مومنہ: کہیں نہیں امی! میں کہاں جا سکتی ہوں۔ میں تو صرف دروازہ بند کرنے کے لیے اٹھی

تھی۔ میں بھلا کہاں جا سکتی ہوں۔۔۔۔۔ کس کے پاس!

عائشہ: میں ناخن کاٹ رہی ہوں پکڑ کے بتی بھاری۔

مومنہ: گیارہ بج گئے ہیں امی۔۔۔۔۔ آپ فکر نہ کریں میں عدیل کے پاس چلی جاؤں گی۔۔۔۔۔ بس

کچھ مہلت دے دیں مجھے۔

(مومنہ چپ دروازے میں کھڑی ہے۔ جھری میں سے چھوٹی سی لکیر بھر

روشنی اس کے چہرے پر گرتی ہے جس میں اس کے آنسو چمکتے ہیں۔ مومنہ کی

آواز میں انہماک تحت الفظ پھرا میوز کر رہی)

میں نے چاہا آنسوؤں کی بارش سے  
 دل کا صحن دھل جائے  
 ایک در تو کھل جائے  
 تیرگی سٹ جائے  
 روشنی ہی ہو جائے  
 میں نے دھویا دل کے  
 آنسوؤں میں جل جل کے  
 پر مرے گھروندے کی  
 سلی سلی اینٹوں سے  
 تیرے ہی باس چنی ہے  
 کھڑکیوں کے پردوں سے  
 تیری مہک آتی ہے  
 جھلکتی جاتی ہے، مستلکاتی جاتی ہے  
 اپنے فائدہ دل کو  
 نیسے مانجھے سے مانجھوں  
 کون سے ڈیزجٹ سے  
 آنکھائی کو کھڑچوں  
 چکر صحن خانے کا  
 سارا فرش دھل جائے  
 ماضی تنہائی  
 حال میں کے کھل جائے۔  
 (اس نظم کے چھپے آواز کے ساتھ ہکا بکا ٹیڈ بھی نکلتا کرتا ہے۔)  
 کت

صبح کا وقت

ان ڈور

سمن 2

دارمہ چمک رہا ہے۔ کہنی کے ہاں الفت ہے۔ چائے کی نیالی سانہ تپالی پر  
 دھری ہے۔ اسے اٹھا کر لکھن سے چمکے ہیں پین نہیں لہاؤں دھری ہے



ساتھ نہیں رہا۔۔۔ لیکن کوئی ماں کبھی مانی ہے کہ اولاد سے اس کا ساتھ چھوٹ گیا ہے؟  
(محبت سے ارشاد کا ہاتھ پکڑتی ہے)۔

کم از کم تو ہی ماں جلاں۔۔۔ میری خاطر! ارشاد :  
"جیسے" تجھے کیا پتا ارشاد ماما کتنی اندھ سی دیکھی، حق اور کس قدر بے انصاف ہوتی ہے۔  
ماں :  
کٹ

### سین 3 آؤٹ ڈور دن

(مومنہ کار چلا رہی ہے۔ کھیلی سیٹ پر تکیہ لگائے ارشاد نیم دراز ہے۔ مکالے  
پہرا پہن ہوتے ہیں۔)

تم کیوں مجھے لئے لئے پھرنا چاہتی ہو مومنہ؟ ارشاد :  
اپنی عادت کی وجہ سے سراسر انجمن میں مجھے بھیک، ہاتھ کا بہت شوق تھا۔ ہم بسبب بھی گھر  
مومنہ : گھر کھلیاتی تھیں تو میں بیٹھ فقیہ فی بن جاتی تھی۔ میری سہیلیاں بیٹی کیسے تھیں سر۔"  
کبھی باسی پھولوں کے پتے تک میری جھولی میں نہ ڈالتی تھیں۔

اور اب تم کیا مانگنا چاہتی ہو؟ ارشاد :  
اب سر! اب آپ کی محبت۔۔۔ آپ کی خوشی۔۔۔ آپ کی بسی عمر۔۔۔ فقیر فی اور کیا  
مومنہ : مانگ سکتی ہے سر!

(آنکھیں بند کر کے غصہ کے ساتھ) میں بھی حیران تھا کہ وہ کون ہے جو میری  
ارشاد : خواہش کے خلاف عمل کر رہا ہے۔۔۔ جو مجھے آگے جانے سے روک رہا ہے۔۔۔ اپنے  
دونوں ہاتھ پھیلا کر سامنے کھڑا ہے۔

(دونوں بڑی ذمہ داری کے ساتھ چپ ہو جاتے ہیں۔ کار چلتی رہتی ہے۔  
پھر کسی ٹیک کے آگے جا کر کار رکھتی ہے۔ مومنہ بھاگ کر اندر جاتی ہے۔  
تھکے ہوئے ہوئے ہے۔)

کٹ

### سین 4 آؤٹ ڈور دن

(مظہر مہیں میری درگاہ کے چہرے پر مومنہ مجازہ پھیر رہی ہے۔ پھر ")

میٹر حیاں صاف کرتی ہے۔ آخری میٹر می پر بیٹھ کر اوپر دیکھتی ہے اور جیسے دل ہی دل میں ارشاد کے لئے دعا مانگ رہی ہو۔ نہ تو وہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتی ہے اور نہ بڑبڑانے کے انداز میں کچھ پڑھتی ہے، بس اس کی آنکھوں اور چہرے کا انداز ہی اس کی مرضی کو ظاہر کرتا ہے۔

کٹ

## سین 5 آؤٹ ڈور دن

(داتا کے دربار میں جہاں جوتیاں پکڑتے ہیں 'مومنہ' اپنی جوتیاں اتار کر دیتی ہے۔ اس وقت ایک عورت نیاز کے چاول لے کر آتی ہے اور مومنہ کو جھولی پہانے کو کہتی ہے۔ مومنہ اپنا خوبصورت روپ آگے پھیلاتی ہے۔ دوسری عورت اس میں چاول ڈالتی ہے۔)

ڈالو

## سین 6 آؤٹ ڈور دن

(پچھلے سین سے ڈالو کر کے دکھاتے ہیں دربار شاد ابوالمعالی 'درگاہ حضرت میراں زنجانی' ڈالو دربار۔ ان تینوں سینوں کے پیچھے پیرا پوز کریں:)

"مشتق دی نویں نویں بہار"

کٹ

## سین 7 ان ڈور / آؤٹ ڈور دن

(ایک میڈیکل لیب۔ کیمرو۔ ہماری مشینوں اور کام کرنے والے لوگوں کو رہنمائی کرتا ہے۔ لیب اسسٹنٹ روشنی میں ایکسکریٹ لگا کر دیکھ رہا ہے۔ قریب پریشان حال مومنہ کھڑی ہے۔ ڈاکٹر دیکھنے کے بعد ایکسکریٹ ایک بڑے لفافے میں لپیٹ کر مومنہ کو دیتا ہے۔)



مومنہ: اکثر صاحب اس میں کیا ہے سر؟ کون سی بیماری نظر آتی ہے آپ کو؟۔۔۔ کیا خرابی ہے؟

اسٹنٹ (الگ الگ لفافے دیتا ہے) یہ آپ کے سر کا انکسیرے ہے۔ یہ ان کے انزاساؤنڈ کا پرنٹ ہے اور یہ ان کالکی کی جاتی ہے۔

مومنہ: (ڈر کر) یہ سب تو ٹھیک ہے سر، لیکن میں پوچھ رہی ہوں کہ سر کو کیا بیماری ہے۔۔۔۔۔ ان کی Sickness کس قسم کی ہے۔۔۔۔۔ اور انکرا نبھوں نے۔۔۔۔۔

اسٹنٹ: دیکھیں بی بی! تشخیص کرنا ہمارا کام نہیں۔ ان کے ڈاکٹر نے جس جس شٹ کی رپورٹ چاہی تھی وہ ہم نے تیار کر دی ہے۔ وہ کچھ اور پوچھنا چاہیں انہم وہ بھی تیار کر دیں۔ بلڈ کلچر پر ابھی تین دن اور لگیں گے۔

مومنہ: میرا مطلب ہے سر۔۔۔ کہ کوئی خطرے والی بات تو نہیں۔ کوئی سیرمیں قسم کی بیماری تو نہیں۔۔۔۔۔ ایسی بیماری سر۔۔۔۔۔ جس کا نام نہیں لیا کرتے۔

اسٹنٹ: میں سمجھ کہہ نہیں سکتا بی بی! یہ ساری تفصیلات تو ان کے ڈاکٹر سے پوچھیں۔ لیکن میرے خیال میں کچھ اچھا نہیں ہے۔ (اندر کو جاتا ہے اور دروازہ بند کرتا ہے)۔

مومنہ: (ترپ کر پیچھے جاتے ہوئے) کیا اچھا نہیں ہے ڈاکٹر صاحب؟ کیوں اچھا نہیں ہے؟۔۔۔۔۔ ایک منٹ میری بات تو سنئے۔۔۔۔۔ مجھے بتائیے تو کسی سر کہ کیا اچھا نہیں ہے۔

(دروازہ کو دھکیل کر دیکھتی ہے لیکن دروازہ اندر سے بند ہے۔ ہاتھوں میں لفافے لئے پاس و حرامان کی تصویر بنے لیبارٹری سے نکلتی ہے اور آہستہ آہستہ میز میاں اترنے لگتی ہے۔ باہر کار تک آتی ہے جس کی پچھلی نشست پر ارشاد انیم دراز ہے اور قدرے تلخف میں ہے۔ مومنہ رپورٹوں کے لفافے سامنے کی سیٹ پر رکھتی ہے اور خود ذرا سوجھنے کو بیٹھتی ہے۔ کسی بات کے بغیر کار سٹارٹ ہوتی ہے اور معروف سڑکوں سے گزرتی ہوئی نہر کے کنارے آ جاتی ہے۔ اس دوران مومنہ گردن کھمٹے بغیر مورتی کی طرح سیدھی بیٹھی پوچھتی ہے:)

مومنہ: آپ کو کیا بیماری ہے سر؟

(مجھ سب پا کر:)

مجھ نے پوچھا تھا سر آپ کو کیا بیماری ہے؟

مومنہ: مجھے۔۔۔۔۔ مجھے کیا بیماری ہے؟

مومنہ: جی سر!

ارشاد: میرا یہ جسم ہی بیماری ہے مومنہ۔۔۔ یہ وجوہی آزار ہے۔ جب یہ ختم ہو جائے گا تباہ ہو جائے گا تو یہ بیماری بھی جاتی رہے گی۔ جب تک سارا گھڑا کھل نہیں جاتا بیماری ساتھ رہے گی۔

(مومنہ کوئی جواب نہیں دیتی اور اسی طرح بیٹھی رہتی ہے۔ کلوز اپ میں اس کی آنکھوں سے دو آنسو نکلتے ہیں جو گالوں سے پھسل کر نیچے کوڑھلک جاتے ہیں۔)

کت

## سین 8 ان ڈور شام کا وقت

(سراج ایک بڑا سا مٹھائی کا ٹوکرا اٹھائے کمرے میں آتا ہے اور اسے بڑی توجہ سے قائلین پر رکھتا ہے۔ پھر اسے لگتا ہے کہ یہ کافی نمایاں نہیں ہوا۔ پھر اسے اٹھا کر ایک کٹن پر رکھتا ہے۔ اس وقت ارشاد داخل ہوتا ہے۔ اس کے جسم پر ہلکا سا دوشالہ ہے۔ وہ بیمار ہے لیکن سراج پر ظاہر نہیں کرتا کہ وہ کس قدر تکلیف میں ہے۔)

سراج: سلام علیکم سرکہ! حضور انور!!

ارشاد: وعلیکم وعلیکم! بسم اللہ! بیٹھے بیٹھے میرے آنے پر کھڑے نہ ہوا کریں چلیز۔

سراج: لیجئے سر میرا توحی چاہتا ہے آپ کی حضوری میں ہمیشہ کھڑا ہوں 'سر وقت' (دونوں بیٹھ جاتے ہیں)

ارشاد: نہ ہے نصیب آپ آئے۔۔۔ ایک بات کہوں۔۔۔ آپ کی اجازت سے؟

سراج: کہتے حضور۔۔۔ سو باتیں کہئے۔۔۔ لاکھ کہئے۔ (نوبی اتار کر 'پھر بعد میں پہنتے ہوئے') آپ سو جوتے مارچے 'سر حاضر ہے' آپ ہی کی تو مہاری برکت ہے۔

ارشاد: بات اتنی سی ہے کہ ہم مشرقی لوگوں میں مروت بہت ہوتی ہے۔ یہی مروت۔۔۔

سراج: (ہات کات کر) نہ سرکہ نہ۔۔۔ اگر آپ کا خیال ہے کہ میں یہاں مروت کی وجہ سے آیا ہوں تو آپ جان لیں انکی کوئی بات نہیں۔ میرے ساتھ تو مسٹر کے کا مجوزہ ہو گیا سر۔۔۔ زندگی بدل گئی۔ یہاں سے میں ناراض نکلتا ہوں سرکہ 'تو کرم ہو گیا۔۔۔ فضل ہو گیا۔۔۔' پس آپ کی نظر کا کرشمہ ہوا سرکہ۔۔۔ آپ کا وہ کام آیا میرے۔

ارشاد: میری پانی ہے خدا کی!

سراج: کس لئے مہربانی کی خدا نے؟ میں اس چوکھٹ سے نکلا تھا۔ کتوں والی سرکار! اللہ نے مجھے اس لئے نہیں دیا کہ میرے اٹال پتھر ایسے تھے جس چھپر اس لئے پھٹ گیا کہ اس جگہ سے لوٹ رہا تھا۔۔۔ اس مقام سے!

ارشاد: آپ اللہ کی مہربانی کا کرینٹ مجھے دے رہے ہیں۔

سراج: اور کس کو دوں سر؟ سرکار! آٹھ سال سے بیٹی گھر میں بیٹھی تھی ایم اے کر کے۔۔۔

ایکوں میں رشتہ ملا نہیں تھا پر اسے کیوں پوچھتے۔۔۔ اس در سے اٹھا۔۔۔ گھر پہنچا مائی باپ تو گھر کے آگے چار کاریں کھڑی تھیں۔۔۔ بیٹی کا رشتہ پوچھنے آئے تھے۔

ارشاد: تو ہو گیا رشتہ؟

سراج: سارے کام ہو گئے سر! سارے۔ ان کی بیٹی میرے بیٹی کے سسرال والوں کی ریڈی میڈ

کپڑوں کی فیکٹری ہے۔ سارا اہل امریکہ جاتا ہے۔

ارشاد: چلنے رزق کی طرف سے چھٹی ہوئی۔

سراج: جیسا بھگوا دیاتی ہن لوگوں نے لندن۔۔۔ میری بیوی جج کرنے گئی ہے بیٹی کی ساس کے

ساتھ۔۔۔ لہر بہر ہو گئی سر۔۔۔ کچے کوٹھے کچے ہو گئے۔۔۔ سر بیٹن گھر کے چلنے

لگے۔۔۔ بچہ بڑھنے لگے۔۔۔ اور تو اور مجھے اب راتوں کو نیند آنے لگی ہے۔

(اٹھ کر مشائی پیش کرتا ہے۔ ارشاد تھوڑی سی مشائی نکال کر کھاتا ہے۔)

ارشاد: چلے آپ کے گھر سکھائی بارش ہوئی۔ مبارک ہو!

سراج: اب ایک عرض تھی سرکار۔۔۔ مھوئی سی مھوئی سی!

ارشاد: فرمائیے؟

سراج: آپ اپنے کتوں کے ساتھ مجھے بھی چار پائی ڈال لینے دیجئے۔۔۔ دوی کے کتے کو!

ارشاد: (جس کر) یہاں رہ کر آپ کیا کریں گے سراج صاحب؟

سراج: آپ کی خدمت۔۔۔ آتے جانے والوں کی سیوا۔۔۔ دراصل مجھے ذیروں کا ماحول بہت

پسند ہے۔ میرا یقین ہے کہ مجھے یہاں سے سب کچھ مل جائے گا۔

سراج: صاحب! آپ کو یقین ہے کہ جو کچھ آپ کو ملا میں نے دلایا؟

سراج: سلیف یقین ہے سر! ایم نے تو گھر بھی بدل لیا سرکار۔ شادمان میں مھوئی سی کو خفیہ مالی

سبب اگر آپ قدم رنجہ فرمائیں تو۔۔۔ تو حضور میں بہت سی خوش نصیب کھوں گا

اپنے آپ کو تیلیں زور نہیں سہارا۔

ارشاد: اب تم سب سراج صاحب۔۔۔ جو کچھ کسی کے پاس ہوتا ہے وہی تقسیم کر سکتا ہے۔ جس

کے پاس دولت ہو، وہ غنی ہو سکتا ہے۔ خوش آدمی خوشی تقسیم کر سکتا ہے۔ جس فقیر کے پاس دنیا ہوتی ہے، وہ دنیا ہاتھ پکڑتا ہے۔ جس کے پاس تقویٰ ہوگا وہی مہرِ شکر جھولی میں ڈالے گا۔

سراج: تو آپ دیں ناں مجھے اپنے خزانے سے۔۔۔ بتائیں اپنا خلیقہ۔۔۔ لگائیں اپنے خزانے کی مہر مجھ پر۔

ارشاد: دراصل سراج صاحب 'میں مہر لگانے والوں میں سے نہیں ہوں۔ کوئی اور حکم کریں جو میرے بس کا ہو۔

سراج: ایک عرض تھی جی چھوٹی سی۔۔۔ بالکل چھوٹی سی!

ارشاد: ارشاد!

(دروازے پر دستک ہوتی ہے۔ مائی طالعاں کی آواز آتی ہے:)

مائی طالعاں: کپ چپ نہ بیٹھا، کچھ غریبوں کی فکر بھی کر آکر۔

ارشاد: ابھی آیا سراج صاحب ابھی۔

سراج: بسم اللہ، بسم اللہ!

(کھڑا ہوتا ہے۔ ارشاد باہر جاتا ہے اور ایسی جھمر بھری لیتا ہے جیسے لرزہ طاری ہو۔)

ذنداد

سین 9 آؤٹ ڈور کچھ دیر بعد

(بالکل پچھلے سین کی مانند ارشاد جھولے پر بیٹھا ہے۔ اس کے پاس میز پر پانی کے گلاس میں پین ہے۔ وہ غور سے مائی کو دیکھ رہا ہے۔ مائی طالعاں فرش پر ٹیلی ہے۔)

طالعاں: تین دن تو مجھے پہلے یہ تا۔۔۔ کہ تیرے کتے ہیں کہاں؟ بھونکتے تو انت کا ہیں پر کل نہیں کھاتے۔

ارشاد: یہاں تو میں لی لی، میں کو نظر آتے ہیں ان پر بھونکتے نہیں۔۔۔ اور جن پر بھونکتے ہیں انہیں نظر نہیں آتے۔

طالعاں: دی۔۔۔ اچھا، وہ ہے تو۔۔۔ یہی ہے۔۔۔ جینا کل شام آئی آئے۔ آکر باپ کے پاؤں

پہرے معافی مانگی۔ غلام دین نے سینے سے لگایا دونوں کو۔

ارشاد: (نظریں ادب سے جھکا کر) ہاں جی! دو سینے سے لگا سکتے ہیں۔ وہ سب کو سینے سے لگا لینے ہیں۔

طالبان: لے چیرا میرے پاس نیم تھوڑا ہے تو شہابی کر کے مجھے ایک تعویذ لکھ دے۔

ارشاد: میں آپ کو تعویذ لکھ دوں؟ آپ کو؟

طالبان: لے تو اور کیا۔۔۔ میری بھینس نے کچی دی تھی۔ کچی خدا کا کرنا مر تھی۔ اب بھینس لکے

دیکھ ہو گئی ہے۔ صبح مل جائے تو شام تاغہ شام کو دو دو دے دے تو دو بے دن تانے۔

ارشاد: لیکن بی بی! میں آپ کو کیسے تعویذ دوں۔۔۔ میری کیا ہستی ہے!

طالبان: لے بھنا تیرے غلاموں کو کون تعویذ دے سکتا ہے چیرا۔

ارشاد: وہ تھی اوہ سرکار غلام دین صاحب۔۔۔ ان جیسا رہ کس کا ہے۔ دو تو سارے قل کے بادشاہ

ہیں۔

طالبان: بادشاہ تو وہ ہیں میں کب سکر تی ہوں سیانیاں۔۔۔ پر تو جان بادشاہ کب کام کرتے ہیں۔ اس

کے تو کو لے کام کرتے ہیں۔ (ارشاد نفی میں سر ہلاتا ہے) کہیں جو تجھے کپڑا دے دے تو

دھوبی کے پاس جائے گا کہ بادشاہ کے پاس؟ جس نے تعویذ لکھوائے ہو گا وہ تیرے پاس

ہی آئے گا کہ بادشاہ غلام دین کے پاس جائے گا؟ لکھ میرا بیٹا!

ارشاد: بلاشبہ میرے پاس حضور بی بی صاحب بلاشبہ میرے پاس۔ (بات تھ باندھتا ہے)۔

طالبان: تو کڑی ہی کام کرتے ہیں چیرا۔۔۔ کو لے ہی سٹارش کر سکتے ہیں بادشاہوں کے آگے۔

ارشاد: سٹارش؟ میں آپ کی بات سمجھا نہیں۔

طالبان: نے اتنی باتیں سمجھ گیا اور یہ نگارنی ہی بات لپے نہیں پڑی تیرے۔

ارشاد: نہیں بی!

طالبان: خود کھا ہے کر تو کسی نائی کا دوست ہو عجاہت بنانے والے کا۔۔۔ اور وہ شاہی خلیفہ ہو

بادشاہ کی عجاہت بنائے والا سرکار ہے اور ہمارے جلات اور روز۔۔۔ اور کسی دن تجھے کام پڑے

ہوئے بادشاہ کے ساتھ تو کیا کرے گا تو؟

ارشاد: یہ نہیں تھی باتیں کا؟

طالبان: ہدی سٹارش کر دے اپنے جھے میں۔ کہ میری بھروسہ تانہ نہ کرے بالکل۔ میرا

نوبت نہ آئے۔ اب وہ بھائی بی بی ضرورت ہے۔

ارشاد: تمہوچ لکھتا ہے۔ جانوں بولتی جاتی ہے۔ مقرر آتے تو بہت فیک آؤٹ۔



سراج

سر میں نے ساری عمر فراغت کی زندگی بسر کی ہے۔ ماں باپ کی خدمت کی۔۔۔ پیری سے حق بطریق احسن ادا کیے۔۔۔ اولاد کی ضرورتوں کا دھیان رکھا۔۔۔ دوستوں کا خیال رکھا۔۔۔ لیکن سرکار میرا دل محبت سے خالی ہے۔۔۔ میں۔۔۔ میں۔۔۔ میں سرکار کبھی محبت نہیں کر سکا کسی سے۔ گیارہ سال میں نے چلے کانے اور دعائیں مانگیں کہ میرا دل گداز ہو لیکن اس میں جو تک نہیں لگ سکی 'بس پتھر کا پتھر لیے پھرنا ہوں بیٹے میں۔ بوجھ سا ہے سرکار!

مرشد

دیکھو سراج بھائی! اگر تم کو کچھ مانگنا ہے تو کوئی رتبہ مانگ لو۔۔۔ مثلاً کوئی کرامت مانگ لو۔۔۔ کسی بیماری کا علاج مانگ لو۔۔۔ کوئی ولایت لے لو۔۔۔ بڑے بڑے مقام ہیں 'مڑے میں رہو گے۔ لیکن محبت کا نام بھول کر بھی نہ لینا۔ یہ بڑی خطرناک چیز ہے۔ اس کا منتظر ہر ایک کو نہیں ملتا۔

سراج

سر میرے دماغ میں تو یہی دھن ساگی ہے۔ ایک بار محبت کا ذائقہ چکھ لوں 'پھر جو ہو سو ہو۔ محبت کی تعریف بہت سنی ہے سرکار!

مرشد

کہاں سے سنی ہے محبت کی تعریف؟

سراج

ہر ایک جگہ سے سنی ہے سرکار۔ مسجد سے 'مندرے' 'ویڈیو ٹی وی' سے 'سٹیج' سے 'جلے' 'جلاس' سے لیکن دکھائی نہیں دیتی۔۔۔ پکڑائی نہیں دیتی۔۔۔ ہوتی نہیں حضور۔

مرشد

محبت وہ شخص کر سکتا ہے سراج صاحب جو اندر سے خوش ہو 'مطمئن ہو اور پُرپاش ہو۔ محبت کوئی نہ رکاوٹ نہ بنے کہ کمرے میں لگایا۔۔۔ سونے کا تختہ نہیں کہ بیٹے پر سجا لیا۔۔۔ پکڑی نہیں کہ خوب کھف لگا کر باندھ لی اور بازار میں آگئے طرہ چھوڑ کر۔ محبت تو آپ کی رون ہے۔۔۔ آپ کے اندر کا اندر۔۔۔ آپ کی جان کی جان۔۔۔

سراج

بس اسی جان کی جان کو دیکھنے کی آرزو رہ گئی ہے حضور! آخری آرزو!!

مرشد

لیکن محبت کا رازہ تو صرف ان لوگوں پر کھلا ہے سراج صاحب جو اپنی انا اور اپنی الجھنے سے ہٹا دیں۔ ہم لوگ تو محض افراد ہیں 'اپنی اپنی انا کے کھونٹے سے بندھے ہوئے ہمارا کوئی صریح نہیں۔۔۔ کوئی اکا پچھا نہیں۔۔۔ کوئی رشتہ نہیں۔۔۔ کوئی تعلق نہیں۔ ہم بے تعلق اور نارشتہ دار سے لوگ ہیں۔

سراج

بے تعلق لوگ ہیں حضور؟

مرشد

اس وقت اس دنیا کا سب سے بڑا مرض 'Recession' محبت کی کمی ہے۔۔۔ ہمارا دنیا بھر محض اپنی اپنی پراسرار عتد و زخ میں جلا رہا ہے اور ہمیں مار رہا ہے۔



ہے۔۔۔ اور ورلڈ بینک، آئی ایم ایف اور دنیا کی حکومتیں اس روحانی کساد بازاری کو اقتصادی منہ دے سے وابستہ کر رہی ہیں۔

سراج: (اصل موضوعات سمجھ کر۔۔۔ ڈرارک کر ڈر کر شرمناک) دیسے سر محبت کو مشکل سہی لیکن اپنا یہ۔۔۔ عشق مجازی تو آسان ہے۔

ارشاد: عشق مجازی بھی اسی بڑے چیز کی ایک شاخ ہے سراج صاحب! یہ بھی کچھ ایسا آسان نہیں۔ آسان نہیں جی؟

ارشاد: دیکھیے! اپنی انا اور اپنے نفس کو کسی ایک شخص کے سامنے پامال کر دینے کا نام عشق مجازی ہے اور اپنی انا اور اپنے نفس کو سب کے آگے پامال کر دینے کا نام عشق حقیقی ہے۔ معاملہ انا کی پامالی کا ہے ہر حال میں!

سراج: بس جناب پھر تو ہماری آخری آرزو ایسے ہی رہ گئی۔ خوف اور بڑھ گیا۔

ارشاد: خوف بڑھ گیا؟

سراج: دراصل میں ایک خوفزدہ انسان ہوں سرکار اور سارا وقت ڈر اور بھو میرے ساتھ چلے رہے ہیں۔ میرا اندر ہر وقت کا پتار بتا رہا ہے اور میں ایک ڈور پر نکل نہیں۔

ارشاد: ڈر لگانا لائیے میرے پاس! (سراج ادب سے سر جھکا کر قریب کرتا ہے۔)

تھوڑا سا وقت گئے گا لیکن یہ خوف یہ ڈر بھو خود ہی دور ہو جائے گا آہستہ آہستہ۔ (سرگوشی کے انداز میں گاتا ہے)

بھو بھاکت بھاکت بھاکت بھاکت لاکت لاکت لاکت  
بہت دلوں کا سویا منوا جاگت جاگت جاگت  
(ارشاد کے گانے کے ساتھ ہی سراج کا کانٹا مل جاتا ہے۔ دونوں بڑے مگن ہو کر گاتے رہ جاتے ہیں۔)

فیضانِ آدیت

سین 11

ان ڈور رات

(ارشاد اپنی لہجہ بگڑی میں۔۔۔ سامنے لٹا لٹک میں پانی تیزی سے ابل رہا ہے۔ ارشاد کے ہاتھ میں ایک غلابہ دھن ہے۔ وہ اپنے پیچھے اس غلابہ دھن کے



حوالے سے اپنی نوٹ بک میں درج کر رہا ہے۔ پھر میٹر کا سوئچ آف کر کے چار خانوں والے تو لے سے ہاتھ پونچھتا ہوا اپنے ڈرائنگ روم کی طرف آتا ہے۔ زمین پر بیٹھا ہوا ایک شخص اٹھ کر کھڑا ہوتا ہے۔ جب اس پر روشنی پڑتی ہے تو ناظرین کہتے ہیں کہ یہ ڈاکیہ محمد حسین ہے۔ ارشاد فورسز کھڑا جاتا ہے۔

ارشد: رے رے رے۔۔۔ یہ آپ کیا کرتے ہیں محمد حسین صاحب! ادھر بیٹھے صوفے پر میرے ساتھ میرے قریب۔

محمد حسین: نہیں حضور۔۔۔ یہ میرا مقام نہیں۔ آپ تشریف رکھیں، میں اسی جگہ بہت خوش ہوں۔

ارشاد: جی یہ تو آپ تکلف کر رہے ہیں۔

محمد حسین: نہیں، ارشد بالکل نہیں! مجھے آپ کے قرب کی سعادت ملنی چاہیے، بیٹھنے یا کھڑے رہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ (بالکل سامنے فرش پر چوکڑی مار کر بیٹھ جاتا ہے۔)

ارشاد: (سامنے پڑے صوفے پر بیٹھتے ہوئے) آپ چائے پیس کے یا کافی؟

محمد حسین: نہیں سرکار! مجھے ان دونوں میں سے کچھ بھی درکار نہیں۔ مجھے تو دوائی چاہیے۔

ارشاد: دوائی؟

محمد حسین: حضور اصل حقیقت یہ ہے کہ میری طبیعت کوشش کے باوجود خرابیوں کی طرف جھکتی ہے، اور اچھائیوں سے گریز کرتی ہے۔ آج کل کا علاج فرمایا جائے!

ارشاد: پانی شام ہے۔ محمد حسین صاحب! کبھی صندے ٹیٹھے پانی کا دریا لہریں مارتا ہے اور کبھی تڑوے زہر آٹھاری پانی کی طغیانی تلاطم پیدا کرتی ہے، لیکن یہ دونوں شائیں سرکاری نہیں۔۔۔ کھو ایک ہی ذات پاک کا ہے کیونکہ سیاسی سفیدی دونوں سرکاری رنگ ہیں، صاف اپنی نہیں۔

محمد حسین: تو۔۔۔

ارشاد: یہ تو خوب جانتے ہیں کہ جب آرمی ایکسپریس سائز ہوتی ہیں تو آدمی فوج کا نام دشمن رکھ لیتا ہے اور آدمی کا توئی فوج۔ دونوں میں صبح شام خور و بزجگ ہوتی ہے، ان بھر گولہ مارا جاتا ہے، صاف مدتی ہے۔ شام کو دشمن فوج غالب آگئی اور سرکاری فوج کو شکست ہوئی۔۔۔ میں اس صبح میں صبح سرکار ہی جاتی ہوتی ہے کیونکہ دشمن کیا اور توئی دلائی کا نام رکھ لیا۔۔۔ دونوں ملکر سرکار ہی سے تھے۔۔۔ اور دونوں سرکار کے۔۔۔ اور دونوں کا نام رکھ لیا۔ اور وہ دونوں کاراشن سرکار سے پہنچ رہا





سر پکڑتا ہے۔ مومنہ بچ سے بھاگ کر آتی ہے اور اسے مہارادے کو بچانے لے جاتی ہے۔)

مومنہ: آپ کو شش نہیں کرتے سر!

ارشاد: بس ایک ہی کام تو چھوڑا ہے کو شش والا۔

مومنہ: برا کیا ناں سر۔ پتہ ہے ڈاکٹر نے کتنی تاکید کی تھی میرے کرنے کی!

ارشاد: قدم اب اٹھتے ہی تمہیں مومنہ۔۔۔ ڈاکٹر کی بات سر آنکھوں پر لیکن اب۔۔۔ چلا نہیں جاتا۔

مومنہ: (مت پرے کرتی ہے۔ اس کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔ جب وہ ارشاد کو بچ پر بٹھا لیتی ہے تو حامد علی خان والا گیت بند ہو جاتا ہے) سر اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو؟۔۔۔

ارشاد: تو جدائی ختم ہو جائے گی۔۔۔ وصال ہو جائے گا۔۔۔ آئندہ مل جائے گا۔

مومنہ: جدائی ختم ہو جائے گی؟

ارشاد: ہاں مومنہ۔۔۔ اب اور جیا نہیں جاتا۔۔۔ یہ جسم کا پتھر روح کی گردن سے اتر ہی جائے تو اچھا ہے۔

مومنہ: اور اگر آپ کے جانے سے کوئی جیتے جی مر گیا تو سر۔۔۔ پھر؟

ارشاد: کون جیتے جی مر گیا مومنہ؟

مومنہ: (وقف) آپ کی والدہ سر۔۔۔ آپ کی ماں جی۔۔۔ آپ کے بیٹے!

ارشاد: (بہس کر) نہیں نہیں۔۔۔ وہ لوگ ٹھیک ٹھاک رہیں گے۔ دنیا ان کا دل لٹاتی رہے گی۔۔۔ انہیں بھلائی رہے گی۔

مومنہ: سر ایسا کیوں ہے؟

ارشاد: کیسا کیوں ہے؟

مومنہ: انسان کے اتنے بڑے بڑے نقصان کیوں ہو جاتے ہیں سر۔۔۔ نفع کے مقابلے میں ہمیشہ نقصان ہی کیوں ہوتا ہے سب کا؟

ارشاد: اس لیے کہ ہمیں تولنے کا طریق نہیں آتا۔ پتہ کاڑھنک نہیں آتا۔ ہم زندگی کو ٹکڑوں میں دیکھنے کے عادی ہو گئے ہیں۔۔۔ حصوں، غروں میں، ٹونوں میں، اہم زندگی کو اس کے تسلسل میں نہیں دیکھ سکتے۔۔۔ اسے ایک اکائی نہیں سمجھتے۔۔۔ اسے ایک مکمل یونٹ نہیں سمجھتے۔

مومنہ: مکمل یونٹ سر؟

ہم ہر وقت زندگی کی ترکیب نحوی کرتے رہتے ہیں۔ یہ جملہ فعلیہ ہوا۔۔۔ یہ جملہ اسمیہ ہے۔۔۔ یہ جملہ ہے۔۔۔ یہ مجرور ہے۔۔۔ لیکن زندگی کی تسلیج نہیں ہو سکتی۔ نہ اس کا وزن ہوتا ہے نہ یہ ردیف کافیہ میں بندھی ہوتی ہے۔ زندگی تو بس زندگی ہوتی ہے۔ آخری سانس کی آخری گاتھ تک۔۔۔ آخری نفل سٹاپ سے پہلے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ کھانے میں رہا یا فائدے سے سرشار ہو گیا۔

جانے دیں سر جانے دیں۔ آپ کا کبھی نقصان ہوا ہی نہیں آپ کو کیا پتہ نقصان کیا ہوتا ہے۔۔۔ آپ کو کیا معلوم کہ ایک لمحہ دوسرے لمحہ سے اور ایک ہل دوسرے ہل سے کس قدر بھاری ہوتا ہے۔۔۔ آپ کو کیا خبر کہ جب کوئی۔۔۔

کٹ

## سین 14 آؤٹ ڈور دن

1- گبرگ کے کسی علاقے میں جہاں کوئی بڑی عمارت تعمیر ہو رہی ہو لیکن جغرافیائی طور پر یہ علاقہ آج سے بیس بائیس سال پہلے کا ہو 'نور محمد ٹھیکیدار صاحب سو فٹ لمبا کھلا فیتہ لے کر بلڈنگ کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں اور نیچے کا آخری سر الارشاد اپنے ہاتھ میں پکڑے ان سے سو فٹ کے فاصلے پر آ رہا ہے۔

2- ارشاد ایک ایسے کمرے میں دروازے کے پاس کھڑا ہے جہاں شیخ کے ساتھ چیمیں کے فرش کی رنگڑائی ہو رہی ہے۔ نور محمد اچکن اپنے قرائقی نوٹی لگائے دروازے کے قریب سے گزرتے ہیں۔ مکالمے پہر اپوز ہوتے ہیں۔

(پہر اپوز ڈائلاگ) جب میں ایم بی اے کر کے ولایت سے تیار ہوا تو میرے پاس کوئی کام نہ تھا۔ ملازمت کے لیے دو تین جگہ کوشش کی مگر کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اتنا سرمایہ نہیں تھا کہ اپنا کوئی کاروبار شروع کر سکتا۔ ناچار بے روزگاری سے ٹک آ کر ایک ٹھیکیدار صاحب کے ساتھ کام شروع کر دیا۔ نور محمد صاحب نے تو ٹھیکیدار لیکن سوچنے والے تھے۔ غریب شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے پاس ایک ایسا سری علم تھا جو انہیں کھیلنے مگر نہ بیٹھ کھانے نہیں دیتا تھا۔ بی بی سے بی بی آزمائش ان پر ملے اور پھر انہیں کامیاب نہ ہو سکی اور وہ بیٹھ بیٹھ بی بی سے بی بی بدبختی اور بھاری سے بھاری

معیت سے بنتے کھیلنے اور کھڑے جہاز آتے اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں نے زندگی میں ان سے بہت کچھ سیکھا بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ کتابی علم تو میں نے سکولوں کالجوں سے حاصل کیا لیکن زندگی کا سبق نور محمد صاحب ٹھیکیدار سے لیا تو ہرگز غلط نہ ہوگا۔ ایک مرتبہ ان کا ذریعہ تعمیر تین منزلہ پلازہ دوسری چھت کے بوجھ تلے پیلے کی طرح بیٹھ گیا اور ساری عمارت بلے کا ڈھیر بن گئی۔۔۔

مکت

## سین 15 ان ڈور دن

(نور محمد صاحب کی بیشک میں پانچ آدمی بیٹھ چائے پی رہے ہیں۔ وہ نور محمد

صاحب اور ان کے ساتھ نوجوان ارشاد ست بانس کر رہے ہیں۔)

پہلا آدمی: نور صاحب میں نے جب اخبار میں پڑھا تو پھر مجھے کچھ نہیں سوچا۔

دوسرا: کسی کو بھی کچھ نہیں سوچا کہ ہم صاحب! وہ تو خدا کا فضل ہو گیا کہ کوئی جانی نقصان نہیں

ہو۔

تیسرا: اور جناب! یہ جانی نقصان ہے کم بے شمارے بزنس کا بھٹ بیٹھ گیا۔

چوتھا: تقریباً میرا مطلب ہے کہ نور محمد صاحب۔۔۔ کتنا نقصان ہو گیا؟ ساری بلڈنگ ہی بیٹھ

گئی۔

تیسرا: کیوں ہی ارشاد صاحب؟

ارشاد: تقریباً بیس لاکھ کے قریب لگا تھا اور ابھی ایک منزل۔۔۔

نور محمد: (ارشاد سے) ہوں ارشاد سیال!

پہلا: دیکھو جی! کیا لاکھ ہو گیا ایک طرح سے۔ بھائی نور محمد صاحب تو تباہ ہو گئے۔

تیسرا: اتنا نقصان۔۔۔ جانا بے حسرت کی بات ہے!

پہلا: جاپانی سینہ تو پورا کیمرے کی جاتے ہیں مالی نقصان پر۔

نور محمد: انکی تو کوئی بات نہیں بھائی صاحب۔۔۔ لیکن ڈان تھا کر گیا۔ اس میں نقصان! نقصان

کی کیا بات ہے۔

چوتھا: وہ تو یہ میری آپ! میں تو نقصان ہی نہیں سمجھتا۔ ساری زندگی چاہا ہو گئی۔

نور محمد: یہ ایک واقعہ ہے بھائی صاحب۔۔۔ ایک نوجوان ہے۔۔۔ عجز ہے۔ آپ اس کو ساری

زندگی بتا رہے ہیں۔

کمال ہے! آپ اس کو حصہ بخزہ کبہ رہے ہیں نور صاحب!

ابھائی ان کو کیا پرواہ۔۔۔۔۔ بادشاہ آدمی ہیں۔

پرواہ اور بادشاہ کی بات نہیں ہے سر۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ ایک واقعہ ہے اور اس

کو خوش قسمتی یا بد قسمتی کا نام کس طرح سے دیا جاسکتا ہے؟ یہ واقعہ پوری زندگی تو نہیں

ہے۔

اچھا جناب۔۔۔۔۔ میں تو اب اجازت چاہوں گا۔

ایک منٹ۔۔۔۔۔ اچھا ارشاد صاحب۔۔۔۔۔ نور محمد صاحب۔

(اس اثنا میں کبھی لوگ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور آہستہ آہستہ باہر نکلنے لگتے ہیں۔)

کٹ

دن

آؤٹ ڈور

سین 16

(کسی کنسرکشن سپاٹ پر لائٹ شاٹ میں صحت پر قی دیکھائیں۔ ٹرائل اور نیچے

آجاری ہے۔ یہیں کبھی ارشاد اور نور محمد صاحب گھوم رہے ہیں۔ اس پر ارشاد کا

یہ مکالمہ پورا پیوز کریں:)

انہی دنوں نقصان کے بعد بھی نور محمد صاحب اسی سکون اطمینان اور دلچسپی کے

ساتھ کام کرتے اور ان کے ماتھے پر شکن تک نہ ابھری۔ ایک شام ڈرامی بڑھائے لہذا

ماچھڑ پہنے اور پرانی وضع کی ترکی ٹوپی سر پر لگائے ایک شخص نور محمد صاحب سے ملنے

آؤ۔ اس نے اپنی کار سے کیڑوس کے دو تھیلے نکالے اور نور محمد صاحب سے کہا: یہ آپ

کے پورے انیس لاکھ روپے ہیں جو میں گیارہ برس پہلے دبا کر عراق بھاگ گیا تھا۔

اب مجھ پر اللہ کا فضل ہے لیکن میرا ضمیر مجھے مرنے نہیں دیتا۔ یہ ساری مدت میں نے

ذاتی مشکل سے بسر کی ہے۔ مہربانی فرما کر اپنا رقم لے لیجئے اور ساتھ ہی مجھے جنمیں ڈال

کر معاف کر دیجئے۔۔۔۔۔ نور محمد صاحب اس کی یہ بات سن کر قہقہے پڑے اور جنمیں ڈال کر

اسے زور سے ہلکے ہلاتے رہے۔

کٹ

## سین 17 ان ڈور رات

(نور محمد صاحب کی جینٹل کا سین۔ دی پانچ آدمی لیکن ان کے لباس تبدیل ہیں۔)

پہلا: آپ کی تو زندگی بن گئی نور محمد صاحب! اتنے سال کی ڈوبی ہوئی رقم واپس مل گئی۔  
دوسرا: اتنے سال کی ڈوبی ہوئی اور اتنی زیادہ۔۔۔۔۔ واقعی آپ بڑے خوش نصیب انسان ہیں۔

تیسرا: میری بیوی سونے سے پہلے ہر رات آپ کا تذکرہ کرتی ہے کہ ملک بھر میں نور محمد صاحب سب سے زیادہ خوش قسمت انسان ہیں۔  
چوتھا: اور جناب خوش قسمتی تو ان کے گھر کی چیز اس ہے۔ پانچ چھت بیٹھے سے جو نقصان سانپ کی پھنکار بن گیا تھا وہ کوئل کی گونگیوں میں بدل گیا۔  
پانچواں: اللہ کے ربک بھی نرالے ہیں۔ نور محمد صاحب کی تو زندگی بن گئی۔

(اس ساری گفتگو کے دوران نور محمد صاحب معنی خیز نگاہوں سے ارشاد کو دیکھتے رہتے ہیں۔)

پہلا: ایسے نور محمد صاحب زندگی آپ کے ساتھ سوشل سیکل کی مکمل رہی ہے۔ کوئی اس قدر مقدر والا نہیں ہوتا۔

نور محمد: یہ ایک واقعہ ہے بھائی صاحب۔۔۔ ایک نوتا ہے۔۔۔ ایک حصہ ہے زندگی کا اور آپ اسی کو پوری زندگی کا روپ دے کر ساری زندگی کو خوش نصیب بنا رہے ہیں۔  
چوتھا: پھر بھی جناب یہ نوتا بھی کمال کا نوتا ہے۔

نور محمد: میں یہ عرض کر رہا ہوں عابد صاحب کہ یہ واقعہ اور یہ مجموعہ میری ساری زندگی تو نہیں اس کا ایک حصہ ضرور ہے اور جسے کو پکڑ کر آپ ساری زندگی پر خوش قسمتی یا بد قسمتی کا حکم کیسے لکھتے ہیں!

تیسرا: ٹھیک ہے جناب پھر جیسے آپ کی مرضی!

پہلا: اچھا جناب میں تو اب اجازت چاہوں گا۔

تیسرا: اللہ بھائی۔۔۔ آپ اکیلے کیوں آکھتے آئے تھے آٹھ جائیں گے۔

(سب انہ کھڑے ہوتے ہیں۔ ان میں جو سر ہلکا ہے وہ ذرا متوجہ ہوا کر گانا گاتے ہیں۔)



دشمن مرے تے خوشی نہ کریے نے جہاں دی مر جہاں  
 ڈیگر تے دن بچا محمد اولک نوں چھپ جہاں  
 کٹ

## سین 18 آؤٹ ڈور گہری شام

(سنان گلیوں اور بے رونق گلوں کو کیرد اپنی نظروں میں سیٹھا ہے۔ ان پر  
 ارشاد کی آواز سپر ایپوز ہوئی ہے۔)

جس روز مراقب سے آنے والا تاجر نور محمد صاحب کی ڈوبی ہوئی رقم لوہہ کر گیا تو بیک کا  
 وقت ختم ہو چکا تھا۔ نور محمد صاحب نے اکیس لاکھ روپے کے دونوں توڑے اپنے پلنگ  
 کے نیچے ٹرکوں کی اوٹ میں رکھ دیے۔ میں نے انہیں ایک پرائیویٹ لاگرو کا پتہ بھی  
 دیا لیکن انہوں نے کوئی توجہ نہ دی۔ اصل میں ان کے ذہن میں کوئی غلط فہمی تھا اور وہ  
 نہ ہی وہ پریشان رہنے کے فن سے آشنا تھے۔ ان کو اپنی کم خوابی پر جہاں تھا اور وہ  
 تھوڑے سے کھٹکے پر آسانی سے جاگ جایا کرتے تھے۔ لیکن اس رات میں نے ان کا  
 ساتھ نہ دیا اور اپنے دوست سے ایک پستول مانگ کر ان کے پورچ میں آکر سو گیا۔  
 ڈز او

## سین 19 ان ڈور صبح سویرے

(نور محمد صاحب کی بیٹھک اور وہی پانچ آدمی۔ ان کے لباس ذرا سی تھوڑی کے  
 ساتھ مختلف ہیں۔)

جہ ہو گئی نور محمد صاحب! آپ کو پتہ ہی نہیں چلا کہ کوئی شخص آپ کے پلنگ کے نیچے  
 کھسا ہوا ہے؟

(نفی میں سر جلاتا ہے)

دونوں توڑے لے گیا، دونوں۔۔۔۔۔ اکیس لاکھ؟

(اثبات میں سر جلاتا ہے)

کوئی شخص۔۔۔۔۔ کوئی چیز۔۔۔۔۔ کوئی تھوڑے؟

نور محمد: (نلی میں سر ہلاتا ہے)  
 چو تھا: (ارشاد ہے) سنا ہے آپ تو پستول لے کر آئے تھے اپنے یار سے 'نہیں چل سکا؟'  
 ارشاد: جی نہیں!  
 پہلا: دیکھو جی بنی بنائی قسمت پلٹا کھا گئی۔  
 دوسرا: اپنی گڈی جھپ کھا کے نہیں گرتی ٹھاکر کے۔۔۔ نور محمد صاحب کے ساتھ بھی یہی ہوا۔

تیسرا: اس کو کہتے ہیں وادائے قسمت دلیا پکایا نکیر ہو گیا دلیا۔  
 پانچواں: دیکھو جی بد قسمتی جب بھی آتی ہے 'کالی اندھیری بن کے آتی ہے۔'  
 پہلا: کیا اچھا کام بن گیا تھا بھائی نور محمد صاحب کا۔ اب زندگی پر باد ہو گئی ساری عمر کے لیے۔  
 پانچواں: مقدروں کے لکھے کو کوئی نہیں موز سکتا بھائی صاحب۔  
 تیسرا: اور موز بھی سکے تو وہ وقت، ابھی نہیں لاسکتا نور محمد صاحب خوش بختیوں والا۔  
 نور محمد: آپ کی محبت کا اور آپ کی توجہ کا بہت بہت شکریہ ہے۔ لیکن صرف ایک واقعے سے آپ میری ساری زندگی کو بد قسمت کیوں بناسے ہیں۔ روپیہ آیا تھا ایک واقعہ تھا۔ روپیہ چوری ہو گیا ایک اور واقعہ ہے۔ اس سے میری ساری زندگی کس طرح پر باد ہو گئی!  
 چو تھا: اکیس لاکھ کوئی کم نہیں ہوتے نور صاحب 'چاہے انسان لاکھ بار شاہ ہو۔'  
 نور محمد: میں رقم کے کم یا زیادہ ہونے کی بات نہیں کر رہا عزیز صاحب۔ میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ میری زندگی کا ایک حصہ ایک ٹوٹا ایک، خروہ میری ساری زندگی پر کس طرح حاوی ہو گیا۔ میری زندگی تو اسی طرح کے بے شمار ٹوٹوں کا مجموعہ ہے۔ ان میں کوئی بد رنگ ہے کوئی خوش رنگ!

پہلا: اچھا جناب! میں تو اجازت چاہوں گا۔ مجھے تو ایک ضروری کام یاد آ گیا۔  
 تیسرا: مجھے تو بلکہ پہلے سے ضروری کام تھا۔ میں تو ازلہ بعد روئی حاضری دینے آ گیا تھا۔  
 پانچواں: آپ تو ابھی نہیں گئے عزیز صاحب نور محمد صاحب سے حقیقت حال سمجھنے کے لیے۔  
 چو تھا: نہیں جی میری تو آج باندہ تاریخ ہے۔

(سب وہی طرح انہیں کہتے ہیں اور سر ہلاتے ہیں من گھٹ کے گانے لگتا ہے۔)  
 کیا بیچ تقدیر دے نال خولھا قیمت اسال تو لے کے ہٹ دی دے  
 تقدیر اللہ دی لون کون موز سے تقدیر پہلے لون پت دی دے

## سین 20 آؤٹ ڈور گہری شام

(گاہوں کا پس منظر۔ ٹھہرے زمین سرکٹے کا علاقہ پرانے کھنڈر۔ اس پر ارشاد کی آواز سہرا پہون ہوتی ہے۔)

اور شاد: نور محمد صاحب کے گھر سے جو چور رقم کے تھیلے اٹھا کر بھاگے تھے انہوں نے اپنی حفاظت کے لئے پارڈر کر اس کر جانا ہی مناسب سمجھا۔ جس محفوظ مقام سے انہوں نے پارڈر مہور کرنے کی کوشش کی وہاں رنجیز کی ایک نگوی چھایا کے سنگڑوں پر گھات لگائے بیٹھی تھی۔ انہوں نے دونوں چوروں کو پکڑ لیا۔ رقم کے دونوں قوڑے جیب میں رکھے اور نور محمد صاحب کے گھر لے آئے۔ چوروں کو پولیس کے حوالے کیا اور خود واپس آ کر گھات پر بیٹھ گئے۔

کن

## سین 21 ان ڈور دن

(دو بیانی آدمی اور وہی بیٹک)

پہلا: ایسا زندہ کی میں کبھی ہوا نہیں نور محمد صاحب لیکن ہو گیا۔  
دوسرا: اور سب کی نظروں کے سامنے ہوا۔۔۔۔۔ تاریخ کے اسی دور میں جب مجھ سے ہونے بند ہو چکے ہیں۔

تیسرا: آپ سے زیادہ خوش قسمت آدمی اس دنیا میں اور کوئی نہیں نور محمد صاحب۔  
دوسرا: اس دنیا میں کیا نامنی مستقبل میں کوئی نہیں۔

چوتھا: جی ہاں یہ جناب مالی کہ چور رنجیزوں کے ہتھے چڑھے۔ اگر کسی اور کے قبضے میں آجاتے تو رقم بھی کٹی تھی اور چور بھی کچھ مٹائی نہیں تھا۔

پانچواں: سامنے نہہ گئے ہیں کہ روپ روئے اور کرم کھائے۔

شیشا: وہی دلوایا نصیب لے کر آئے ہیں نور محمد صاحب۔

دوسرا: نصیب نہیں بدنی خوش نصیب۔ جی چوری کرنا مال بھی ملا ہے آج تک۔ وہی دلوایا!

پانچواں: اس کو کہتے ہیں ہزاروں سال کا کھینک امرشد کی بخشش اور مال کی مہربانیاں!

چوتھا: وہی دلوایا۔ وہی دلوایا۔۔۔۔۔

نور محمد: مجھے صاحب! یہ میری زندگی کا ایک واقعہ ہے۔۔۔ ایک صدمہ ہے میری پوری زندگی

نہیں ہے۔

پہلا: اور جناب ہی ایک واسطے سے پوری زندگی بن گئی کہ۔۔۔ اس کے بعد کون سی پوری زندگی رہ جاتی ہے۔

چوتھا: جب ذہنی رقم کھرا آگئی تو پھر اور کیا رہ گیا!

تیسرا: میں یہ عرض کر رہا ہوں حضرات کہ یہ واقعہ اور یہ عجوبہ میری ساری زندگی نہیں ہے۔ زندگی کا ایک حصہ ہے۔۔۔ اور اسے جانچ کر ساری زندگی کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

چوتھا: دیکھو جناب اہم تو ہیں نکلے دار آدمی ہم کو تو خوشی ہے آپ چاہے مانیں چاہے نہ مانیں۔

تیسرا: آپ بھی بادشاہ لوگ ہیں حضرات! جزد کو دیکھ کر کل پر حکم لگا دیتے ہیں۔۔۔ کاشا ہاتھ

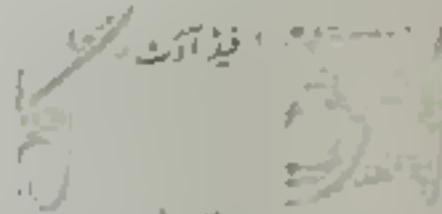
میں لے کر سارے بول کا فیصلہ کر دیتے ہیں۔۔۔ ایک بوجھ کو پوری زندگی کا دہال سمجھنے

لگتے جاتے ہیں۔ روپیہ چوری ہو گیا تھا واپس آگیا۔ اتنی سی بات ہے فقط۔

(اب کی بار کوئی بولا نہیں۔ پیلا اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور سر ہلاتا کر دوسرے کو

منت مارتا ہے۔ دوسرا کھنگورا مارتا ہے۔ تیسرا آنکھ سے اشارہ کرتا ہے اور سب

انہو کریم شک سے نکلنے لگ جاتے ہیں۔)



سین 22 ان ڈور گہری شام

(ارشاد چنگ پر دروازہ ہے۔ اس کی حالت اچھی نہیں، صرف قوت ارادی کے سہارے مسکراتا ہے۔ موت نے اسے سوپ لے کر آتی ہے اور چنگ کے پاس فرش پر بیٹھتی ہے۔)

موت: ہر اس سوپ پی لیں سر۔۔۔ تھوڑا سا۔۔۔ میری۔۔۔ اس پی کی خاطر!

ارشاد: (نفی میں سر ہلاتا ہے)

موت: اگر آپ صرف چار چمک سوپ پی لیں گے سر تو میں سو نفلیں پڑھوں گی۔۔۔ پچیس نفلیں پی لیں!

ارشاد: (مسکراتے ہوئے) موت! اس کے منہ میں سوپ کا بچہ ڈالتی ہے۔ پانچ چمک لے کر چار نفل کافی نہیں موت!

موت: سر پہنچے آپ مجھے یہاں رہنے دیجئے۔ میں نے فیکٹری سے پھنسی لے لی ہے ایک مینے کی۔

بچے سڑتھیں کو اڑتھیں سر۔۔۔ میں آپ کو تنگ نہیں کروں گی۔  
نہیں نہیں رات کو عامر رہے گا میرے پاس۔

کیوں سر؟ وہ زیادہ اچھا ہے!  
یہ بات نہیں مومنہ۔۔۔ زیادہ اچھی تو تھی ہو لیکن رات کو کوئی ایمر جنسی ہو سکتی ہے۔  
(ایمر جنسی کا لفظ سن کر مومنہ بت بن کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ کلوز اپ سے اس کی  
نشانی نمایاں ہوتی ہے۔ وہ سوپ کا ٹرے لے کر تپائی پر رکھتی ہے۔ دواڑے کی  
جانب جاتی ہے پھر جی بند کرتی ہے اور دروازہ کھولتی ہے۔)

کہیں جاردی ہو مومنہ؟  
میں کہاں جاؤں گی سر زیادہ سے زیادہ عدیل کے پاس چلی جاؤں گی۔ اور ہم لوگوں کے  
پاس جانے کو ہوتا ہی کیا ہے۔۔۔ میں دروازہ کھولنے آئی تھی سر۔  
لیکن تم نے جی کیوں بند کر دی مومنہ؟

کمرے میں ہوا بہت کم ہو گئی تھی سر اس لیے میں نے جی بجمادی۔۔۔ اندھیرے میں  
ہو لوں اور طغیانوں کو بڑی آسانی رہتی ہے سر "امرد باہر خوشی سے آ جاسکتی ہیں۔۔۔"  
(آخری فقرے میں اس کا چہرہ دیکھتے ہیں جو آنسوؤں سے بیگا ہوا ہے اور اس کی  
ناک کمرے سے پھڑک رہی ہے۔ اسی پر "تیرے من چلے گا سودا" فیڈ ان ہوتا  
ہے۔)

فیڈ آؤٹ

## قسط نمبر 13

## کردار

ارشاد	صاحب ارشاد۔ بیرو
مومن	بیرون
ابراہیم	ارشاد کا بیٹا
ذاکر محمد حسین	ارشاد کا مرید خاص
موجی رمضان	ارشاد کو اس کے گھرانے والے
گدڑیا عبداللہ	ارشاد کے رہنما
ارشاد کی والدہ	ٹیکٹریوں کی مالک
مدیم	حمید ارشاد کا نلیقہ
سلٹی	ویسٹی آفیسر
عامر	ویسٹی آفیسر
لہاں طالبان	بابا غلام دین کی بیوی
شجاع	ارشاد کا دوست
کبیر	ارشاد کا دوست
عمران قریشی	ارشاد کے مقام سے بے خبر نوجوان
بشریت والا آدمی	قیہ مقلد شخص
	اور ارشاد کے تمام عقیدت مند

## سین 1 ان ڈور سے پہر کا وقت

(ارشاد ذہیلاڑی حالاً ٹائٹ سوٹ پہنے ہسپتال کے چنگ پر لیٹا ہے۔ ماسٹے کی کفر کی سے دھوپ چھن چھن اندر آ رہی ہے۔ وہ بستر پر شہم دراز ہے۔ اس کا سر ہلکا اونچا کر دیا گیا ہے۔ مومنہ ہاتھ میں سوپ کا پیالہ لئے اس کے ماسٹے بیٹھی ہے اور سر جھکائے بڑی مایوسی سے پیالے میں کچھ پھیر رہی ہے۔)

ارشاد: یہ کوئی بیماری نہیں مومنہ نہ ہی کسی کتاب میں اس کا کوئی ذکر ملتا ہے۔ یہ زندگی کا ایک کثیف روپ ہے۔

مومنہ: یہ زندگی ہے سر؟

ارشاد: اصل میں یہ زندگی کا ایک حصہ ہے۔ (وقف) موت: موت زندگی کے ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ پیدائش کے عمل کا ایک اہم جزو ہے۔ موت کبھی بھی اچانک اور آغا فانا وارد نہیں ہوتی یہ زندگی کے ساتھ لگی لپٹی آتی ہے۔۔۔۔ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر۔۔۔۔ اس کے قدم کے ساتھ قدم ملا کر۔

(مومنہ گہرے غم کے ساتھ بھرپور نگاہوں سے ارشاد کو دیکھتی ہے)

لیکن اس پیدائش سے پرے ایک اور بڑی زندگی بھی ہے۔ جب تک اس کا حصول نہیں ہو گا ہم اسی طرف درے مارے پھریں گے اور دردمند زندگی بسر کرتے رہیں گے۔۔۔۔  
خود پریشان۔۔۔۔ پاناماں اور پڑھر دو۔۔۔۔

(مومنہ پیالہ اسی طرح ہاتھ میں لئے کر اس میں کچھ چلائی کمرے کے کونے میں جاتی ہے جہاں لوہے کا میز رکھا ہے اور جس پر کچھ بوتلیں اور ایک ٹرے ہے۔ اسٹے میں ہسپتال کے برآمدے سے قدموں کی آہٹ کے ساتھ بیڑیوں کی جھنگار آنے لگتی ہے۔ ارشاد گردن کھرا کر ادھر دیکھتا ہے۔ مومنہ سانس ہو کر اپنا چہرہ اٹھاتی ہے اور کان اس آواز پر لگاتی ہے۔ فضا میں سیکند تک اسی طرح آواز سے Tanno رکتی ہے۔ پھر دروازے پر دو برقی جھکڑی لگے اور جھکیاں پہنے ندیم نظر آتا ہے۔ اس کے ساتھ دو سپاہی ہیں۔)

(ارشد: یہ) اے تلی تم ان سر؟

خبردار: خبردار

ندیم  
ارشاد

ندیم: (داخل ہوتے ہوئے) مجھے بڑی مشکل سے پانچ منٹ کی اجازت ملی ہے سر۔  
 ارشاد: اس کے لیے تو ایک سیکنڈ کی مدت بھی بہت ہوتی ہے ندیم! (باتھ کے اشارے سے)  
 یوں ہوتا ہے اور پھر یوں ہو جاتا ہے۔

(موت کو بیاں ہاتھوں میں لیے چپ چاپ کھڑے رہ جھڑکتے ہیں۔)  
 ندیم: سر آپ بہت جلد اچھے ہو جائیں گے۔۔۔۔۔ میرا دل کہتا ہے۔۔۔۔۔ اور میرے اندر سے  
 آواز آتی ہے۔۔۔۔۔

ارشاد: (اپنی دست دلق اٹارتے ہوئے اور اسے شریپ سے پکڑ کر نہ کلوز اپ میں لٹکتے  
 ہوئے) یہ آج سے تمہاری ہے۔

ندیم: میری سر!  
 ارشاد: یہ تو اسی روز تمہارے لیے طے ہو گئی تھی جس وقت تم میرے گھر کی دیوار سے میرے  
 گھٹن میں کودے تھے۔

ندیم: (پھکڑی لگے ہاتھوں سے گھڑی لیتے ہوئے) لیکن سر۔۔۔۔۔ آپ کو تو معلوم ہی ہے  
 کہ۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔

ارشاد: مجھے معلوم ہے ہی تو میں یہ تمہیں دے رہا ہوں۔ ایک خاص وقت ایک مخصوص  
 ساعت آنے پر تم اس سلسلے کی ایک کڑی بن جاؤ گے اور یہ گھڑی تمہیں وہ وقت بتا دے  
 گی۔

ندیم: (حیرانی سے) میں اس میں!! میں!!

ارشاد: اور وہ وقت کچھ اتنا دور بھی نہیں کہ تم کو بہت سا کام کرنا ہے۔۔۔۔۔ میرے حصے کا باقی ماندہ  
 اور اپنے حصے کا سارے کا سارا۔

ندیم: لیکن مجھے تو پچانسی کی سزا ہو چکی ہے سر!

ارشاد: (غصے سے حکیمانہ انداز میں) بکو اس بند کروا جن کے ذمے اہم کام ہوتے ہیں! انہیں  
 پچانسی کے عینے سے امداد لیا جاتا ہے۔ تمہارے نام پر مہر لگ چکی ہے اور تم اپنی جان چھڑا  
 نہیں سکتے۔

ندیم: (ارتے ڈرتے) جی سر!

ارشاد: تم سمجھتے ہو تم یہی اپنی تجویز سے آئے ہو۔

ندیم: (نہر!) سر!

ارشاد: جہنم سے یہ انکا دور! تمہارا دور ہے۔



مجموعہ جی سر  
میر شاہ اور جنہیں ایک ایک قدم چھوٹے چھوٹے کر رہا ہے۔۔۔ ایک ایک لمحہ سوچ کے وضع کر رہا ہے۔

نہیم جی سر! اور تم اتنے بے حیا ہو کہ تم نے انجی تک کوئی تیزاری نہیں کی۔  
نہیم آپ سے ہوتے ہوئے سر----

(خسے سے) ہم نہیں ہیں۔۔۔۔۔ تمہیں ہیں۔۔۔۔۔ تمہیں ہیں۔ اب صرف تم ہو۔۔۔۔۔ اور  
 تمہارے ساتھ نہیں ہیں۔۔۔۔۔ اور تمہارے ہم عصر ہیں اور ایک بہت اچھا بہت ہی سہارا اور  
 بہت ہی خوش گوار وقت آنے والا ہے۔۔۔۔۔ جب لوگ لوگوں سے ابھی پتہ لیا نہیں  
 گئے۔۔۔۔۔ زمین پر پاؤں مار کر نہیں چلیں گے۔۔۔۔۔ انصاف کی بات نہیں گئے خواہ معاملہ  
 اپنے رشتہ داروں کا ہی کیوں نہ ہو۔۔۔۔۔ رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کو ان کے  
 حق دینا نہیں گئے۔۔۔۔۔ اور جب لوگ صرف پاک اور عذابِ رزق کا یہاں گئے۔۔۔۔۔ اتنی  
 جلد ہی انہوں کو سمیٹنے کے لیے تم نے ابھی تک کوئی معمولی تیار نہیں کی اور بے ضرورت کے  
 ساتھ نئے بدن محو مریے ہو اور امن پسندانے بغیر۔

خدا کی طرف سے ہر شے کے لئے ایک وقت ہے۔ اگر وہی وقت بھی اور جگہ بھی۔۔۔ تو کوئی شخص  
 ہر لمحہ کو اس وقت سے بہت آگے لے کر چلا۔۔۔ تو محض اس سر میں ہر لمحہ کو وقت نہیں ملتا  
 ہے۔

نہ کہ غمخیز ہے اور جا بگفتہ ہے مراد آپ صاحب امر قیام۔۔۔ صاحب ارشاد قیام۔۔۔ آپ  
جو غمخیز ہیں گئے ہیں۔۔۔ عطا

جہاں میں کے پانچ ہو گئے۔  
 مرشد: خدا تمہیں توفیق دے اور آسمانیاں عطا فرمائے۔

(خبر ہو چکا کہ اور وہاں جھگڑی ہو رہی ہے۔ پھر کہ آج آج ہی آج ہے۔  
 اور آج ہے۔ اس کی وجہ سے اس کے لئے آج ہے۔ وہ ایک سالہ ہے۔  
 (اس کے لئے کہ وہ قریب آج ہے۔ یہ تو وہی ہے۔) اور آج ہے۔  
 اس کے لئے کہ وہ آج ہے۔ یہ تو وہی ہے۔  
 اور آج ہے۔ اس کے لئے کہ وہ آج ہے۔ یہ تو وہی ہے۔

کھڑی ہے۔)

ارشاد: (تھوڑی دیر کے بعد) اس الماری میں میرا ایک کبیل جو توں کی ایک جوتی اور ایک پتھر ہے۔ وہ کبیل مجھے لٹوٹھاؤ۔

(سوٹہ جا کر الماری سے کبیل نکالتی ہے جس میں بڑے بڑے سوراخ ہیں اور جو بہت ہی بوسیدہ ہے۔ وہ حیرانی سے اسے دیکھتی ہے۔ پھر آگے بڑھ کر وہ کبیل ارشاد پر پڑے سرخ کبیل پر بچھا دیتی ہے۔ کبیل کے اڑے ہوئے چھترے اور سوراخ آہستہ آہستہ واضح ہوتے ہیں۔ کیرا قریب ہوتا جاتا ہے اور سکریں پڑے گدڑی پڑی نظر آتی ہے۔)

ڈالو

(سورج کے غروب ہونے کا منظر۔۔۔ ریگستان۔۔۔ ایک آدمی اونٹ کے ساتھ سحر میں۔)

سین 2 : ان ڈور : رات

(ہسپتال کی لمبی گیلری۔ ماں چھڑی ٹیک کر پل رہی ہے۔ اس کے ساتھ کیرا خان اور ایک ڈاکٹر ہے۔ یہ تینوں ایک فاصلے سے چلے آ رہے ہیں۔)

کیرا: لیکن اتنی جلدی اور ایسی چیز کی سمیت کیسے جواب دے گئی؟

ڈاکٹر: سر کچھ بیماریاں ابھی تک پراسرار ہیں اور ان کا کوئی مجید نہیں مل سکا۔ اعضا کیوں جواب دے دیتے ہیں؟ سارا سسٹم اچانک کیوں Collapse کر جاتا ہے؟ اس کا ٹھیک ٹھیک جواب کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں۔

ماں: لیکن۔۔۔۔ (رد کر) لیکن کوئی تو بنیادی وجہ ہوگی؟ کوئی تو بیماری ہوگی ماں ڈاکٹر صاحب؟

ڈاکٹر: میرا خیال ہے۔۔۔۔ انہیں کوئی بیماری نہیں ہے۔ He has stopped to exist۔۔۔۔

میتا نہیں چاہے۔ وہ اپنی ماری WHI Power ہماری کوششوں کے خلاف استعمال کر رہے ہیں اور بڑے کامیاب ہیں۔

کیرا: عجیب سنگ دل انسان ہے! جس قدر تمہیں اسے ملتی ہیں یہ انہیں اور پھینک دیتا ہے۔ اب صحت بھی صحت سے اچھا کر رہا ہے۔

اگر یہ تھوڑا سا کوآپریت کریں۔۔۔۔۔ یعنی یہ نہیں کہ "ہماری ہر بات مانیں۔۔۔۔۔" صرف اندر سے زندہ رہنا چاہیں۔۔۔۔۔ تو بہت جلد صحت ہو سکتی ہے۔  
(کیرہ ماں پر آتا ہے۔ اب "یہ مکالمہ بہت آہستہ ادا کرتی ہے۔)  
میں حیرے چندن بدن کو کیسے خدا کے حوالے کروں ارشاد؟۔۔۔۔۔ کس طرح؟۔۔۔۔۔  
کیوں؟ سب کچھ خدا کو دیا جاسکتا ہے 'پر کوئی ماں اپنا بیٹا اسے نہیں سوپ سکتی۔ اگر بیٹا زندہ ہو تب بھی نہیں۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ اگر۔۔۔۔۔ تب بھی نہیں۔۔۔۔۔ یا اللہ تب بھی نہیں۔۔۔۔۔

کرت

### سین 3 ان ڈور رات

(ہسپتال کا دوش کمرہ جہاں ارشاد لیٹا ہے۔ پورا کمرہ نیم اندھیرے میں ہے لیکن ایک کھلے دروازے سے ایک تختہ بھر لائٹ ارشاد کے نیچے پر اور صومٹ پر پڑی ہے۔ یہ دونوں بہت واضح نظر آتے ہیں۔۔۔۔۔ ارشاد آخری دموں پر ہے لیکن خوش ہے۔ اس کے چہرے سے اطمینان اور خوشی کا اظہار ہو رہا ہے مگر اس کو جسمانی تکلیف ساتھ ساتھ ہے۔ اس کے مکالموں کی ادائیگی پہلے سے بھی خوشگوار ہو گئی ہے۔)

کیا بات ہے سر؟ آپ اتنے خاموش کیوں ہیں؟  
میں نے زندہ گی میں جے سر کیے ہیں صومٹ لے لے۔۔۔۔۔ مہو نے مہو لے۔۔۔۔۔  
یک روزہ فوری۔۔۔۔۔ ملک کے اندر ملک سے باہر۔۔۔۔۔ یونٹ کے ٹرکوں کا  
کے۔۔۔۔۔ لیکن اس قسم کا مہوٹا میں نے پہلے بھی نہیں لیا۔ اس کا دہائی لطف ہے۔

کس قسم کا مہوٹا سر؟  
میں جو میں آپ لے والا ہوں۔۔۔۔۔ لیکن جس میں میرے اعضائے بدن اپنے محبوب پر  
نہ رہے ہیں اس کی مدد دیکھ کر رہے ہیں۔ یہ اپنی طرز کا ایک بہتہ خوشگوار اور  
میرے ہم میں ملنا ہے۔۔۔۔۔ بہت ہی پر لطف اور معلومات افزا۔۔۔۔۔ اس سے  
میرے ہم میں ملنا ہے۔۔۔۔۔ میں ایک جماعت اور لوہ پر ہو چلاؤں گا۔۔۔۔۔ ایسے مودت اور

سفر لائف سیمینک ہوٹ ہو 'Life Enriching' ضرور ہوگا۔

مومنہ: یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں سر! اور بیٹے والی!

ارشاد: (مسکرا کر) دیکھو مومنہ! میرا سوٹ کیس پیک ہو گیا ہے۔۔۔ میرے سارے مل ادا

ہو چکے ہیں۔۔۔ زندگی کا ایک ایک پیر ہر چکا ہے۔۔۔ میں کسی کا مقروض نہیں

ہوں۔۔۔ میرا پاسپورٹ Intact ہے اس پر ویزا لگ چکا ہے۔۔۔ ٹکٹ میری جیب

میں ہے اور میں اس سفر پر روانہ ہو رہا ہوں جس کے انتظار میں آج تک زندہ رہا۔۔۔

جس کی میں اس وقت تک رولہ دیکھتا رہا۔

مومنہ: (بھری ہوئی آنکھوں کے ساتھ لیکن جذباتی ہوئے بغیر) آپ کو پتہ ہے سر۔۔۔ پتہ

ہے کہ میں آپ سے کس قدر محبت کرتی ہوں۔

ارشاد: میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں مومنہ! جو تم ہو اس وجہ سے بھی اور جو تم آگے چل کر

ہونے والی ہو اس وجہ سے بھی۔

مومنہ: پھر آپ میری ادنیٰ سی خواہش پوری نہیں کر سکتے۔۔۔ زندہ رہنے کی!

ارشاد: (خوشگوار سے) میں تمہاری خواہشوں کے لیے دعا کرتا ہوں۔۔۔ دل سے دعا کرتا

ہوں مومنہ کہ وہ ارفع ہوں اعلیٰ ہوں اور بلند سے بلند تر ہوں۔۔۔ لیکن ان کے پورا

ہونے کی دعا نہیں کرتا۔۔۔ خواہش پوری ہونے سے انسان سکڑ جاتا ہے۔۔۔

محدود ہو جاتا ہے۔

مومنہ: آپ کو پتہ ہے سر۔۔۔

ارشاد: مجھے پتہ ہے مومنہ!

مومنہ: آپ میرے وجود کا وہ خوش رنگ پھول ہیں جس سے میری زندگی کی ڈور بندھی ہے۔

ارشاد: اور خوش رنگ مطمئن پھول وہ ہوتا ہے مومنہ جس کی چچوں بس کرنے سی والی ہوں۔ تم

مدنی زندگی بھی نہیں رہو گی جواب ہو۔ ہمیں آگے چلنا ہے اور اپنی اپنی منزل کی

طرف بڑھنا ہے۔۔۔ اور اس سفر میں میں تمہارے ساتھ ہوں اور اسی سفر کی بنا پر ہم

دونوں کی محبت قائم ہے اور ہمیشہ رہے گی۔۔۔ میں پتی پتی ہو کر محبوب کے راستے میں

بکھر جاتا چلتا ہوں۔

(خاموش ہو جاتا ہے۔)

مومنہ: (ارشاد کا ہاتھ پکڑ کر) آپ کو خند آ رہی ہے سر!

ارشاد: تمہارے پاس جلی چلتا مومنہ۔۔۔ (وقف) کیا نام ہے اسی کا؟

مومنہ: عدیل سرا

ارشاد: ہاں عدیل کے پاس۔۔۔ (بے ہوشی میں ڈوب جاتا ہے۔)

مومنہ: (ارشاد کا ہاتھ سہلاتے ہوئے) آپ بھی انہی کی طرح ہیں سر۔۔۔ میں ان سے اس

قدر و خوفزدہ رہتی تھی کہ ساری زندگی کبھی بچ نہ پول سکی۔۔۔ پھر مجھے آپ مل گئے سر

اور میں آپ سے بھی ڈری ڈری سی رہنے لگی۔۔۔ آپ سے بھی کبھی پورا بچ نہ پول

سکی۔۔۔

(تلمیہ شروع)

ارشاد: کس قدر تیز تیز خوشبوئیں آ رہی ہیں۔۔۔ کیسے کیسے پروں کی پھر پھر ہٹ ہے۔۔۔ سنو سنو

یہ وصل کی گھڑی کی سننا ہٹ ہے۔۔۔ سندھ آگے بڑھ رہا ہے۔۔۔ میرا کھیل اوپر کر

دو مومنہ۔۔۔

(مومنہ پھنا ہوا کھیل اوپر کرتی ہے۔ حاجیوں کے تلمیہ چڑھنے کا آؤیہ بڑی مدھم

آواز میں فیضان ہوتا ہے۔)



مومنہ: (تلمیہ بند) مرد کو تو خدا سے وصال کا شوق روز ازل سے ہے سر، لیکن ہم عورتیں کہاں

جائیں۔ ہم کئی دیوار سے سر پھونڈیں اور کس کا سہارا لیں۔ ہم تو ہمیں کبھی اسی دنیا

میں۔۔۔ کسی کے خیال میں کبھی کسی کے تصور کے بازوؤں میں دفن ہو جانا چاہتی

ہیں اور ہمیں وہ مرد بھی نہیں ہوتا۔ میں آپ کو کیسے سمجھاؤں سر کہ میرے

اور عدیل کے درمیان دو عالم حاشیش کون ہے۔

ارشاد: ہوا و مت مومنہ آیات مت کر دو۔۔۔ مجھے ڈار ہوتے دو۔

مومنہ: (پروا کیے بغیر) آپ کو کیا پتہ سر کہ عورت کی ذات پر کتنا بڑا ظلم ہوا ہے روز ازل سے

سے کر اب تک۔ اسے مرد کی روح میں اترنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ مرد کی محبت اور

مرد کا عشق خدا نے صرف اپنے لیے مخصوص کر رکھا ہے۔ مرد کا قہر ہو تو ہر یہ ہو نا فرمان

ہو نہ ماننے والا ہو۔۔۔ اس کے اندر تاریک ترین گوشوں میں ایک روشن Doi ضرور

موجود رہتا ہے جو بڑے نور میں کم ہونے کے لیے ہر وقت دایہ ریت کر تار رہتا ہے۔ مرد

کو معلوم ہو یا نہ ہو۔۔۔ احساس ہو یا نہ ہو۔۔۔ خیال ہو یا نہ ہو اس کا دل اپنے محبوب

میں ہی دفن رہتا ہے۔ وہ جس جنت سے نکلا تھا سر آج تک اسی جنت کے مالک کی تصویر

میں مگر وہ اس سے مرد نہیں لڑتا ہے سر انہی جہانوں میں جہاں یہ اللہ کی آیت ہوتا

ہے، وہم نصیب ہے، فکر نصیب ہے، غم اس کے اندر ایک ہی محبوب کا آئینہ جھکتا ہے۔ وہ

ہتے نہ تھے۔۔۔ جانے نہ جانے۔۔۔ پچھانے نہ پچھانے، تار اور ہری کھڑکتی ہے اس کی۔ لیکن ہم کیا کریں سر۔۔۔ ہم کدھر جائیں۔ ہم اس جھوٹے 'مکار' فریبی اور بے وقارے دل کیوں لگائیں جو ہمیں آخری وقت چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے۔۔۔ میں آپ کو کیا بتاؤں سر (آنسو)۔۔۔ کیسے بتاؤں کہ کون مجھے عدیل کے پاس جانے نہیں دیتا۔۔۔ کس نے میری رلور دک رکھی ہے۔۔۔ کس نے مجھے قید کر رکھا ہے۔

(آخری جملوں میں وہ ارشاد کا ہاتھ ذرا زور اور سختی سے جھلاتی ہے تو ہاتھ اس کے ہاتھ سے پھسل کر نیچے لٹک جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک چینگ ہوتا ہے۔ سوئٹ چٹ مارتی ہے اور نو۔۔۔ نو۔۔۔ نو سر۔۔۔ نو۔۔۔ کہتی ہوئی بھاگ کر کمرے کے نیم اند میرے میں قفل کی ہو جاتی ہے۔ پھر وہ سسکیاں بھرنے لگتی ہے۔ جوں جوں اس کی سسکیاں بلند ہوتی ہیں 'تلبیہ ان پر حاوی' ہونے لگتا ہے اور پھر سارا کمرہ مکینہ کی آواز سے بھر جاتا ہے۔ ارشاد کا پرسکون اور خوبصورت چہرہ دکھاتے ہیں جس پر مسکراہٹ نمودار ہو گئی ہے۔)

فیڈ آؤٹ

#### سین 4 آؤٹ ڈور دن

(تلبیہ آؤٹ کے ذریعہ جاری رہتا ہے۔ گڈ ریا عبد اللہ اپنے مخصوص مقام پر بکریاں لیے جا رہا ہے۔ اس کی پشت کمرے کی طرف ہے۔ کہیں سے ارشاد وہی پختہ لاکھیل لوزے اس کے پیلو میں آ جاتا ہے۔ دونوں شل ہوتے ہیں۔ پھر دونوں چلنے لگتے ہیں لیکن ایک کو دوسرے کا مطلق احساس نہیں ہے۔ کچھ دور جا کر ارشاد گڈ ریا کے پہلو سے ٹکرا جاتا ہے جیسے دونوں اپنے پیارے سے ملنے آئی ہو رہے ہوں گے۔ یہ وہاں اکیلا چلا جا رہا ہے اور اس پر وہ جاری ہے ہاسٹری لکھا اس ڈور سے اور خوبصورت تفریحوں کے عین سے بھر چکی ہے۔)

نٹ

There is a... اب یہیں غلبہ شام کی ہے۔۔۔ گزرتے ہوئے وقت کا

... ہے۔۔۔ صبح آگیا۔۔۔ یہ وہاں چلا جا رہا ہے اور آسمان میں

..... ہرن بھاگتا ہوا۔۔۔۔۔ پرندہ دریا پر اڑتا ہوا۔۔۔۔۔ بھٹاپانی اور اڑتا پرندہ۔  
کٹ

## سین 5 ان ڈور دن

(مومن اپنے کچن میں کھڑی ہے اور آلو تھیل رہی ہے۔ اس کے چہرے کے سامنے ایک کھڑکی ہے جس سے باہر کے مناظر نظر آتے ہیں۔ وہ آلو اور پھری ہاتھ میں پکڑے پکڑے پتھر کی صورت بن جاتی ہے اور یادوں میں گم ہو جاتی ہے۔ اس پر وہی نظم پورا ہوتی ہے: میں اپنے دل کے فرش کو کس مانچھے سے مانچوں۔۔۔۔۔)

کٹ

(مرس پافرید، محال شہباز قلندر، مرس حضرت علی چوہری کے مختلف سین)

کٹ

## سین 6 آؤٹ ڈور دن

(ارشاد کے حرار پر مرس کا سین۔ پروڈیو سر کی ضرورت اور سہولت کے مطابق Setting کی جائے۔ چوڑے پر ایک مناسب جگہ قوال پارٹی بیٹھی ہے۔ ان کے سامنے ان کے ساتھ بیٹھے ہیں لیکن انہوں نے ابھی قوالی شروع نہیں کی۔ لوگوں کے اباؤ میں آیا محمد حسین صاحب تشریف فرما ہیں۔ ان کے ارد گرد لوگوں کا دائرہ ہے۔ محمد حسین صاحب لوگوں سے باتیں کر رہے ہیں مگر صرف اشاروں سے ان کی محکمہ واضح ہوتی ہے۔ اور سے ایک سنگھما سنی کے چار ایسے رہنما کر کے دس طاغی آرہی ہے۔ وہ حرار کی طرف بڑھتی ہے اور ایک ایک کر کے چاروں ایسے تنویدات سر ہاتے دھتی ہے۔ ایک اور مہمان قہر کا ہٹون جاتے ہیں اور آدمی اسے روک کر کہتا ہے)

شریف اللہ! آپ کو یہ ہے لیکن یہ مٹ ہے جو آپ کو رہی تھا۔

طالعان: پتہ ہے یہاں پتہ ہے۔

بشرٹ والا: اور یہی بدعت آدمی کو شرک تک لے جاتی ہے۔

طالعان: ٹھیک ہے دیرا ٹھیک ہے۔ پر ہم قریب نمائے بھی کیا کریں "میں دیوار سے سر ٹکرائیں۔"

بشرٹ والا: کیوں بلبلے۔۔۔ کیوں؟

طالعان: اے امیر! تم جیسے بے بدعتی لوگ اللہ کے پیارے اپنے سر اسے "تمہے تعلقاں والے"

اک دو بجے کے سہارے۔۔۔ آپ کو کیا پرواہ ہے۔

بشرٹ والا: (حیران اور ہونچکا سا مڑا ہے۔ وقت)

طالعان: ہمارے لوگوں کے پاس لے دے کر بس انکو ای سہارا ہوتا ہے "اک دیوے کا اور چٹنا کی بھر"

دیش کا ایک ہری چادر تے دیوای چروں کا۔ یہ بھی کھو حنا ہے تو یہ بھی کھو ٹوڑ۔۔۔ اس کو

بھی اچھا ہے تو یہ بھی اچھا ہے۔۔۔ ہے تو بدعت ای اور میرا پر جب تک تم دم کو ساتھ

نہیں ملاؤ گے اپنے بھائی بہن نہیں سمجھو گے اس وقت تک بدعتیں کو بدعتاں کا سہارا

ای لے لینے دو سنت۔ اللہ تم کا دونوں جہانوں میں بھلا کرے "نئی پاک کے صدقے"

بشرٹ والا: میرا یہ مطلب نہیں تھا بلبلے!

طالعان: جو مسلمان اپنے غریب بھائی بہن کو۔۔۔ مجبور بھائی بہن کو۔۔۔ مظلوم بھائی بہن کو

ساتھ ملانا نہیں چاہتا وہ ان کو بدعت شرک کا تخت دے کر ہی حکامدار ملتا ہے پھارا۔۔۔

وہ بھی آٹھ دو بیروں کا بوجھ کس شہر کا اٹھائے۔

بشرٹ والا: تو بدعت تو بدعت۔۔۔ یہ حالت ہے ہمارے قوم کی اور یہاں تک آپہنچی ہے جہالت کی

یگانہ!

(یہ فقرہ اکر تے ہوئے فیئذ سے نکل جاتا ہے)

کت

سین 7 آؤٹ ڈور دن

(ہارن اور انجمن کا گروہ کی جانب آتا ہے۔ گارڈ آتا ہے اور اوپر جاتا ہے۔ پھر

لوقا ہے گارڈ اور وہ گھومتا ہے اور لائری لکھ کر پڑھتا ہے۔ پھر گوارڈوں کی

طرف دیکھتا ہے "جیسے اندازہ کرنا کہ مطلوبہ گوارڈ کہاں پر ہے۔")

کت



## سین 8 ان ڈور دن

(سلفی اور عامر دونوں خوبصورت لیاقت پہنے اپنے گھر میں سوچ رہے ہیں۔ سلفی میز پر کھانا لگا رہی ہے۔)

عامر: سلفی پلیز روٹی پکانا سیکھ لو۔ ہر روز بازار میں روٹی نہیں کھائی جاتی مجھ سے۔  
سلفی: دیکھو عامر! میں نے تم کو پہلے بتا دیا تھا کہ میں روٹی پکانا نہیں جانتی تھیں؟

عامر: بتایا تھا۔۔۔ بالکل سو فیصد بتایا تھا۔  
سلفی: اور تم نے پھر بھی مجھے قبول کر لیا۔۔۔ کیا تھا؟  
عامر: غلطی ہو گئی!

سلفی: (مسکراتر محبت سے) کچھ مہلت دو گے؟  
عامر: کیسی مہلت؟

سلفی: اس بار جب گاؤں جاؤں گی تو ملاں سے سیکھوں گی۔ پھپھو کی بیوہ رکھ لوں گی۔  
عامر: محبت سے سلفی کے ہاتھ پکڑ کر! کوئی بارور رہی کو۔۔۔ میں ان ہاتھوں کو روٹی پکانے دوں گا۔

(سلفی جتنی ہے۔)  
سلفی: کون ہے بھئی؟

عامر: بتایا غلطی ہوں گے اور نون ہو گا!  
سلفی: وہ تو ابھی گئے ہیں تو کیسے ہوں گے۔  
(سلفی پھر کہتی ہے۔)

عامر: تمہیں پلیز!  
(درازا کھول کر انہیں اندر آتا ہے۔)

ایم ایچ ایم: اچھا نظری میں بدایہ وقت آیا ہوں۔ آپ کے گھر فون نہیں تھا اور نہ ضرور نام لے کر آتا۔

سلفی: چن چن نہیں۔ آپ سر ارشاد کے بیٹے ہیں۔۔۔ میں نے آپ کو ٹیکہ ٹی میں دیکھا تھا۔

ایم ایچ ایم: (دراصل میں ایک کتاب لکھ رہا ہوں۔۔۔)  
سلفی: اگر بڑی میں کہہ دوں گی؟

ابراہیم: بد قسمتی سے میری اردو اچھی نہیں۔ فی الحال تو میں انگریزی میں لکھ رہا ہوں اور یہ کتاب ہوگی بھی Foreign Consumption کے لیے۔

عامر: بڑی اچھی بات!

ابراہیم: میں مغربی لوگوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں جو لوگ آنے والی زندگی کے لیے تیاری کر رہے ہیں، وہ دراصل۔۔۔

They are searching for a bigger meaning of life۔۔۔ ایسے لوگ انہیں اور اپنے West Oriented Educated لوگوں کو چاہے پاگل لگیں، لیکن ایسے دیوانے بڑے سرمست لوگ ہیں۔

عامر: آپ کی اردو تو بڑی ٹھیک ٹھاک ہے۔

ابراہیم: جینک یو! اچھا تو کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ نے میرے والد کو کیا پایا؟  
سلفی: کیا مطلب؟

ابراہیم: آپ لوگ تو انہیں ملتے رہے ہیں۔ کیا واقعی وہ صوفی تھے؟ کیا ان کا جھکاؤ Fundamentalism کی طرف تھا؟ آپ لوگوں کو تو علم ہو گا کہ ان کی زندگی کیسی تھی؟

سلفی: میں اور تو کچھ نہیں جانتی ابراہیم صاحب، لیکن دو واقعہ شخص تھے جو لوگوں کو سوچنے پر مجبور کرتے تھے۔۔۔ اول سے محسوس کرنے پر اکساتے تھے۔ انہوں نے مجھے پہلی بار یہ احساس دلایا کہ دوسروں کو ٹھیک کرتے رہنا ان میں کبڑے نکالنا یا لوگوں کو سیدھی راہ دکھانے سے کہیں بہتر ہے کہ انسان اپنی صحت درست کر لے۔۔۔ اپنے ارادے کا صحیح استعمال جان لے۔۔۔ اپنی WIIH کو کسی ایک چوکھٹ پر جھکانا سیکھ لے۔۔۔ دوسروں کی انگو سے اپنی انگو بھڑانا بند کر دے۔

ابراہیم: اتنا سب کچھ آپ اتنی تعلیم اور مغربی باؤں کے باوجود سیکھ گئیں؟

عامر: ابھی کہی ہے سہ! بار بار بھولتی ہے۔۔۔ اپنی خوشی کو آسانی سے قربان نہیں کر سکتی۔  
(سلفی منہ ہناتی ہے اور اکیلی بیٹھی کیا ہم سب اس معاملے میں مجبور ہیں۔

ابراہیم: (کیمرہ آن کر کے) اور اگر میں آپ دونوں سے یہ پچھوں کہ جب میرے والد نے اپنی قید میں بھڑائی اس وقت۔





ابراہیم: اے اللہ! .....  
 رمضان: اے اللہ! ..... ہم اللہ بھائی جان! (کھڑے ہوتے ہوئے) تشریف لے گئے۔  
 بیٹھے! آپ تو ہمارے مخدوم ہیں۔۔۔۔۔ ہمارے شاہ تیں۔۔۔۔۔ ہمارے صاحبزادے  
 صاحب ہیں۔

ابراہیم: میں آپ سے فقط یہ پوچھنے کے لیے آیا ہوں کہ مجھے یہ ہا کون تھے؟  
 رمضان: آپ کے ابا ہمارے حضور تھے۔۔۔۔۔ ہمارے بزرگ۔۔۔۔۔ ہمارے مخدوم۔۔۔۔۔ آجائے وقت۔  
 ابراہیم: No not I want to know what was my father?  
 رمضان: آپ کے قادر ایک بزرگ تھے۔۔۔۔۔ ولی اللہ تھے۔۔۔۔۔ محرم اسرار اور واقف رموز نبائی  
 تھے۔

ابراہیم: میں ان کی بابت کچھ جانتا چاہتا ہوں!  
 رمضان: Your father was a thinker, a philosopher, a scientist.  
 ابراہیم: But I think.....

رمضان: And in the last chunk of his life, he was shaken by the  
 experience of presence

ابراہیم: Presence!  
 رمضان: One hot sultry Thursday, he came to me and said,  
 "Oh you cobbler of souls and seeker of the path  
 want to speak as simple, as tenderly and as clearly as I  
 can; God can be found!"

ابراہیم: God can be found Sir?  
 رمضان: yes, he said there comes a time when the presence  
 steals upon you ..... one walks in the world, yet above  
 the world as well, meeting the daily routine yet never  
 losing the sense of presence.

ابراہیم: When was it?  
 رمضان: Exactly two weeks before his death

ابراہیم: (خوشی سے) رہنمائی فرمائیے۔

(جب ابراہیم جانے لگا ہے تو رمضان موچی جلدی سے جھک کر اپنی صندوقچی سے ایک بھنی ہوئی مکئی کی چھلی اسے دیتا ہے۔ ابراہیم محبت سے یہ تحفہ وصول کر کے اسے اپنے لیوں سے لگاتا ہے اور پھر ہاتھ ملا کر رخصت ہوتا ہے۔)

فیڈ آؤٹ

سین 11      آؤٹ ڈور      دن

(عرس کے نجوم سے نکل کر ڈاکیر محمد حسین اور ابراہیم کسی پرانے درخت کے ٹھنڈے پر بیٹھے ہیں۔)

محمد حسین: تباہ کعبہ جناب ارشاد صاحب ہم لوگوں کے درمیان ایک بہت ہی بڑی اور عظیم شخصیت کے حامل تھے۔ وہ چھوٹے چھوٹے سال خوردہ بیڑوں کے درمیان شاہ بلوٹ کے ایسے سر بلند درخت تھے جس نے اپنی زندگی کے سو سال گزر کر ابھی ابھی پہلا قدم جوانی میں رکھا ہو۔

ابراہیم: لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے سلوک کی پہلی منزلیں آپ کی حضوری میں طے کیں؟  
محمد حسین: لوگ تو بہت کچھ کہتے ہیں ابراہیم میاں۔۔۔ اور لوگ عام طور پر کہنے کے لئے ہی ہوتے ہیں۔ ارشاد صاحب 'صاحب ارشاد تھے۔ وہ ہمارے صاحب تھے۔۔۔ محمد دوم تھے۔ ان کا فیض جب بھی جاری تھا اب بھی جاری ہے اور جوں جوں زمانہ آگے بڑھتا جائے گا اس فیض کی گہرائی اور پھیلاؤ میں اضافہ ہوتا جائے گا۔

ابراہیم: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ صاحب نسبت پہلے ضرور موجود تھے مگر اب نہیں ہیں۔ اگر یہ

بات۔۔۔

محمد حسین: ہمارے سرکار سائیں نور والے صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جیسا ماضی کا حال شاید نہ ہو 'وہ ماضی بھوتا ہے۔

ابراہیم: یعنی؟

محمد حسین: یعنی یہ کہ اگر ماضی میں ایسے ایسے بزرگ ہوتے رہے ہیں جن کے تذکرے کتابوں میں ملتے ہیں تو ان کو اب بھی ہونا چاہیے۔ لیکن اگر اب ایسے بزرگ ملنے ناممکن ہیں تو پھر حقیقتاً ماضی میں بھی ایسے بزرگ نہیں تھے سب قہے کہانیاں ہیں۔

امیر ایم: کیا روحانی قوتوں کے حامل بزرگ ساری دنیا میں ہوتے ہیں؟  
محمد حسین: ساری دنیا میں ہوتے ہیں۔

امیر ایم: لیکن ہمارے دیست میں تو کوئی ایسا نظر نہیں آتا۔  
محمد حسین: انہیں جاننے کے لیے دیکھنے والی آنکھ کی شرط ضروری ہے۔  
امیر ایم: یہ آنکھ کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟

محمد حسین: اگر بی اے کرنے پر چودہ اور ایم بی بی ایس کرنے پر سترہ سال لگ سکتے ہیں تو روحانی  
تورس کے لیے بھی چند سال وقف کرنے ضروری ہو جاتے ہیں۔  
امیر ایم: کیا میرے والد آپ سے آگے نکل گئے تھے؟

محمد حسین: بہت آگے۔۔۔۔۔ بہت ہی زیادہ آگے۔ میں نے تو ابھی پہلا قدم ہی اٹھایا تھا کہ انہیں  
منزل پر بلا لیا گیا۔

امیر ایم: اس سے آپ کو کچھ جیلسی ہوئی؟  
محمد حسین: ہوئی!

امیر ایم: اس اعتراض سے کچھ فائدہ ہوا؟  
محمد حسین: ہوا!

امیر ایم: اب آپ کس مقام پر ہیں؟  
محمد حسین: اندیم جھبوں کے قریب۔۔۔۔۔ ان سے ایک درجہ پیچھے۔ وہ میرے خلیفہ ہیں۔

امیر ایم: میرے فادر کا موٹو کیا تھا سر؟  
محمد حسین: حضرت ارشاد احمد صاحب۔۔۔۔۔ صاحب ارشاد کا فرزند ہے کہ دنیاوی کامیابیاں حاصل  
کرنے کی نسبت روحانی ترقی کے لیے کوشش کرتے ہوئے مر جانا اور سچائی، نیکی اور  
تقویٰ کے حصول کے لیے جان دے دینا بد رجہا بہتر ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ یہی انسانیت کی  
سُزنا ہے۔

امیر ایم: کیا میں آپ سے پھر مل سکتا ہوں؟  
محمد حسین: آپ ہمارے خدمت میں۔۔۔۔۔ ہمارے آقا ہیں۔۔۔۔۔ صاحبزادہ صاحب ہیں۔ آپ جہاں  
بھی تھم کریں گے میں سر کے بل حاضر ہو جاؤں گا۔

امیر ایم: Thank you very much indeed



## سین 12 آؤٹ ڈور دن

(کھیتوں میں چلتے ہوئے مکالے پر امپوز کیجئے۔)

ابراہیم: آپ میرے والد کو جانتے تھے؟

عمران قریشی: بہت اچھی طرح سے۔۔۔ بہت قریب سے۔۔۔ بالکل Intimately۔

ابراہیم: وہ کیسے انسان تھے؟

عمران: وہ ایک چالاک انسان تھے، معاف کیجئے گا۔۔۔ ایک ٹھکو اور مکار شخص تھے۔ انہوں نے اپنے اصل پر پردہ ڈال رکھا تھا۔

ابراہیم: کس قسم کا پردہ؟

عمران: فقیری کا۔۔۔ درویشی کا۔۔۔ خاکساری کا۔۔۔ لیکن وہ بڑے Comfortable لوگوں میں سے تھے۔ ان کے پاس اعلیٰ درجے کا بنگہ تھا۔۔۔ قیمتی کار تھی۔۔۔ رکھوالے کہتے تھے۔۔۔ خدمت کے لیے سارا گڈن تھا۔۔۔ زعفران بننے کے لیے بینک پیٹنس تھا۔

ابراہیم: تو گویا وہ ایک صوفی نہیں تھے؟

عمران: صوفی ازم ان کا ایک مشغلہ تھا۔۔۔ ایک بابی تھی۔ یہ ان کی پی آر کا ایک ذریعہ تھا۔۔۔ اپنی پاپولیریٹی کا ایک لیور تھا۔ وہ صرف انفرادی کے چہرے تھے، غریبوں کو پاس نہیں آنے دیتے تھے۔۔۔ ان پڑھ اور جاہلوں سے بات تک نہیں کرتے تھے۔

ابراہیم: آپ ان سے زندگی میں کتنی پارٹے؟

عمران: میں ان سے زندگی میں بیسیوں مرتبہ ملا ہوں۔ وہ میری فیس دیتے تھے، میرے ہاسٹل کا خرچہ دیتے تھے لیکن یہ بھی ان کا ایک Trick تھا۔ وہ لوگوں میں پاپولر ہونا چاہتے تھے اور کامیاب زندگی بسر کرنے کے خواہش مند تھے۔ I hope you don't minde my

criticism.

ابراہیم: Not at all, not at all.

عمران: (خفیہ طریق پر) یہ نہیں آپ کو کسی نے بتایا کہ انہوں نے ایک خفیہ شادی بھی کر رکھی تھی۔ سب لوگوں کو اس حقیقت کا علم نہیں، لیکن ہم جیسے قریبی لوگ بہت اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ ان کی اندرونی زندگی کس قسم کی تھی۔۔۔۔۔

I am very sorry but it is true.

ابراہیم: Oh please! I am happy that I met a truthful person. Thank you!



## سین 13 ان ڈور آدھی رات

(ابراہیم اپنے کمرے کی جلی جلائے اپنی کتاب لکھ رہا ہے۔ جو کچھ وہ لکھ رہا ہے اس کی آواز پہلے ریکارڈ ہو کر سپر ایپوز ہو رہی ہے۔ وہ صرف قلم کے ساتھ لکھتا جاتا ہے۔ اس سین میں تہایت خوبصورت 'سہانی' ملکوتی اور آسانی لانٹنگ کرائی جائے۔ لکھنے والے کے بالوں پر نور اتر رہا ہو۔ اس کا چہرہ پہلے کے مقابلے میں زیادہ معصوم اور زیادہ پُرکشش ہو۔ سارے سین کی روشنی بہت ہی ملائم ہو گویا ابھی یہاں سے ایک فرشتے کی صدا بلند ہونے والی ہے۔)

ابراہیم: (آواز)

Mysticism, it seems, was a way of life with my father. He is distinguished by his genius for religious experimentation and moral stamina. He had the character and the fixity of purpose to strive for the organization of his inner life and in his struggle to rise superior to the accidents that befell on his spiritual pilgrimage. To him, moral quality in mysticism is of great importance and he believed that in order to see God one must be pure in heart because without moral preparation, the vision, will not be granted.

ڈزالو

## سین 14 آؤٹ ڈور دن

(عرس بھر پور چل رہا ہے۔ لوگ لشکر کھارہ ہیں۔ ایک جانب توالوں کی ٹولی گا رہی ہے۔ دوسری طرف کرصاب علموں کی ٹولی اپنا گیت گاتی ہے۔ دو ہزار بارہکی (ملاؤ ہراتے ہیں)۔)

یہ ساتھ رہیں گے ہم دونوں  
یہ ساتھ مریں گے ہم دونوں

(قوال کی دھن ایسی ہو جو ”مسجد کو جائیں“ والی دھن سے نکلی ہو۔ یہ کٹ ٹوکٹ میں ایک دوسرے میں مدغم ہوتی نظر آئے اور ناگوار نہ گزرے۔ منظر کٹ ٹوکٹ چلا ہے۔)

1۔ (قوال قوالی کرتے ہیں) تیرے کن چلے کا سودا ہے

کٹ ٹوکٹ

2۔ (طالب علموں کا گروہ) پر ساتھ چلیں گے ہم دونوں

کٹ ٹوکٹ

3۔ مزار پر عقیدت مندوں کا بھوم

کٹ ٹوکٹ

4۔ قوالی جاری رہتی ہے

کٹ ٹوکٹ

5۔ (طالب علموں کا گروہ) پر ساتھ چلیں گے ہم دونوں

کٹ ٹوکٹ

6۔ مزار پر دھما

کٹ ٹوکٹ

7۔ (طالب علموں کا گروہ) پر ساتھ چلیں گے ہم دونوں

کٹ ٹوکٹ

8۔ حزار (ہر طرح کی آواز بند کر دیجئے)

کٹ ٹوکٹ

9۔ اونٹ کا سایہ (گھنگھرو کی آواز)

تلا

(یہ سارے کافی دیر تک رہتا ہے۔ اس پر ذکر جاری ہوتا ہے۔)

تلا

دن

آؤٹ ڈور

سین 15

(گڈریا عبد اللہ ہاتھ میں عصا لیے نہر کنارے چلتا آرہا ہے۔ ایک مقام پر رک کر  
باظرین کو مخاطب کر کے کہتا ہے:)

گڈریا عبد اللہ: سن بابا لوکا! فقیری ایک بات ہے کان میں کہنے کی۔۔۔ یا تو انسان ادھر تھا یا پھر  
لوہر ہو گیا۔۔۔ گویا کسی نے آگ میں پھونک مار دی۔ نہ اس کے لیے وقت اور زمانہ  
درکار ہے نہ عبادت و تسبیح نہ ورد نہ وظیفہ۔۔۔ بس چھوٹا سا فیصلہ۔۔۔ ارادہ۔۔۔  
منظر بدل جاتا ہے آپلی آپ۔

(یہ بات کہہ کر گڈریا بڑی آہستگی سے مڑتا ہے اور ہولے ہولے قدم اٹھاتا ہوا  
نہر کنارے چلنے لگتا ہے۔ کیمرو اسے جاتے ہوئے دیر تک اور دور تک دکھاتا  
ہے۔ یکدم سکرین پر اوٹ کا سایہ آنے لگتا ہے اور ایک بلاسٹ کے ساتھ آتا  
ہے۔ تیرے من چلے کا سودا ہے)

فیڈ آؤٹ